554 احادیث اور 474 مسائل کا مستند ذخیرہ

فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی

جلال الدین احمد امجدی

علیہ رحمۃ اللہ القوی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ درسی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : أنوار الحديث

پیش کش : **مجلس المدينة العلمية** (شعبۂ درسی کتب)

پہلی بار : ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ،نومبر 2011ء تعداد:2500(پچیس سو)

دوسری بار : ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ،اکتوبر 2013ء تعداد:2500(پچیس سو)

کل صفحات : 466 صفحات

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

❁......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی		فون:021-32203311
❁......**لاہور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ		فون:042-37311679
❁......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار		فون:041-2632625
❁......**کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور		فون:058274-37212
❁......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن		فون:022-2620122
❁......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ		فون:061-4511192
❁......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال		فون:044-2550767
❁......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ		فون:051-5553765
❁......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ		فون:068-5571686
❁......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB		فون:0244-4362145
❁......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ		فون:071-5619195
❁......**گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ		فون:055-4225653
❁......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر		

E.mail: ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کے ۱۹ حُروف کی نسبت سے
اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ ''نیتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ. یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دوعَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ ﴿۵﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیےاس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ ﴿۶﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿۷﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ ﴿۸﴾ کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ وکلام رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا۔ ﴿۹﴾ درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا۔ ﴿۱۰﴾ استاد کی توضیح کو لکھ کر'' اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ عَلٰی حِفْظِکَ ''پر عمل کروں گا۔ ﴿۱۱﴾ طلبہ کے ساتھ مل کر اس

کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا۔﴿۱۲﴾اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا۔﴿۱۳﴾درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا۔﴿۱۴﴾اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا۔﴿۱۵﴾سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمدِ الٰہی عزوجل بجالاؤں گا۔﴿۱۶﴾اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا۔﴿۱۷﴾سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔﴿۱۸﴾کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔(مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)﴿۱۹﴾کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆......☆......☆......☆
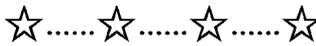
علم حاصل کرنے کا شوق

حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حصولِ علم کے شوق کا یہ عالم تھا کہ عین وفات کے وقت کسی نے کوئی دعا سنائی تو قلم دوات منگوا کر اس سے لکھوانا چاہا۔حاضرین میں سے کسی نے کہا:''حضور کیا اس حال میں بھی؟''فرمانے لگے:''انسان کو چاہیے کہ مرتے دم تک علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے۔''

(علم اور علماء کی اہمیت،ص ۲۷)

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

تــــــمــــــت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علاّمہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم
تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ — (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب — (۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تراجم کُتُب — (۶) شعبۂ تخریج

"**المدینة العلمیة**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سُنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل "دعوتِ اسلامی" کی تمام مجالس بَشُمُول "**المدینة العلمیة**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ تب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔'' کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں: ''محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں، جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے اور اس اتباع کا ثمرہ اللہ عزوجل کے نزدیک مقام محبوبیت کی صورت میں حاصل ہوگا۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضور معلم کائنات علیہ افضل الصلاۃ کی اتباع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال کا جاننا از حد ضروری ہے اور ان اقوال وافعال اور احوال کو ہی حدیث کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف خلف نے احادیث کو یاد کرنے اور انھیں دیگر لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہر دور میں بہت اہتمام فرمایا ہے یہاں تک کہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آج تک جتنی بھی کتب لکھی گئیں ان میں سب سے زیادہ کتب کا موضوع حدیثِ رسولِ مقبول ہی بنا۔

اور کیوں نہ ہو کہ بقولِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جسکا بیاں نہیں

بلاشبہ احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلاۃ والتسلیم دین اسلام کے مآخذ میں سے ہیں اور ہر دور میں ائمہ دین ان کی خدمت کرتے رہے اور یہی احادیث نبویہ انسانی زندگی کا ضابطہ ہیں اور حیاتِ انسانی کا کوئی ایسا موڑ نہیں جہاں نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے راہنمائی نہ فرمائی ہو۔ کہیں صوم وصلوۃ کا بیان ہے تو کہیں حج وزکوۃ کا بیان، کہیں والدین کے حقوق کے انمول موتی ہیں تو کہیں زوجین کے حقوق کے دُرِّ نایاب، کہیں اچھے تاجر کی خصوصیات کا تذکرہ ہے تو کہیں بیع وشراء کے انمول اصول، کہیں دنیا کی مذمت کا بیان ہے تو کہیں آخرت سنوارنے کی ترغیب۔ الغرض قدم قدم پر پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیاری باتیں ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہیں، مگر پھر بھی انسان خوابِ غفلت کا شکار ہے۔ رب العالمین اپنی کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مرقد پر جنہوں نے احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم مع ترجمہ اور انکے تحت اہم مسائل عام فہم انداز میں بنام ''**انوار الحدیث**'' لکھ کر لوگوں کو عمل کا جذبہ دیا اور انہیں خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔

الحمد للہ علی احسانہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کی مجلس ''**المدینۃ العلمیہ**'' کے ''**شعبۂ درسی کتب**'' نے ''**انوار الحدیث**'' پر بہتر انداز میں کام کرنے کی سعی کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)......اس سے پہلے مختلف اشاعتی اداروں سے چھپنے والی ''**انوار الحدیث**'' میں کتابت اور پروف ریڈنگ کی اَغلاط تھیں، ہم نے اول تا آخر کئی بار اسکا بغور مطالعہ کرکے حتی الوسع اَغلاط کو دور کردیا ہے، اس بات کا اندازہ ہر دو کے تقابل سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے۔

(۲)......احادیثِ مبارکہ اور مشکل الفاظ پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

(۳)......علاماتِ ترقیم (رموزِ اوقاف) کا بھی حتی المقدور خیال رکھا گیا ہے۔

(٤)......آیات مبارکہ کے حوالے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور احادیث کریمہ، اقوالِ صحابہ وتابعین وغیرہ کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

(٥)......تخریج کرتے ہوئے جلد کی جگہ ''ج''، صفحہ کی جگہ ''ص'' اور ''رقم الحدیث'' کا اہتمام کیا ہے۔

(٦)......بہارِ شریعت کے حوالے کے بعد اصل ماخذ سے بھی تخریج کی گئی ہے۔

(۷)......انوار الحدیث میں جہاں جہاں بہارِ شریعت کے حوالہ جات موجود ہیں انکی تخریج دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''بہارِ شریعت جلد اول حصہ ۱ تا ۶'' اور ''جلد دوم حصہ ۷ تا ۱۳'' سے، نیز الگ سے مطبوعہ ''سولہویں حصے'' سے کی گئی ہے اور بقیہ حصوں کی تخریج ''بہارِ شریعت مطبوعہ مکتبہ رضویہ'' سے کی گئی

ہے۔

(۸)......وہ بعض کتب جو ہمارے پاس نہیں تھیں اور ''**انوار الحدیث**'' میں ان کی تخریج موجود تھی تو انہیں ویسا ہی رکھا ہے اور جن عبارات کا حوالہ وتخریج ''**انوار الحدیث**'' میں نہیں تھا تو ان کی تخریج کردی گئی ہے۔

(۹)...... پہلے سے موجود حوالوں کی تخریج کو برقرار رکھتے ہوئے ہم نے حاشیہ میں موجودہ ورائج الوقت کتب سے الگ تخریج دی گئی ہے۔

(۱۰)......تخریج کرتے ہوئے ان کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جن کے متون حوالہ دی گئی کتب کے قریب قریب ہیں۔

(۱۱)......اس کتاب میں ایک ہزار سے زائد حوالوں کی تخریج کی گئی ہے۔

(۱۲)......کئی حوالوں کی ایک سے زائد کتب سے تخریج کی گئی ہے۔

(۱۳)......کتاب میں جگہ بہ جگہ قارئین کے علمی ذوق کو بڑھانے کے لئے ہم نے انتہائی اہم معلومات پر مشتمل مدنی پھولوں کا اضافہ کیا ہے جن کی افادیت کا اندازہ ان کے مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔

(۱۴)......کتاب کے ہر باب کو الگ صفحے سے خوبصورت عنوان کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔

آخر میں قارئین کرام سے گذارش ہے کہ ان تمام تر کوششوں کے باوجود اگر کسی قسم کی خصوصا شرعی غلطی پائیں تو مجلس کو تحریراً مطلع فرما کر مشکور ہوں۔

(۱۵)......قرآنی آیات کی رائج الوقت خوبصورت رسم الخط میں پیسٹنگ کی ترکیب کی گئی ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی وتمام علماءِ اہلِ سنت کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے اور قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوت اسلامی'' کی تمام مجالس بشمول ''**المدینۃ العلمیہ**'' کو دن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الأمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

شعبۂ درسی کتب

مجلس: المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

تعارف مصنف انوار الحدیث

(از: مصنف انوار الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

پیدائش:

۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں ضلع ''بستی (یوپی)'' کی مشہور آبادی ''اوجھا گنج'' میں میری پیدائش ہوئی جو شہر بستی سے بیس۲۰ کلومیٹر پچھم (مغرب) ''فیض آباد روڈ'' سے دو۲ میل دکھن (جنوب میں) واقع ہے۔

نام ونسب:

جلال الدین احمد بن جان محمد بن عبدالرحیم بن غلام رسول بن ضیاء الدین بن محمد سالک بن محمد صادق بن عبدالقادر بن مرادعلی۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ. (اللہ عزوجل ان کی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔آمین)

خاندانی حالات:

آخر الذکر ضلع فیض آباد ''بڑہر'' علاقہ کے مشہور ومعروف راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے جو مراد سنگھ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر جب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تو مراد علی کہلائے۔ گھر والوں نے دباؤ ڈال کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا تو زمیں داری وتعلقہ داری چھوڑ کر ضلع فیض آباد کی مشہور مسلم آبادی ''قصبہ شہزاد پور'' میں سکونت اختیار کر لی جن کی اولاد کثیر تعداد میں آج بھی قصبہ مذکور میں آباد ہے۔ان کی اولاد میں سے ضیاء الدین مرحوم بغرض تجارت ضلع بستی کے مختلف قصبات وبازار میں آتے رہے۔اسی اثنا میں ''اوجھا گنج'' کے مسلمانوں سے تعلقات پیدا ہو گئے تو دوستوں کے مشورہ سے زمین خرید کر اسی آبادی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

آباء واجداد:

میرے دادا ''عبدالرحیم'' نہایت سلیم الطبع، پاکباز اور عبادت گزار تھے جو عین جوانی میں انتقال کر گئے ان کے ایک بھائی عبدالکریم حاجی تھے جو زندگی بھر فی سبیل اللہ مسجد کی امامت کرتے رہے اور دوسرے بھائی عبد المقیم تھے جو بہت متقی اور پرہیزگار تھے اور ''رودھولی'' کے قریب اپنے سسرال میں رہتے تھے۔انتقال کے چھ ماہ

بعد پانی کے بہاؤ سے متاثر ہوکر ان کی قبر کھل گئی تو لاش تر وتازہ تھی اور کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔

میرے والد ''جان محمد'' مرحوم عرصہ دراز تک اپنے گھر فی سبیل اللہ بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے رہے اور بابا عبدالکریم نے اپنی زندگی میں انہیں جامع مسجد کا امام مقرر کیا تو وہ محض رضائے الٰہی کی خاطر بلاتنخواہ زندگی بھر پابندی کے ساتھ نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین کی امامت فرماتے رہے۔ بڑے متقی و پرہیزگار تھے آج بھی آبادی کے لوگ ان کے تقوی و پرہیزگاری کو یاد کرتے ہیں اور ان کا تذکرہ بڑے احترام سے کرتے ہیں۔

میری والدہ مرحومہ ''بی بی رحمت النساء'' ایک دیندار گھرانے کی لڑکی تھیں۔ بہت نمازی اور صبح تلاوتِ قرآن مجید کی بے حد پابند تھیں۔ ''دعائے گنج العرش'' اور ''درود لکھی'' ان کو زبانی یاد تھی، جن کو روزانہ بلاناغہ پڑھا کرتیں۔ ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء کو میں ان کے ظاہری سایہ سے محروم ہوگیا۔ خدائے تعالی ان کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے۔ انہوں نے میری تعلیم کے بارے میں جو کردار پیش کیا ہے اس کی مثال اس زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔ میں ان کے بڑھاپے کا اکلوتا بیٹا تھا اور پہلی بار جب میں ''ناگپور'' گیا تو ڈھائی سال کے بعد آیا اس درمیان میں انہوں نے میرے پاس آنے کے بارے میں خط تک نہ لکھا تاکہ تعلیمی نقصان نہ ہو۔

فَجَزَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرَ الْجَزَاءِ (اللہ تعالی انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین)

آغاز تعلیم:

عمر کے پانچویں ۵ سال میں اپنے والد کے شاگرد مولوی زکریا صاحب مرحوم جو ''اوجھا گنج'' ہی میں فی سبیل اللہ اپنے گھر ایک مکتب چلاتے تھے۔ ان سے قاعدہ بغدادی شروع کیا۔ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا تو مولوی محمد زکریا صاحب مرحوم جو حافظ قرآن تو نہ تھے مگر حافظوں کے مثل ان کو قرآن مجید یاد تھا انہیں سے میں نے حفظ پڑھنا شروع کردیا۔

تعلیم کا شوق اور حفظ قرآن کی تکمیل:

سات آٹھ سال کی عمر میں بھی مجھے پڑھنے کا اس قدر شوق تھا کہ صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے سخت سردی کے زمانہ میں بھی سب سے پہلے مکتب پہنچ جاتا تھا۔ ایک بار جل جانے کے سبب بائیں گھٹنے میں ایسا زخم ہوا کہ میں پاؤں سے چل کر مکتب نہیں جاسکتا تھا تو ایک پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ٹیک سے چل کر برابر مکتب جاتا رہا ایک دن بھی ناغہ نہ کیا۔ بحمدہ تعالی ثم بکرم حبیبہ الاعلی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں صرف ساڑھے

تین برس کے اندر ساڑھے دس سال کی چھوٹی سی عمر میں حفظ مکمل ہوگیا بہت سے لوگ مجھے نابالغ حافظ کہتے اور میری کم سنی کے سبب دوسری آبادی کے لوگ مجھے پورا حافظ یقین کرنے میں تامل کرتے۔ بالغ ہونے کے بعد میں نے ۱۹۴۸ء میں سب سے پہلے ''ناگپور'' تراویح میں قرآن مجید سنایا۔ پھر ۱۹۶۵ء تک مختلف مقامات پر سناتا رہا۔ یہاں تک کہ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید خاص الحاج سیٹھ حیات محمد صاحب مرحوم نے اپنی مسجد واقع حیات نگر، فارسی باڑی محلہ گھاٹ کوپر بمبئی میں زندگی بھر قرآن مجید سنانے کا وعدہ لے لیا جس میں ۱۹۶۶ء سے برابر تراویح پڑھا رہا ہوں۔

تعلیم کا پہلا سفر:

حفظ کی تکمیل کے بعد دور سنانے اور فارسی وعربی پڑھنے کیلئے میں نے ضلع فیض آباد کے قصبہ ''التفات گنج'' کا پہلا سفر کیا۔ کھانے کا بار پہلے ہمارے ایک رشتہ دار جناب نبی بخش مرحوم نے برداشت کیا۔ پھر سترہ روز ''محلّہ باغیچہ'' کے اہل خیر حضرات کے یہاں جاگیر کھانے کے بعد ایک شخص نے مجھے بھائی بنالیا۔ (افسوس کہ حدیث ''لا تُجَالِسُوْهُم بدمذہبوں کی صحبت میں نہ بیٹھو'' پر عمل نہ کرنے کے سبب وہ بعد میں گمراہ ہوگیا۔) میں اس کا کچھ کام بھی کردیا کرتا تھا اور صبح وشام پابندی کے ساتھ پڑھنے بھی جایا کرتا۔ چوں کہ حفظ کے دوران خارج اوقات میں اردو لکھنا پڑھنا ہم نے خود ہی سیکھ لیا تھا اس لیے التفات گنج میں حفظ کا دور سنانے کے ساتھ میں نے ''فارسی آمد نامہ'' شروع کردیا جسے مولوی عبدالرؤف صاحب نے پڑھایا اور بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی قبلہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پیرزادہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب سے فارسی کی چھوٹی بڑی بارہ ۱۲ کتابیں پڑھیں اور عربی کی ابتدائی تعلیم بھی انہیں سے حاصل کی۔

تعلیمی رکاوٹیں:

۱۳۶۳ھ اور ۱۹۶۴ء میں مسلسل ہمارے گھر کئی حادثے پیش آئے جب میرا حفظ قریب الختم تھا تو میرے نوجوان بھائی محمد نظام الدین جو گھر کا بار سنبھالے ہوئے تھے اچانک ۴ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ کو انتقال کرگئے۔ اس صدمہ سے گھر کے سب لوگ نیم جان ہوگئے۔ پھر آٹھ دس ماہ کے وقفہ سے گھر میں دوبار ایسی چوری ہوئی کہ چوروں نے پانی پینے کیلئے گلاس تک نہ چھوڑا۔ پھر ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء کو موسلا دھار بارش کے ساتھ ہمارے والد کی چھتری پر ایسی بجلی گری کہ ساتھ کے تین آدمی فورا مر گئے اور والد صاحب

مرحوم اگرچہ بچ گئے مگر اتنے کمزور ہوگئے کہ زیادہ کام کے قابل نہ رہ گئے۔ گھر کے سارے اخراجات کا بار والد صاحب ہی پر تھا کہ میرے علاوہ ان کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ غربت وافلاس نے ہر طرف سے گھیر لیا مگر اس کے باوجود میری تعلیم کو انہوں نے بند نہ کیا۔ آخر مجھ سے گھر کی یہ تنگدستی دیکھی نہ گئی تو ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں ''التفات گنج محلّہ باغیچہ'' کے پرانے رئیس حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم جو نہایت متقی، پرہیز گار، صبح تلاوت قران مجید کے پابند، شریف الطبع اور مدرسہ کے خزانچی تھے، میں نے ان کے یہاں دس ۱۰ روپے ماہوار اور کھانے پر اس شرط کے ساتھ ملازمت کرلی کہ صبح وشام دو دو گھنٹے میں پڑھنے بھی جایا کروں گا اس طرح تقریباً ایک سال گزرا اور ہم نے التفات گنج کے مدرسہ کا موجودہ نصاب پورا کرلیا۔ اب گھر کے لوگ اور دوسرے متعلقین میری تعلیم بند کرنے اور مستقل طور پر کسی کام میں لگادینے کی باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ والدین نے یہ مسئلہ میرے سامنے رکھا تو ان لوگوں کو میں نے اپنی تعلیم کے جاری رکھنے پر راضی کرلیا اس لیے کہ میرے بڑے بھائی محمد نظام الدین مرحوم نے انتقال سے پہلے کہا تھا کہ میری تمنا تھی کہ ''میں تمہیں پڑھنے کیلئے بریلی شریف بھیجتا اور تمہیں عالم دین بناتا مگر افسوس کہ میں اب زندہ نہ رہوں گا۔'' مجھے ان کی تمنا پوری کرنے کی لگن تھی اور پھر میں یہ سوچتا کہ ''لوگ مجھے حافظ کہتے ہیں مگر میں تو جاہل ہوں کہ جاہلوں کی طرح میں بھی مسئلہ مسائل کچھ نہیں جانتا فرق صرف اتنا ہے کہ وہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھتے ہیں اور میں زبانی پڑھتا ہوں'' اس لیے میں عالم ضرور بنوں گا۔

تعلیم کا دوسرا سفر:

اب مجھے ایسے مدرسے کی تلاش ہوئی کہ جہاں رات میں تعلیم ہوتی ہو اور وہ شہر میں ہوتا کہ میں رات کو پڑھوں اور شہر میں کوئی کام کرکے اپنے والدین کی خدمت بھی کرتا رہوں۔ معلوم ہوا کہ شہر ''ناگپور (سی۔ پی)'' میں رات کو تعلیم ہوتی ہے تو ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے فوراً بعد جب کہ ٹرین میں مسلم ڈبے مخصوص ہوتے تھے میں ''ناگپور'' پہنچ گیا۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی فاتح جمشید پور اس زمانہ میں ''مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم'' کے صدر المدرسین تھے۔ صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے اور رات میں ۸ بجے سے ۱۰ بجے رات تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ بیس پچیس لڑکے ان سے رات میں پڑھتے تھے۔ میں بھی بعد مغرب کھانے کے بعد پڑھنے کیلئے حاضر ہوجاتا اور گیارہ بارہ بجے رات تک پڑھتا پھر اپنی قیام گاہ پر آکر سوجاتا اور صبح سے شام تک کام کرتا جس سے پچیس تیس روپے ماہانہ اپنے والدین کی خدمت کرتا اور اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات

زندگی کا انتظام کرتا تو اس طرح ''ناگپور'' میں میری تعلیم کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔

شرف بیعت:

مجھے مسئلہ مسائل کے جاننے کا بڑا شوق تھا اس لیے میں بچپن ہی سے ''بہار شریعت'' کا نام سنتا تھا اور فقہ حنفی کی اس عظیم کتاب کو دیکھ کر اس کے مصنف صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز سے عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے خلیفہ ہیں تو ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ میں بھی حضرت سے مرید ہو کر سلسلہ رضویہ میں داخل ہو گیا۔

والد کا انتقال اور دینی خدمات کا آغاز:

ابھی میری تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں والد صاحب زیادہ بیمار ہو گئے۔ گھر والوں نے ان سے کہا کہ ''آپ کی طبیعت خراب ہے اور آپ کا ایک ہی فرزند ہے اسے خط بھیج کر بلا لیجئے۔'' فرمایا کہ ''نہیں پڑھائی کا نقصان ہوگا۔'' مگر بقرعید کے بعد جب وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو گھر والوں نے ان کی اجازت کے بغیر مجھے ٹیلی گرام دے دیا۔ گو میں گھر کے حالات سے بے خبر تھا لیکن دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، میری طبیعت بہت اچاٹ ہوئی تو ٹیلی گرام ملنے سے پہلے ہی میں ۱۷ ذی الحجہ کو گھر آ گیا اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء کو والد ماجد وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میں گھر والوں کی دلجوئی کی خاطر کچھ دنوں کیلئے مکان پر ٹھہر گیا اسی درمیان میں ''دوبولیا بازار'' جو ''اوجھا گنج'' سے پانچ کلو میٹر دکھن واقع ہے، وہاں کے مسلمانوں نے مجھے تقریر کیلئے بلایا تو میں نے وہاں ایک مدرسہ قائم کر دیا۔ لوگوں نے مجھ ہی کو پڑھانے کیلئے مجبور کیا تو کچھ دنوں کیلئے میں نے منظور کر لیا اور جب مدرسہ کا نظام مستحکم ہو گیا تو میں پھر ''ناگپور'' جا کر حصول تعلیم میں لگ گیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء کو حضرت علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم العالیہ نے دس ساتھیوں کے ساتھ مجھے سندِ فراغت عطا فرمائی۔ اس طرح ''اوجھا گنج'' کی تاریخ میں ہم سب سے پہلے فارغ التحصیل ہوئے دستار بندی کے بعد میں پھر ''دوبولیا بازار'' کے مدرسہ میں تدریسی خدمت انجام دینے لگا۔ اور اس کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی مگر اراکین حوصلہ مند نہ تھے انہوں نے میرا ساتھ نہ دیا۔ مجھے اپنی ترقی کی راہ مسدود نظر آئی تو میں نے استعفاد ے دیا۔

جمشید پور میں:

حضرت علامہ نے ہم لوگوں کی دستار بندی کے بعد نا گپور سے جمشید پور جا کر مدرسہ فیض العلوم قائم کیا۔ دوبولیا کے مدرسہ سے ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں مستعفی ہو کر حضرت کی طلب پر میں بھی جمشید پور پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں جمشید پور کا تاریخی مناظرہ ہوا جس میں اہلسنت والجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ کو جلیل القدر علمائے کرام نے فاتح جمشید پور کا خطاب عطا فرمایا۔ چونکہ مدرسہ فیض العلوم میں بروقت کسی مدرس کی ضرورت نہ تھی اس لیے مجھے ایک مکتب میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا گیا تو میں دل برداشتہ ہو کر تقریباً پانچ ماہ بعد حضرت علامہ کی اجازت سے گھر چلا آیا۔

بھاؤپور ضلع بستی میں:

اس زمانہ میں بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ گیارہویں شریف کی تقریب موضع صمدہ ضلع فیض آباد میں کیا کرتے تھے۔ اوراس وقت شیر بیشہ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خان صاحب قدس سرہ اکثر شعیب الاولیاء کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ میں نے حضرت شعیب الاولیاء سے گیارہویں شریف کے موقع پر صمدہ میں ملاقات کی تو حضرت نے بڑی قدر کی اور حضرت شیر بیشہ اہلسنت سے میرا تعارف کرایا تو وہ بھی بہت عزت سے پیش آئے۔ پھر دونوں بزرگوں کے مشورہ سے ''بھاؤپور'' ضلع بستی کے مدرسہ قادریہ رضویہ کی تدریسی خدمات کیلئے مقرر کر دیا گیا اس طرح میں جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں ''بھاؤپور'' آ گیا۔ وہاں کئی سال پہلے سے حضرت شیر بیشہ اہلسنت کی سرپرستی میں مدرسہ چل رہا تھا۔ لیکن چونکہ وہاں کی خمیر میں فتنہ ہے اس لیے مجھ سے پہلے بہت سے علماء آئے اور فتنے سے عاجز آ کر چلے گئے۔ میں نے وہاں پہنچ کر مدرسہ کو ترقی دینے کی بھر پور کوشش کی اور رات دن کی دوڑ دھوپ سے مدرسہ کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ اس سے پہلے کبھی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی لیکن میری موجودگی میں بھی فتنہ کھڑا ہو گیا تو عاجز آ کر ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کو میں نے استعفا دے دیا۔

فیض الرسول میں:

مذہب اہل سنت کی تبلیغ، مسلک اعلی حضرت کی ترویج اور ''ضلع بستی''و''گونڈہ'' کی بڑھتی ہوئی بد مذہبی کی روک تھام کیلئے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہ جیسے ساحر البیان مقرر اور

مناظر کو ہمراہ لے کر بہت سے دیہاتوں کا دورہ فرمایا جن کی تقریر ومناظرے نے پورے علاقہ میں دھوم مچادی اوراہلسنت میں نئی روح ڈال دی لیکن چونکہ تعلیم کے مقابلہ میں تقریر ومناظرہ کا اثر زیادہ دیرپا نہیں ہوتا اس لیے حضرت شعیب الاولیا کی عین تمنا تھی کہ اس علاقہ کے مدارس اہلسنت کے تعلیمی معیار کو زیادہ اونچا کیا جائے تاکہ تعلیم خوب عام ہوجائے اسی لیے آپ اپنے تمام مریدین ومعتقدین کو مدرسہ انوار العلوم تلسی پور، انجمن معین الاسلام پرانی بستی اور مدرسہ قادریہ رضویہ بھاؤپور کی امداد واعانت کی تاکید فرماتے تھے لیکن بھاؤپور کی فتنہ انگیزی کے سبب وہاں مدرسہ چلنے کی امید نہ رہی، انجمن معین الاسلام پرانی بستی کے اراکین نے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رضوی جیسے متدین اور محنتی عالم کو کام نہ کرنے دیا اور مدرسہ انوار العلوم تلسی پور جو بہت ترقی پر تھا مگر اختلاف کے سبب وہ بھی نہایت تیزی کے ساتھ انحطاط (زوال) کی طرف جارہا تھا تو حضرت شعیب الاولیاء نے پھر مکتب فیض الرسول کو دارالعلوم فیض الرسول بنانا چاہا کہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک ایک بار دارالعلوم فیض الرسول چل کر پھر مکتب فیض الرسول ہوگیا تھا۔

ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق جولائی ۱۹۵۵ء میں جب ''بھاؤپور'' میں نئے فتنے کا جنم ہوچکا تھا حضرت نے آدمی بھیج کر مجھے براؤن شریف طلب فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اس علاقہ کے مدرسوں کے چلنے سے ناامید ہوکر اپنے یہاں دارالعلوم چلانے کا ارادہ کرلیا ہے سنا ہے کہ آپ ''بھاؤپور'' میں نہ رہیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ بھاؤپور چھوڑیں لیکن اگر چھوڑ دیں تو کہیں دوسری جگہ نہ جائیں بلکہ ہمارے یہاں آئیں کہ بروقت مجھے ایک اچھے عالم کی تلاش ہے۔ میں نے غور وفکر کرنے کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا اور ''بھاؤپور'' پہنچنے کے بعد اس بنیاد پر کہ کبھی اللہ والوں سے بہت زیادہ قرب بھی باعث زحمت ہوجاتا ہے میں نے حضرت کو معذرت نامہ لکھ دیا لیکن جب فتنہ کے سبب ''بھاؤپور'' میں رہنا ناممکن ہوگیا تو مستعفی ہوکر براؤن شریف آگیا اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء سے باقاعدہ دارالعلوم فیض الرسول کا مدرس ہوگیا اور تقریبا پچیس سال سے مسلسل اسی دارالعلوم فیض الرسول میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہا ہوں۔

فیض الرسول کی بنیاد چونکہ خلوص پر ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ علماء اور طلبہ کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کے صاحبزادگان علماء اور طلبہ کی عزت کرتے ہیں اسی لیے یہ ادارہ روز افزوں ترقی کررہا ہے اور جب تک حضرت کی اولاد ان کے اصولوں پر عمل کرتی رہے گی اور ان کے نقش قدم کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے گی یقیناً

یہ ادارہ ترقی ہی کرتا رہے گا۔ بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ۲۲ محرم ۱۳۸۷ھ کو وصال ہوا۔ اس طرح بفضلہ تعالی گیارہ ۱۱ سال سے زائد ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا جس سے ہمارے دین میں اور زیادہ نکھار پیدا ہوگیا۔

تعلیمی ترقی:

زمانہ طالب علمی میں دن بھر کام کرنے اور صرف رات میں پڑھنے کے سبب کوئی خاص علمی قابلیت پیدا نہ ہو سکی تھی اور پھر فراغت کے بعد کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی تھی کہ جہاں میں ترقی کرتا لیکن فیض الرسول کے پر سکون ماحول میں پہنچنے کے بعد حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے قول: ''اَدْرَکْتُ الْعِلْمَ بِالْجُهْدِ وَالشُّكْرِ یعنی مسلسل کوشش اور اللہ عزوجل کا شکر کر کے میں نے علم حاصل کیا'' اور ''مَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَةِ وَمَا اسْتَنْكَفْتُ عَنِ الْاِسْتِفَادَةِ یعنی علمی فائدہ پہنچانے اور کسی سے علمی فائدہ حاصل کرنے میں کبھی بخل نہیں کیا'' کو مشعل راہ بنایا کہ اپنی کاوش اور جدوجہد کو نقطۂ عروج تک پہنچایا اور افادہ واستفادہ میں بخل وعار نہ کیا۔ وقت کی قدر کی، اسے ضائع نہ کیا۔ درسی کتابوں کی شروح وحواشی سے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد پڑھایا، اساتذہ اور والدہ کو خوش رکھا، ان کی خدمتیں کیں، ان سے دعائیں لیں اور یقین کیا کہ ''**حقیقت میں علم حاصل کرنے کا وقت فراغت کے بعد ہے اور زمانہ طالب علمی میں صرف علم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے**'' تو خدائے تعالی نے مجھے اس منزل پر پہنچا دیا جس کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ **فللہ الحمد** (تمام تعریفیں صرف اللہ عزوجل ہی کیلئے ہیں۔)

فتوی نویسی:

دارالعلوم فیض الرسول کی نشاۃ ثانیہ ہونے کے ساتھ استفتاء آنا شروع ہوگیا پہلے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی سابق صدر المدرسین دارالعلوم ہذا نے چند فتاوی تحریر فرمائے۔ پھر میں نے ۲۴ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتوی لکھا۔ حضرت مولانا نے فتوی نویسی سے میری دلچسپی کو دیکھ کر مستقل طور پر یہ کام میرے سپرد کر دیا تو میں فتاوی لکھ کر حضرت مولانا کو دکھا لیا کرتا تھا اور پہلے یہ کام میں فارغ اوقات میں کیا کرتا تھا لیکن جب کام بڑھ گیا تو اوقات تعلیم میں سے ایک گھنٹہ پھر دو گھنٹے اور اب تین گھنٹے فتوی نویسی کیلئے مخصوص ہیں۔ ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالوں کے جوابات لکھنے کیلئے یہ وقت بھی ناکافی ہے مگر فتوی نویسی کے سبب حدیث، تفسیر، اصول فقہ صرف اور نحو ادب اور منطق وغیرہ کے اسباق میری درس گاہ میں

پہلے سے بند ہیں اور میں درس وتدریس سے بالکل الگ نہیں ہونا چاہتا کہ علمی صلاحیت باقی رکھنے کیلئے میں اسے بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر دار العلوم کے طلبہ ہماری درسگاہ میں فقہ پڑھنے کیلئے بڑی کوشش کرتے ہیں اس لیے وقت میں گنجائش نہ ہونے کے باوجود شرح وقایہ اور ہدایہ اولین وآخرین کے اسباق پڑھا دیا کرتا ہوں اور فتوی نویسی کا باقی ماندہ کام رات کو کیا جاتا ہے۔

ایک نہایت ھی اھم نکتہ:

مرید کو اگر پیر سے حقیقت میں خلوص ہو تو پیر کے وصف خاص کا عکس مرید میں پایا جانا ضروری ہے اسی لیے پیر کے وصف خاص کی جھلک اگر مرید میں نہ پائی جائے تو ہم اسے مرید صادق نہیں سمجھتے۔ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز و جماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے کہ نماز تو نماز، جماعت تو جماعت اڑتالیس ۴۸ سال تک تکبیر اولی بھی فوت نہ ہوئی تو ان کا جو مرید نماز و جماعت کا اہتمام نہ کرے ہم اسے رسمی مرید کہتے ہیں۔ ہمارے ایک مخلص مرزا جمال بیگ مرحوم نے کہا کہ میری والدہ حضرت شاہ صاحب سے مرید ہیں لیکن میں نے کوئی فیض نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا سنا ہے کہ آپ کے علاقہ میں عورت تو عورت کوئی مرد بھی ان کے جیسا نمازی نہیں ہے کیا یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فیض نہیں ہے۔ اور سیدی مرشدی صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہی کا فیض ہے کہ درس وتدریس تصنیف وتالیف اور دار العلوم کی دیگر مصروفیات کے ساتھ پچیس ۲۵ سال میں ڈیڑھ ہزار سے زائد فتاوی لکھے جو فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور مستقبل قریب میں فتاوی فیض الرسول کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آنے والے ہیں۔[1]

وعظ وتقریر:

درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتوی نویسی کے ساتھ ہم نے وعظ وتقریر کی بھی کوشش کی اس لیے کہ جاہل عوام کی تبلیغ کیلئے یہی ایک ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں صوبہ یوپی کے متعدد اضلاع اور دوسرے صوبہ جات، بہار، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، مہاراشٹر، گجرات اور راج نیپال کے اجلاس میں بارہا شرکت کا اتفاق ہوا اور لوگوں نے ہمارے وعظ کو دلچسپی سے سنا۔ یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ آج کل وعظ وتقریر کے بارے میں ہماری جماعت کا مزاج بہت بگڑ گیا ہے کہ سیرت النبی کے مبارک اسٹیج پر فساق وفجار ہر قسم کے شعراء کثرت

1 ......الحمد للہ عزوجل اب اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (علمیہ)

سے بلائے جاتے ہیں اور گیارہ بارہ بجے تک فلمی اور ٹھمری وغیرہ ہر قسم کی طرز کے اشعار پڑھے جاتے ہیں، پھر تھوڑی دیر عالم کی تقریر ہوتی ہے اور آخر میں پھر اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح تقریر کا جو کچھ اثر ہوتا ہے وہ زائل ہو جاتا ہے اور سامعین صرف نغمہ وترنم کا اثر لے کر اپنے اپنے گھر جاتے ہیں۔ بعض جلسوں میں تو اتنے بڑے شعراء بلائے جاتے ہیں جو بڑے بڑے شیخ الحدیث سے بھی بڑے ہوتے ہیں کہ ان سے زیادہ شاعر کی خاطر مدارت ہوتی ہے، لوگ اسے گھیرے رہتے ہیں اور نہایت ہی اعزاز اور تعظیم وتکریم کے ساتھ اسے رخصت کرتے ہیں۔ میں ایسے جلسوں میں کہ جہاں گویے شاعر حاصل جلسہ ہوں شرکت کرنے سے پرہیز کرتا ہوں کہ مذہبی جلسوں میں مذہبی پیشوا کی ثانوی حیثیت ہونا مذہب اور مذہبی پیشوا دونوں کی موت ہے۔

تصنیف وتالیف:

درس وتدریس اور افتاء وغیرہ کی مصروفیات کے باوجود ہم نے فیض الرسول میں آتے ہی تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ پچیس سال میں چھوٹی بڑی جتنی کتابیں لکھیں وہ یہ ہیں۔ ☆ مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کا انتخاب مع ترجمہ ومختصر تشریح۔ ☆ گلدستہ مثنوی اور ☆ گلزار مثنوی۔ ☆ آیات قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن۔ ☆ سجدہ تعظیم۔ ☆ عوام کیلئے عقائد اور روزمرہ پیش آنے والے نماز، زکوۃ اور روزہ وغیرہ کے مسائل میں مختصر اور جامع کتاب انوار شریعت عرف اچھی نماز۔ ☆ حج وزیارت کے مسائل میں نہایت آسان اور عام فہم کتاب حج وزیارت۔ ☆ آٹھ مختلف فیہ مسائل کا محققانہ فیصلہ۔ ☆ بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کا سنیت افروز سلسلہ نورانی تعلیم چار حصے اور۔ ☆ انوار الحدیث۔

بحمدہ تعالیٰ یہ سب کتابیں کئی بار چھپ کر عوام وخواص سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں ان تمام کتابوں میں سے سب سے اہم تصنیف ''**انوار الحدیث**'' ہے جس کے دو ۲ ایڈیشن ہندوستان میں چھپ چکے ہیں اور تیسرا ایڈیشن رضا پبلی کیشنز لاہور نے نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر چھاپ کر اسے چار ۴ چاند لگا دیے ہیں۔ استفتاء کی کثرت کے سبب اب فرصت نہیں ملتی اگر موقع ملا تو مرنے سے پہلے چند اہم اور مفید کتابیں لکھنے کی تمنا ہے۔ ہماری جماعت میں تصنیف وتالیف کی بہت کمی ہے۔ دوسرے لوگ قرآن وحدیث کے ترجمے، ان کی تفسیر، تشریح، درسی کتابوں کے شروح وحواشی اور ان کے ترجمے تاریخ وسیر اور اخلاق وتصوف وغیرہ ہر علم وفن کی کتابیں لکھنے میں پیش پیش ہیں اور ہم بالکل نہ لکھنے کے برابر ہیں اس لیے کہ ہماری جماعت کے اکثر وہ جلیل القدر علماء جو

تصنیف وتالیف کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں اپنا پورا وقت وعظ وتقریر پیری مریدی، میں صرف کرکے اپنی اس عظیم ذمہ داری سے غفلت برتتے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ پیری مریدی اور وعظ وتقریر نہ کریں لیکن ان سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ وقت کی اس اہم ضرورت پر توجہ دیں اور اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر تصنیفی کام ضرور کریں ورنہ سنیت کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جائے گا۔

سفر حرمین طیبین:

۱۹شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴اکتوبر ۱۹۷۶ء جمعرات کو اس مقدس سفر کیلئے میں اپنے وطن سے روانہ ہوا، ''اوجھا گنج'' اور قرب وجوار کے کثیر مسلمانوں نے بہت ہی پر شکوہ جلوس کے ساتھ رخصت کیا۔ شام تک میں ''براؤں شریف'' پہنچا۔ ۲۱شوال کو شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد میں ''براؤں شریف'' سے روانہ ہوا۔ حضرت کے صاجزادگان اور ''فیض الرسول'' کے علماء وطلبہ نے بہت اعزاز کے ساتھ مجھے رخصت کیا، احباب واکابر کی دعاؤں کا توشہ جمع کرتے ہوئے ۲۴شوال کو بمبئی پہنچا۔ حاجی سیٹھ حیات محمد صاحب مرحوم اور جناب سیٹھ ابوبکر خان صاحب زِیْدَتْ مَکَارِمُہٗ کے یہاں ''محلّہ گھاٹ کوپر'' میں ڈیڑھ ہفتہ قیام رہا۔ پھر ۶ ذی القعدہ ۳۰اکتوبر کو ''ایم دی اکبر'' بحری جہاز سے روانہ ہو کر ۱۳ذی قعدہ کو عصر کے وقت ''جدہ'' کے ساحل پر اتر گیا۔ دوسرے دن ۱۴ذی القعدہ کو رات کے وقت مکہ مکرمہ شریف حاضر ہوا اور تقریبا ۲ بجے کعبہ معظّمہ کے طواف سے پہلی بار مشرف ہوا۔

مدینہ طیبہ روانگی:

مکہ شریف میں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد ۲۲ذی القعدہ دوشنبہ مبارکہ کو عصر کی نماز پڑھ کر مدینہ طیبہ کیلئے روانہ ہوئے۔ مغرب کی نماز شہر سے باہر نکل کر چند میل کے فاصلہ پر پڑھی اور عشاء کی نماز منزل بدر میں ادا ہوئی۔ اس طرح رات کو ایک بجے اس مقدس شہر میں داخل ہوگئے جو عشاق کا قبلہ ایمان ہے۔ اور ۲۳ذی قعدہ فجر کی نماز کے وقت سرکار اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی جن کا سن ولادت ۱۲۹۴ھ ہے۔ وہ دس سال بغداد میں قیام فرمانے کے بعد تقریبا ستر ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں ساٹھ ۶۰ حج سے زیادہ کرچکے ہیں اور ان کے مریدین اور خلفاء پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں وہ بعد نماز مغرب

روزانہ میلاد شریف کی محفل منعقد کرتے ہیں بعدہ جملہ حاضرین کی ''ماحضر'' سے مہمان نوازی فرماتے ہیں۔

دوسرے دن بھی اس مبارک محفل میں شریک ہوا، حضرت کو عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں سرشار پایا اور ان کی محفل میں ہر طرف مجھے عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہی کا جلوہ نظر آیا۔ جب مجمع کم ہوا تو میں نے حضرت سے سلام ومصافحہ کیا بہت محبت سے پیش آئے چلتے وقت میں نے بیس ۲۰ ریال نذر پیش کی، قبول کرتے ہوئے فرمایا اس معاملہ میں میرا مسلک ہے کہ طمع نہ کرو منع نہ کرو۔ بہت بزرگ ہستی ہیں خدائے تعالی ان کی حیات مبارکہ کو درازتر فرمائے۔

مقدس مقامات کی حاضری:

تیسرے دن عزیز گرامی مولانا محمد ابراہیم جو فیض الرسول سے پڑھ چکے ہیں اور فی الحال مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں ان سے ملاقات ہوئی، ان کو ساتھ لے کر جنت البقیع میں حاضر ہوا۔ خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت بی بی فاطمہ، حضرت امام حسن، حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور دیگر جلیل القدر صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے مزار ہائے مبارکہ کی ویرانی دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ پہلے ان مزاروں پر کیسے شاندار گنبد بنے ہوئے تھے جنہیں نجدی وہابی حکومت نے کھود کر پھینک دیا۔

جنت البقیع کی حاضری کے بعد مقام جنگ احد، بئر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ، مسجد قبلتین، مقام جنگ خندق، مسجد قبا اور دیگر مقامات عالیہ کی زیارت کرتے ہوئے باغ سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ میں حاضر ہوئے تاکہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دست اقدس کے لگائے ہوئے کھجور کے دو۲ درخت جواب تک موجود ہیں ان کی زیارت کریں۔ مگر باغ میں ان درختوں کی زیارت نہ ہوسکی، بڑا افسوس ہوا۔ باغ والے سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ دو۲ روز پہلے یعنی ۲۲ ذی القعدہ ۱۳۹۶ھ کو پولیس نے کھڑے ہو کر کٹوا دیا۔ ہر قوم اپنے پیشوا کی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہے مگر وہابی مسلمان ہونے کے جھوٹے مدعی، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی یادگاروں کو مٹانے کے درپے ہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا گنبد خضراء جس کی زیارت مسلمانان عالم کو سکون اور عاشقان رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دلوں کا قرار ہے یہ قوم اس کے ڈھانے کا بھی پروگرام بنا رہی ہے۔

حج کیلئے روانگی:

دسویں روز ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ جمعرات کو اس مقدس شہر سے روتے ہوئے رنج وغم سے نڈھال رخصت ہوئے۔

''منزل بدر'' میں ظہر کی نماز ادا کی اور چاہا کہ ''مقام جنگ بدر'' کی زیارت کروں جو''منزل بدر'' سے تھوڑے فاصلہ پر ہے مگر کوشش کے باوجود بھی ڈرائیور نے موقع نہ دیا جس کا غم زندگی بھر رہے گا۔ مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد حج کی تیاری شروع ہوگئی حج سے پہلے ہم نے منیٰ مزدلفہ اور عرفات کی زیارت کر لی۔ پھر آٹھ ۸ ذی الحجہ سے بارہ ۱۲ ذی الحجہ مناسک حج ادا کرنے کے بعد''جعرانہ''اور''تنعیم'' سے عمرے کیے جنت المعلی قبرستان میں حاضر ہوئے بیچ قبرستان میں نیا روڈ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ نجدی حکوت کو صحابہ کرام اور دوسرے بزرگوں کی قبروں پر سڑک بناتے ہوئے رحم نہ آیا۔ ام المؤمنین حضر خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کے روضہ مبارکہ کو ویران کر دیا۔ سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ والرضوان کا مزار مبارک جو''مسجد جن'' کے قریب تھا اس پر پختہ سڑک بنادی۔ ''مسجد شجرہ'' جہاں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی درخت نے گواہی دی تھی اس کے بارے میں ایک بوڑھے عرب سے پوچھا:''اَیْنَ مَسْجِدُ الشَّجَرَۃ'' یعنی مسجد شجرہ کہاں ہے؟ اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:''کَانَ عَلٰی ھٰذَا الْمَقَامِ فَھُدِم یعنی اس جگہ پر تھی توڑھادی گئی۔''ہم نے کہا:''أَھٰذِہِ الْحُکُوْمَۃُ تَھْدِمُ الْمَسْجِد کیا یہ حکومت مسجد ڈھاتی ہے؟''تو وہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا چلا گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

پھر غار ثور اور غار حرا کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو ان مبارک پہاڑوں کی مسجدیں بھی ڈھائی ہوئی نظر آئیں تو اور زیادہ یقین ہوگیا کہ بیشک وہابی صرف نام کے مسلمان ہیں کہ مسجدیں بنص صریح اللہ تعالی کی ہیں جیسا کہ سورہ جن پارہ ۲۹ میں ہے:''اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ''تو ان کافروں کا ہی شیوہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔

حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ المتوفی ۱۳۰۴ھ تحریر فرماتے ہیں کہ:''وہابیوں نے مسجدوں کو ڈھادیا، بزرگوں کی یادگاروں کو مٹادیا، جنت المعلی کے گنبدوں کو کھود کر پھینک دیا، مولد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور مولد حضرت ابوبکر و مولد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہما کے قبوں کو بھی توڑ کر گرادیا، مسجدوں اور قبروں کو ڈھاتے ہوئے وہابی ڈینگیں مارتے تھے اور ڈھول بجا بجا کر گانا گاتے تھے اور صاحبِ قبر کو بہت گالیاں دیتے تھے یہاں تک بعض لوگوں نے حضرت مجحوب (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کی قبر پر پیشاب بھی کیا۔''

حضرت کے اصل الفاظ یہ ہیں:''بَادَرَ الْوَھَابِیُّوْنَ وَمَعَھُمْ کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ لِھَدْمِ الْمَسَاجِدِ وَمآثِرِ الصَّالِحِیْنَ فَھَدِمُوْا أَوَّلا مَا فِی الْمَعْلٰی مِنَ الْقُبَبِ فَکَانَتْ کَثِیْرَۃً ثُمَّ ھَدَمُوْا قُبَّۃَ مَوْلِدِ

النَّبِيِّ صلَّى اللّٰهُ تَعَالى عَلَيْهِ وَسَلَّم وَمَوْلِدَ سَيِّد سَيِّد أَبِى بَكْرِن الصِّديق رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالى عَنْهُ وَمَوْلِدَ سَيِّدنَا عَلى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالى عَنه وَقُبَّةَ السَّيِّدَةِ خَدِيْجَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالى عَنْهَا وَتَتَبَّعُوا جَمِيْعَ الْمَوَاضِعِ الَّتِى فِيْهَا آثَارُ الصَّالِحِيْنَ وَهم عِنْدَ الْهَدمِ يَزْجُرُوْن وَيَضْرِبُوْنَ الطَّبل وَيُغَنُّوْنَ بِالعَوافِى شتم القُبُور الَّتِى هَدَمُوْهَا وَقَالُوْا اِن هِىَ الا اسماءٌ سَمَّيتُمُوهَا حَتّى قِيْلَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ بَالَ عَلى قَبْرِ السَّيِّدِ الْمَحجُوبِ.'' (خلاصة الكلام فى بيان امراء البلد الحرام، ج۲،ص۲۷۸)

اسی طرح مرتد ابوطاہر قرمطی کو جب ۳۲۰ھ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مکہ معظّمہ پر غلبہ حاصل ہوا تو اس نے بڑے مظالم ڈھائے یہاں تک کہ مقدس پتھر حجر اسود پر گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا اور اکھاڑ کر اپنے دار السلطنت ''ہجر'' میں لے گیا جو بیس ۲۰ برس کے بعد واپس آیا۔ اور مسجد حرام کے منبر پر کھڑے ہو کر ابوطاہر قرمطی نے کہا: ''أَنَا بِاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ أَنَا اَخْلُقُ الْخَلْقَ وَاُفْنِيْهِمْ اَنَا یعنی میں خدا کی قسم اور خدا کی قسم میں مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ (حجة الله على العالمين، الباب الثالث فى أشراط الساعة،ص۵۸۹) مگر جب وقت آ گیا تو اپنے زمانہ کا فرعون ابوطاہر قرمطی خائب وخاسر ہوا، ایسے ہی یہ لوگ خائب وخاسر ہوں گے۔

جب عرب کی مدت اقامت ختم ہوگئی تو ۱۶ محرم ۱۳۹۷ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۷۷ء جمعہ مبارکہ کو مکہ شریف سے روانہ ہو کر جدہ پہنچے پھر ۲۷ المحرم الحرام کو جدہ سے روانہ ہو کر ۲۴ محرم کو بمبئی آ گئے اور یکم صفر المظفر ۱۳۹۷ھ کو بخیر وعافیت اپنے وطن پہنچ گئے۔ دعا ہے کہ حج اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آستانۂ پاک کی حاضری قبول ہو اور بار بار ان مقامات مقدسہ کی زیارت نصیب ہو، خدمت دین میں خلوص ہو اور ایمان پر خاتمہ ہو۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین

جلال الدین احمد الامجدی [1]

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۸۰ء

---

[1] ......واضح رہے کہ حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ حالات زندگی از خود تحریر فرمائے تھے مگر افسوس کہ علم وعمل کے یہ چمکتے ہوئے ماہتاب چند سال قبل ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء میں اِس دار فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

نگاہِ اوّلین

لَکَ الْحَمْدُ یَااللہ ! وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

میری دیرینہ تمنا تھی کہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ کریمہ سے دو مختصر رسالے لکھے جائیں جو عام فہم ہوں تاکہ عوام بھی بآسانی سمجھ سکیں لیکن وقت گزرتا رہا اور مجھے سکون میسر نہ ہوسکا کہ ان کے لیے قلم اُٹھاتا۔ آخر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کی خدمات پر مامور ہوا تو بانی فیض الرسول حضرت شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامنِ کرم کے سایہ میں سکون کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ پہلے ہم نے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کا مختصر انتخاب بنام گلدستۂ مثنوی ۱۳۷۸ھ میں لکھا پھر آیاتِ قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن محرم ۱۳۸۰ھ میں مرتب کیا اور اعلان کیا کہ گلدستۂ مثنوی کے دوسرے حصے گلزارِ مثنوی کی ترتیب سے فارغ ہوکر معارف القرآن کے نہج پر احادیثِ کریمہ کا ایک مختصر انتخاب پیش کیا جائے گا۔ گلزارِ مثنوی شعبان ۱۳۸۰ھ میں مرتب ہوکر چھپ گئی اور کئی سال گزر گئے لیکن درمیان میں دارُالافتاء کی خدمت سپرد ہوئی اور پھر رسالہ فیض الرسول کے اجراء کے سبب استفتاء کی زیادتی ہوگئی جس نے مجھے کچھ لکھنے کا موقع نہ دیا۔ مگر جب رسالہ فیض الرسول بند ہوگیا اور وقت میں کچھ گنجائش ہوئی تو ہم نے اللہ و رسول جلّ جلالہ وصلّی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جب کبھی درس و تدریس اور دارُالعلوم کی دیگر خدمات فتویٰ نویسی وغیرہ سے کچھ اوقات بچتے تو دو چار صفحات لکھ ڈالتا۔ اللہ اور اس کے رسول پیارے مصطفٰی جلّ جلالہ، وصلّی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہوا کہ اس طرح تھوڑا تھوڑا کرکے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔

کتاب کی تصنیف کے بعد چونکہ طباعت کے اخراجات کا سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے ہم نے شروع میں اپنی مالی وسعت کے مطابق ایک مختصر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا جب چند اوراق تیار ہوگئے تو عالی جناب سیٹھ مُلّا محمد منیف صاحب منیجر مدرسہ غوثیہ بڑھیا کھنڈسری ضلع بستی نے ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ غایت درجہ محظوظ ہوکر ضخیم کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور اپنے صرفِ خاص سے اس کے چھپوانے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر تو ہم نے بہت سے عنوان پر حدیثوں کا انتخاب کیا۔ ضرورت کے مطابق شارحینِ حدیث کی عبارتیں نقل کیں اور ہر مضمون کی مناسبت

سے انتباہ کے تحت بعض عقائدِ دینیہ و مسائلِ شرعیہ کا اضافہ کیا اس طرح یہ کتاب تقریباً پانچ سو صفحات پر پھیل گئی۔

چونکہ سیٹھ حضرات کو کتاب کی اِشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے ملاّ محمد منیف صاحب کا یہ اِقدام قابلِ تحسین ہے اور دوسرے سیٹھ حضرات کے لیے لائقِ تقلید بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ ملاّ محمد منیف صاحب کو دولت کی فراوانی کے ساتھ مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا مزید جذبہ عطا فرمائے اور دوسرے مالداروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین

یہ کتاب کتنی عرق ریزی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ۱۱۳ عنوان پر ہم نے ۵۵۴ احادیث کا انتخاب کیا ہے پہلے کالم میں اصل عربی عبارت کو عوام کی آسانی کے لیے اعراب کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے کالم میں ترجمہ کو سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے ہر حدیث کا ماخذ بتادیا گیا ہے۔ اور بعض حدیث کو کسی مصلحت سے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ احادیث کے معانی کی وضاحت کے لیے جگہ جگہ شارحینِ حدیث کے اقوال ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کی سرخی کے تحت بہت سے اہم مسائل مستند کتابوں کے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ تحریر کیے گئے ہیں۔ حتی الامکان کتابت اور پروف کی تصحیح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی اہلِ علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرمائیں ہم مشکور ہوں گے۔

حضرت علاّمہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے ہم دل کی گہرائیوں سے ممنونِ کرم ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اسکے لیے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جو علمِ حدیث پر بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اور منکرینِ حدیث کے لیے دعوتِ غور و فکر کا سامان ہے۔

اور علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین دار العلوم براؤن شریف کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ خدائے تعالیٰ ان حضرات کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین۔

جَلال الدین احمد الامجدی

خادمِ فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی

۹ شعبان ۱۳۹۱ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۷۱ء

(از: حضرت علامہ اَرشد القادری (علیہ رحمۃ اللہ القوی) صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ هُوَالْمُعِیْنُ   اِیَّاهُ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِیْن

مُعْتَرِفاً لَهُ بِالْاِخْتِصَاصِ   مَاحَوَتْهُ سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

سُلْطَانُهُ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ   ربُّ الْجَلَالِ وَعَلَی الْعلاءِ

ثُمَّ صَلَاتُهُ عَلَی مَنْ اُیِّدَا   بِاَحْسَنِ الْحَدِیْثِ اَعْنِی اَحْمَدا

قُطْبَ الْوُجُودِ وَکَذَا سَلَامُ   لَمْ یَکْتَنِهِ لِکُنْهِهِ الْاَنَامُ

وَیَدْخُلُ الْآلُ بِذَا اَهْلُ الشَّرَفِ   وَصَحْبُهُ وَمَنْ تَلَامِنَ السَّلَفِ

أمابعد:

ایک عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عامۂ مسلمین اہلِ سنّت کے لیے اردو زبان میں احادیثِ مقدّسہ کا کوئی مستند مجموعہ مرتب کیا جائے لیکن کسی بھی زبان کے مطالب ومعانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہلِ علم وبصیرت پر مخفی نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ احادیثِ نبوی کا اردو ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی زیادہ مشکل ہے کہ ایمان واسلام کی تفصیلات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لیے مطالب ومعانی کی تعبیر میں الفاظ وبیان کی ذرا بھی لغزش ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے شارح کا مقصود ومدعا ادا ہونے سے رہ جائے گا بلکہ اسلامی دستور کی وہ روح متاثر ہوجائے گی جو عملی زندگی کے بے شمار گوشوں پر حاوی ہے۔ اس لیے ترجمۂ احادیث کے سلسلہ میں صرف ہر دو زبان کی واقفیت کافی نہیں ہے۔ بلکہ مطالب و معانی کی صحیح تعبیر پر قدرت کے ساتھ ساتھ حدیث فہمی کی فقہی بصیرت، شروح وتاویلات کا گہرا مطالعہ، اسلاف کے دینی وفکری مزاج اور ذاتِ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ غایتِ عشق وعقیدت اور والہانہ جذبہ واحترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ فاضلِ جلیل حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی زِیْدَ مَجْدُھُم اس عظیم خدمت کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہوگئے اور سالہا سال کی محنت وعرق ریزی کے بعد انہوں نے مستند حدیثوں کا ایک اردو مجموعہ مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں اپنے علم ویقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف اپنے علم وتقویٰ، بصیرت وذکاوت اور عشق ووجدان کی لطافتوں، طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے قطعاً اس خدمت کے اہل ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ خدمت احترام واعتماد کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اہلِ حق کی طرف سے انہیں اس گرانمایہ خدمت پر اجر جزیل اور جزائے جلیل وبے مثیل عطا فرمائے اور احادیث صحیحہ کا یہ اردو مجموعہ بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سندِ قبول کی عزت سے سرفراز کرے۔

رسم معہود کے مطابق عزیز موصوف نے اپنے اس گراں قدر مجموعے کا پیش لفظ لکھنے کے لیے مجھ جیسے بے بضاعت وناسزاوار کو اتنی بار مجبور کیا کہ اب معذرت کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ویسے یہ امر واقعہ ہے کہ اس عظیم منصب کا میں اہل نہیں ہوں۔ لیکن صرف اس لالچ میں قلم اٹھا رہا ہوں کہ شاید عرصۂ محشر میں یہی چند سطریں میرے نامۂ اعمال کی ارجمندیوں کا پیش لفظ بن جائیں۔

احادیثِ نبوی کی نشر واشاعت کی خدمت بجا طور پر دونوں جہان کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن حیاتِ مستعار کے چند لمحوں کا یہ مصرف بھی کچھ کم قابلِ فخر نہیں کہ دشمنانِ حق کی طرف سے احادیثِ مقدسہ کی حرمت وناموس پر کئے گئے حملوں کا دفاع کر کے دلوں کے تاریک ویرانوں میں حقیقت ویقین کا اُجالا پھیلایا جائے۔ اسی جذبے کی تحریک پر میں نے اپنے پیش لفظ میں حدیث کی دینی حیثیت، تدوینِ حدیث کی علمی وتاریخی انفرادیت اور فتنۂ انکارِ حدیث اور اس کے اسباب ومحرکات پر بے لاگ بحث کر کے بہت سے وہ حقائق بے نقاب کئے ہیں جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

خدا کرے میرے قلم کی یہ کاوش اہلِ علم کی بارگاہوں سے وقعت واعتماد کی سند حاصل کرے اور عامۂ مسلمین دشمنانِ حق کی ان سازشوں سے باخبر ہوجائیں جو انکارِ حدیث کے جذبے کے پیچھے کارفرما ہیں۔

☆......☆......☆......☆

حدیث کی تعریف اور اس کی قسمیں

جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی تعریف یہ کی گئی ہے:

اَلْحَدِيثُ يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم تَصْرِيحاً وَحُكْماً وَعَلَى فِعْلِهِ وَ تَقْرِيرِهِ وَمَعْنَى التَّقْرِيرِ هُوَ مَافُعِلَ بِحُضُورِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم وَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ أَوْ تَلَفَّظَ بِه أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ بِمَحْضَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَلَمْ يَنْهَهُ عَنْ ذٰلِكَ بَلْ سَكَتَ وَقَرَّرَ۔[1] (النخبة النبهانية)

حدیث کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کو وہ صراحۃً ہو یا حکماً اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کو۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع نہیں فرمایا۔ یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرمادیا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَكَذَا يُطْلَقُ الْحَدِيثُ عَلَى قَوْلِ الصَّحَابَةِ وَعَلَى فِعْلِهِمْ وَعَلَى تَقْرِيرِهِمْ وَالصَّحَابِيُّ هُوَ مَنِ اجْتَمَعَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم مُؤْمِناً وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ ۔[2] (النخبة النبهانية)

اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول وفعل اور ان کی تقریر پر بھی۔ اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالتِ ایمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔

پھر فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ يُطْلَقُ الْحَدِيثُ عَلَى قَوْلِ التَّابِعِيْنَ

اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین

1 ...... "ظفر الأماني في مختصر الجرجاني"، ص ۳۱ .

2 ...... "ظفر الأماني في مختصر الجرجاني"، ص ۳۱ ، "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر"، ص ۱۱۱ .

وَفِعْلِهِمْ وَتَقْرِيْرِهِمْ وَالتَّابِعِيُّ هُوَمَنْ لَقِيَ الصَّحَابِيَّ وَكَانَ مُؤْمِناً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ۔[1] (النخبة النبهانية)

کے قول وفعل اوران کی تقریر پر بھی۔اورتابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالتِ ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔

حدیث کی بنیادی قسمیں

اس لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہوگئیں۔جس کی تشریح حضرت شیخ محقق سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمائی ہے:

مَاانْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم يُقَالُ لَهُ الْمَرْفُوْع. وَمَا انْتَهٰى إِلَى الصَّحَابِي يُقَالُ لَهُ الْمَوْقُوْف. وَمَا انْتَهٰى إِلَى التَّابِعِي يُقَالُ لَهُ الْمَقْطُوْع ۔[2]

(مصطلحات الاحادیث)

جس حدیث کا سلسلۂ روایت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مرفوع'' کہتے ہیں۔اور جس حدیث کا سلسلۂ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث موقوف'' کہتے ہیں۔اور جس حدیث کا سلسلۂ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مقطوع'' کہتے ہیں۔

حدیث کی دینی حیثیت

یہ امر محتاجِ بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور قرآن ہی کی صراحت وہدایت کے بموجب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع بھی ہر مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے کہ بغیر اس کے احکامِ الٰہی کی تفصیلات کا جاننا اور آیاتِ قرآنی کا منشا ومراد سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لیے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکامِ شرع کا ماخذ قرار پاگئی کہ وہ رسولِ خدا کے احکام وفرامین، ان کے

---

1 ......"ظفر الأماني في مختصر الجرجاني"، ص ۳۱ ، "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر"، ص ۱۱۳.

2 ......"نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر"، ص ۱۰۶ـ ۱۱٤.

اعمال، افعال اور آیاتِ قرآن کی تشریحات و مرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔

اب ذیل میں قرآن مبین کی وہ آیاتِ کریمہ ملاحظہ فرمائیں جن میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بار بار رسولِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

① ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ (پارہ ۹۔ رکوع ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور رسول سے رُوگردانی نہ کرو۔

② ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا﴾ (پارہ ۱۰۔ رکوع ۲)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو کہ بکھر کر کمزور ہو جاؤ گے۔

③ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (پارہ ۵۔ رکوع ٦)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس منصب کے ساتھ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

④ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (پارہ ۳۔ رکوع ۱۲)

اے رسول! آپ لوگوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم خدا سے دوستی کا دم بھرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں اپنا دوست بنائے گا۔

⑤ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (پارہ ۵۔ رکوع ٦)

آپ کے رب کی قسم وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے اُن معاملات میں آپ کو اپنا حاکم نہ مان لیں جن میں ان کے آپس کا جھگڑا ہے۔

⑥ ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (پارہ ۵۔ رکوع ۵)

اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اللہ اور رسول کی جانب رجوع کرو۔

⑦ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ (پارہ ۲٦۔ رکوع ۸)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے عمل کو باطل نہ کرو۔

⑧ ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ ﴾ (پارہ ۵۔ رکوع ۸)
جس نے رسول کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

⑨ ﴿ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (پارہ ۳۔ رکوع ۱۲)
اے رسول! تم فرمادو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

⑩ ﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ (پارہ ۲۸۔ رکوع ٤)
جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

⑪ ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۹)
بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ کی رُو سے اہلِ اسلام کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا مرکزِ اطاعت اور مرجعِ اتباع ہونا واضح طور پر ثابت ہوگیا۔ لہذا اس اعتبار سے اب رسولِ خدا عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَا کا ہر حکم ہمارے لیے اسی طرح واجب الاطاعت ہے جس طرح قرآن کے ذریعہ ہم تک پہنچنے والا کوئی حکمِ خداوندی ہمارے لیے واجب الاطاعت ہے کیونکہ رسول کا حکم بھی بالواسطہ خدا ہی کا حکم ہے۔

ایک بنیادی سوال

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب ایک بنیادی سوال پر غور فرمایئے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات میں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کا جو بار بار حکم دیا گیا ہے تو آیا یہ حکم رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف حیاتِ ظاہری تک ہے یا قیامت تک کے لیے۔

اگر معاذ اللہ اس حکمِ الٰہی کو رسول کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو دوسرے لفظوں میں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا کہ قرآن و اسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری تک محدود ہے اس لیے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمودات کی اطاعت اور ان افعال کی پیروی لازم ہی اس لیے تھی کہ بغیر اس کے قرآن و اسلام کی تفصیلات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ لیکن جب قرآن و اسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لیے ہے تو ثابت ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کا حکم بھی قیامت تک کے لیے ہے۔

حدیث کے حجت ہونے پر ایک عظیم استدلال

جب یہ بات طے ہوگئی کہ قرآن و اسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لیے ہے اور یہ بھی طے ہوگئی کہ قرآن و اسلام کی تفصیلات کا علم اور اُن پر عمل درآمد بغیر اطاعتِ رسول کے ممکن نہیں ہے تو اس ضمن میں ایک دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ لغت و عرف اور شریعت و عقل کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کیونکہ احکام کے بغیر اطاعت کا مطالبہ سر تا سر عقل و شریعت کے خلاف ہے۔ پس جب آج بھی قرآن ہم سے اطاعتِ رسول کا طالب ہے تو لازماً آج ہمارے سامنے احکامِ رسول کا ہونا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے وہ احکام ہرگز نہیں مراد لیے جا سکتے جو خدا کی طرف سے قرآن میں وارد ہوئے ہیں۔ کیونکہ احکامِ خداوندی ہونے کی حیثیت سے ان کا واجب الاطاعت ہونا ہمارے لیے بہت کافی ہے اس لیے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسول کے جن احکام کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں وارد شدہ احکامِ خداوندی کے علاوہ ہیں۔

اتنی تمہید کے بعد اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے احکام و ارشادات اور قرآن و اسلام کی تشریحات و تفصیلات کے مجموعہ کا نام مجموعۂ احادیث ہے۔ یہیں سے حدیث کی دینی ضرورت اور اس کی اسلامی حیثیت اچھی طرح واضح ہوگئی۔ حدیث کی دینی اہمیت سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو یک لخت اطاعت رسول کا منکر ہو۔

نقل وروایت کی ضرورت پر استدلال

ملّتِ اسلام کی جن مقدّس ہستیوں کو رسولِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال وافعال کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اوران کے احکام وارشادات کو اپنے کانوں سے سننے کا قابلِ رشک موقع حاصل تھا انہیں اُمور سے باخبر ہونے کے لیے نقل وروایت کے واسطوں کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے جن افراد کو براہِ راست اس کا موقع حاصل نہیں تھا انہیں اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال سے باخبر ہونے کا ذریعہ سوائے نقل وروایت کے اور کیا تھا؟

یہیں سے یہ سوال بھی حل ہوگیا کہ سرکارِ والا تبار کے اقوال وافعال اور کوائف واحوال سے آنے والی امت کو باخبر کرنے کے لیے سلسلۂ نقل وروایت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

پس اس امت کے جس افضل ترین طبقے نے سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بذاتِ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور براہِ راست اپنے کانوں سے سنا وہ "طبقۂ صحابہ" کے نام سے موسوم ہوا اور سرورِ کونین کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے جن لوگوں تک رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق اپنے مشاہدات، مسموعات اور معلومات کا ذخیرہ پہنچایا وہ "تابعین" کہلائے۔ اوراس معزز طبقے نے صحابۂ کرام کے ذریعہ حاصل ہونے والے مشاہدات ومسموعات کا ذخیرہ جن لوگوں تک پہنچایا وہ "تبع تابعین" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ پھر اس طبقہ نے تابعینِ کرام کے ذریعہ حاصل کیے ہوئے سے اپنے زمانے کے لوگوں کو باخبر کیا یہاں تک کہ سینہ بہ سینہ، سفینہ در سفینہ، نسل در نسل اور گروہ در گروہ نقلِ روایات کا یہ مقدس سلسلہ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال، احوال وکوائف اور ارشادات وتقریرات کا وہ مقدس ذخیرہ احادیث کی ضخیم ضخیم کتابوں میں محفوظ ہوکر ہم چودہ سو برس بعد میں پیدا ہونے والے افرادِ امت تک پہنچایا۔

پس رحمت ونور کی موسلا دھار بارش ہو راویانِ حدیث کے اس مقدس گروہ پر جس کے اخلاص وایثار، منت واحسان، محنت وجفاکشی، جاں نثاری وجگر سوزی، پیہم سفر، جنون انگیز مہم، لگاتار قربانی اور سعی مسلسل کے ذریعہ آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ ریز وعطر بیز زندگی کا ایک شفاف آئینہ ہمیں میسر آیا۔

اتنا شفاف کہ چشمِ عقیدت وا کرتے ہی اس عہدِ فرخندہ فال میں پہنچ جایئے جہاں قدم قدم پر شہپر جبریل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آفتابِ نیم روز کی بات کیا کہیے کہ رات کو بھی جلوؤں کا سویرا ہے، ہر طرف ملکوتیوں کا ڈیرا ہے، آسمانوں کے پٹ کھلے اور بند ہوئے، افلاکیوں کے نورانی قافلے اترے اور چلے گئے، عرش سے فرش تک انوار وتجلیات کا تانتا بندھا ہوا ہے، جلوؤں کی بارش سے طیبہ کی زمین اتنی نم ہوگئی ہے کہ نچوڑے تو کوثر کا دھارا پھوٹ پڑے، کشورِ رسالت کے سلطانِ اعظم کبھی صحنِ مسجد میں ہیں، کبھی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں، کبھی اپنے سرفروش دیوانوں کا قافلہ لیے ہوئے وادیوں، کہساروں اور ریگزاروں سے گزر رہے ہیں اور کبھی گریہ ومناجات کے خلوت کدوں میں امت کی فیروز بختی کا مقدر سنوار رہے ہیں۔ کبھی فرطِ غم سے آنکھیں نم ہوگئیں اور کبھی جاں نواز تبسّم سے غنچے کھِلا دیئے۔ گلستانوں کی طرف نکل گئے تو خرامِ ناز کی نگہتوں سے راستے مہک اُٹھے اور اب کاشانۂ رحمت میں جلوہ فگن ہیں تو ہر طرف طلعتِ زیبا کا اُجالا ہے۔ ابھی بزمِ عاشقاں میں حقائق ومعارف کے گوہر لٹا رہے ہیں اور اب دیکھیے تو معرکہ کارزار میں جاں نثاروں کو عیشِ جاوداں کی بشارت دے رہے ہیں۔

غرض حدیث کی کتابوں کا جو ورق الٹیئے نقوش وحروف کے آئینے میں سرکارِ والا تبار کی زندگی کا ایک ایک خدو خال نظر آتا ہے جن نامرادوں کے قلوب عشقِ رسالت کی نعمتِ کبریٰ سے محروم کردیئے گئے ہیں وہ جلوۂ محبوب کے اس آئینہ جمال وکمال کو توڑ بھی دیں تو انہیں اس کا قلق ہی کیا؟ کہ پہلو میں محبت آشنا دل ہی نہیں ہے لیکن ان دردمندانِ عشق اور وارفتگانِ آرزوئے شوق سے پوچھیے جو خاکِ طیبہ کو صرف اس جذبۂ محبت میں اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں کہ شاید پائے حبیب سے یہ مس ہوگئی ہو کہ احادیث کی کتابوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور تسکین قلب کے کیا کیا سامان ہیں۔

عاشق نہ شنیدی محنت اُلفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید

داستانِ شوق کا آغاز اور اس کا اہتمام

روایتِ حدیث کا یہ سارا سلسلہ جن حضرات پر منتہی ہوتا ہے وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس طبقہ ہے۔

کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے وہی مشاہد حقیقی، ناقلِ اوّل اور شب وروز کے حاضر باش ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنی معلومات ومشاہدات کا ذخیرہ دوسروں تک نہ پہنچایا ہوتا تو روایتِ حدیث کے ایک عظیم فن کی بنیاد ہی کیوں پڑتی۔ بزمِ شوق کی اس داستانِ لذیذ سے چودہ سو برس کی دنیا تو کیا باخبر ہوتی کہ نرگس کی چشمِ محرم کو بھی جلوؤں کا سراغ نہ ملتا۔ معارف وتجلیات کا چشمۂ فیض جہاں پھوٹا تھا وہیں منجمد ہو کے رہ جاتا۔ آخر ایک قرن کی بات دوسرے قرن میں پہنچی کیسے؟ اگر سننے اور دیکھنے والوں نے پہنچانے کا اہتمام نہیں کیا تھا۔

اس راہ میں صحابۂ کرام کے جذبۂ اشتیاق کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کام کو دین کا بنیادی کام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب تک اس خاکدانِ گیتی کو سرکارِ پرانوار کے وجودِ ظاہری کی برکتوں کا شرف حاصل رہا پروانوں کے دستے ہر وقت دربارِ گُہر بار میں سراپا اشتیاق اور گوش بر آواز رہا کرتے تھے کہ کب وہ لب ہائے جاں نواز کھلیں اور ارشاداتِ طیبات کے گل ہائے نور سے دل کی انجمن کو معطر کریں اور اتنا ہی نہیں بلکہ حاضر باش رہنے والوں سے اس کا بھی عہد وپیمان لیا جاتا کہ وہ غیر حاضر رہنے والوں تک دربارِ نبوت کی ساری سرگزشت پہنچا دیا کریں۔

جیسا کہ حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سلسلے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحابی موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

''مَاكُلّ الْحَدِيْثِ سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم كُنَّا مُشْتَغِلِيْنَ فِيْ رِعَايَةِ الْاِبِلِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم كَانُوْا يَطْلُبُوْنَ مَايَفُوْتُهُمْ سَمَاعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم فَيَسْمَعُوْنَهُ مِنْ أَقْرَانِه وَمِمَّنْ هُوَ أَحْفَظُ مِنْهُمْ''۔[1]

ہم لوگوں کو تمام احادیث کی سماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہو پاتی تھی ہم اُونٹوں کی دیکھ بھال میں بھی مشغول رہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جس حدیث کی سماعت فوت ہوجاتی تھی۔ اس کو اپنے ہم عصروں اور زیادہ یادرکھنے والوں سے سن لیا کرتے تھے۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص۱۴)

---

[1] ......''معرفة علوم الحديث''، ص١٤.

عہدِ صحابہ میں راویانِ حدیث کے مواقع

دین کو اپنی تفصیلات وتشریحات کے ساتھ اہلِ اسلام تک پہنچانے کے لیے صحابۂ کرام کے درمیان احادیث کی نقل وروایت کا شب وروز یہ معمول تو تھا ہی اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع اس طرح کے پیش آتے تھے جب کہ کسی خاص مسئلے میں قرآن کا کوئی صریح حکم نہیں ملتا تو مجمع صحابہ سے دریافت کیا جاتا کہ اس مسئلے کے متعلق سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث کسی کو معلوم ہو تو بیان کرے۔

چنانچہ یہی حافظ نیشاپوری حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

’’قَالَ جَاءَ تِ الْجَدَّةُ فِيْ عَهْدِ أَبِيْ بَكرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تَلْتَمِسُ أَنْ تُوْرَثَ فَقَالَ أَبُوْبَكرٍ مَا أَجِدُلَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْئًا حَتّٰى أَسَالَ النَّاسَ الْعَشِيَّةَ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَامَ فِي النَّاسِ يَسْأَلُهُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم يُعْطِيْهَا السُّدُسَ‘‘۔(۱)

انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک دادی اُن کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ چاہتی تھی کہ اسے پوتے کی میراث میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید میں تیرا کوئی حصہ میں نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے بارے میں کچھ فرمایا ہے۔ جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ٹھہر! میں شام کو لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کروں گا جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۴)

(۱)......"معرفة علوم الحديث"، ص ١٤.

واقعہ کی تحقیق کا ایک عظیم نکتہ

بات اتنی ہی پر نہیں ختم ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ حدیث بیان کرکے جب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اب باقی حصہ واقعہ کے راوی کی زبانی سنیئے۔ فرماتے ہیں:

''قَالَ أَبُوبَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ أَ سَمِعَ ذٰلِکَ مَعَکَ أَحَدٌ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم یُعْطِیْھَاالسُّدُسَ''۔(۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟ اس سوال پر حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔(معرفۃ علوم الحدیث ص۱۴)

اللہ اکبر! جانتے ہیں حضرت ابوبکر کا یہ سوال ''أَ سَمِعَ ذٰلِکَ مَعَکَ أَحَدٌ'' (یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟) کس سے ہے؟ یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا شمار اجلۂ صحابہ میں ہے اور جن کی دیانت وتقویٰ اور امانت وراستی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہیں سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ حدیثِ رسول دین کے لیے حجت اور وجوبِ احکام میں مؤثر نہ ہوتی تو حدیث کی توثیق وتصدیق کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا۔ اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بیان کرنے والے ایک سے دو ہوجائیں تو بات کا ثبوت نقطۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

کسی واقعہ کی خبر ایک ہی آدمی کی زبانی سنی جائے اور وہی خبر متعدد آدمیوں کے ذریعہ موصول ہوتو دونوں میں یقین واعتماد کی کیفیت کا جو فرق ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کے متعلق اپنے علم ویقین اور نقل وروایت کے اعتماد کو نقطۂ کمال پر پہنچانے کے لیے صحابہ کرام کے یہاں اس طرح کا اہتمام ہمیں قدم قدم پر ملتا ہے۔

---

(۱)......''معرفة علوم الحديث''، ص ١٤.

ایک ایمان افروز واقعہ

حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک نہایت رقت انگیز واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث انہوں نے سنی تھی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور پاک کے وصال شریف کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مصر وشام اور روم وایران پر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرانے لگا تو بہت سے صحابہ حجازِ مقدس سے مفتوحہ ممالک میں منتقل ہوگئے۔ انہی لوگوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی تھے جو مصر گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔

حضرت ابوایوب انصاری کو شدہ شدہ کسی طرح یہ معلوم ہوگیا کہ یہ جو حدیث میں نے حضور پاک سے سنی ہے اس کے سننے والوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں۔ تو صرف اس بات کا جذبۂ اشتیاق کشاں کشاں انہیں مدینے سے مصر لے گیا کہ حضرت عقبہ بن عامر سے اس بات کی توثیق کرکے وہ یہ کہہ سکیں کہ اس حدیث کے دو راوی ہیں ایک میں ہوں دوسرے عقبہ بن عامر ہیں۔

ان کے اس والہانہ سفر کا حال بھی بڑا ہی رقت انگیز اور روح پرور ہے۔ فرماتے ہیں کہ جذبۂ شوق کی ترنگ میں کہساروں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے وہ مصر پہنچے۔ کبرسنی کا عالم، دشوار گزار سفر لیکن وارفتگی شوق کی بےخودی میں نہ بڑھاپے کا اضمحلال محسوس ہوا، نہ راستے کی دشواریاں حائل ہوئیں۔ شب وروز چلتے رہے مہینوں کی مسافت طے کرکے جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری کی رہائش گاہ پر نزولِ اجلال فرمایا۔ امیرِ مصر نے مراسمِ ملاقات کے بعد دریافت کیا:

''مَاجَاءَ بِکَ یَا اَبَا اَیُّوْبَ؟ — کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟

جواب میں ارشاد فرمایا:

''حَدِیْثٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم لَمْ یَبْقَ اَحَدٌ سَمِعَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم — رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں میرے اور عقبہ بن عامر

غَيْرِیْ وَغَيْرُعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ فَابْعَثْ مَنْ يَّدُلُّنِیْ عَلٰی مَنْزِلِهٖ''۔[1] (معرفة علوم الحديث)

کے سوا اب کوئی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ ایک ایسا آدمی لگا دو جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس میں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ تم سے ملنا مقصود تھا بلکہ صرف اس لیے آیا ہوں کہ تم حضرت عقبہ بن عامر کے گھر تک میرے پہنچا دینے کا انتظام کردو۔

ایک گدائے عشق کی ذرا شانِ استغنا ملاحظہ فرمائیے کہ گورنر کے دروازے پر گئے ہیں لیکن ایک لفظ بھی اس کے حق میں نہیں فرماتے۔ راوی کا بیان ہے کہ والیٔ مصر نے ایک جانکار آدمی ساتھ کردیا جو انہیں حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک لے گیا۔ معانقہ کے بعد انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا:

''مَا جَاءَ بِکَ يَا أَبَا أَيُّوْبَ؟''

کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟

جواب میں فرمایا:

حَـدِيْـثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَـعَـالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم غَيْرِیْ وَغَيْرُکَ فِیْ سَتْرِالْمُؤْمِنِ قَالَ عُقْبَةُ نَـعَـمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـم يَـقُـوْلُ مَنْ سَتَرَ مُؤْمِناً عَلٰی خِـزْيَةٍ سَتَـرَهُ الـلّٰـهُ يَـوْمَ الْـقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوبَ صَدَقْتَ.

ایک حدیث میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور اس کا سننے والا میرے اور آپ کے سوا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ حضرت ابوایوب نے فرمایا آپ نے سچ کہا یہی میں نے بھی سنا ہے۔

اس کے بعد بیان کرتے ہیں:

''ثُـمَّ انْصَرَفَ أَبُوأَيُّوبَ إِلٰی رَاحِلَتِهٖ فَرَكِبَهَا

اتنا سن کر حضرت ابوایوب اپنی سواری کے پاس آئے

---

[1] ......''معرفة علوم الحديث''، ص۸.

رَا جِعاً إِلَى الْمَدِيْنَةِ'' سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

گویا مصر کے دور دراز سفر کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی بات دوسرے کی زبان سے سن لیں۔ حدیث دوست کی لذت شناسی کا یہی وہ جذبۂ شوق تھا جس نے مذہب اسلام کو مذہبِ عشق بنا دیا۔

حضرت امام حافظ نیشاپوری نے واقعہ کے خاتمہ پر رقت وگداز میں ڈوبا ہوا اپنا یہ تاثر سپردِ قلم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''فَهٰذَا أَبُو أَيُّوبَ الْاَنْصَارِي عَلَى تَقَدُّمِ صُحْبَتِهِ وَكَثْرَةِ سَمَاعِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم رَحِلَ إِلَى صَحَابِيٍّ مِنْ أَقْرَانِهِ فِيْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ''۔[1]

یہ ابو ایوب انصاری ہیں جو صحابیت میں اقدم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کثیر الروایۃ ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث کے لیے اپنے معاصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

ایک اور دیوانۂ شوق

اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں امام نیشاپوری نے نقل کیا ہے۔ بات یہاں سے چلی ہے کہ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث حضرت عمرو بن ابی سلمہ، امام الحدیث حضرت امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چار سال رہے اور طویل عرصے میں انہوں نے صرف تیس حدیثیں ان سے سماعت فرمائیں ایک دن وہ حضرت امام اوزاعی سے بڑی حسرت کے ساتھ کہنے لگے:

''أَنَا أَلْزَمُكَ مُنْذُ أَرْبَعَةِ سَنَوَاتٍ وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْكَ إِلَّا ثَلَاثِيْنَ حَدِيْثاً''۔

آپ کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہو گئے لیکن اس طویل عرصے میں صرف تیس حدیثیں میں آپ سے حاصل کر سکا۔

امام اوزاعی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''وَتَسْتَقِلُّ ثَلَاثِيْنَ حَدِيْثاً فِيْ أَرْبَعَةِ سَنَوَاتٍ وَلَقَدْ سَارَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ إِلَى مِصْرَ وَاشْتَرَى

چار سال کی مدت میں تیس حدیثوں کا ذخیرہ تم کم سمجھ رہے ہو، حالانکہ حضرت جابر بن عبداللہ نے صرف

[1] ......"معرفة علوم الحديث"، ص ٨.

رَاحِلَةً فَرَكِبَهَا حَتّٰى سَأَلَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ عَنْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ وَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ''۔[1] (معرفة علوم الحديث ص ۹)

ایک حدیث کے لیے مصر کا سفر کیا، سواری خریدی اور اس پر سوار ہوکر مصر گئے اور حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات کر کے مدینہ واپس لوٹ گئے۔

مطلب یہ ہے کہ چار سال کی مدت میں تیس احادیث کی سماعت کو بھی غنیمت جانو کہ ایک عظیم نعمت تمہیں کم سے کم مدت میں حاصل ہوگئی ورنہ عہدِ صحابہ میں تو صرف ایک حدیث کے لیے لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے پس ایک حدیث پر دو مہینے کی مدت بھی اگر صرف ہوتی تو آپ حساب لگالو کہ تیس حدیث کے لیے کتنی مدت چاہیے تھی۔ بلکہ حافظ نیشاپوری کی تصریح کے مطابق عہدِ صحابہ میں طلبِ حدیث کے لیے سفر اتنا لازم تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''لِطَالِبِ الْعِلْمِ يَتَّخِذُ نَعْلَيْنِ مِنْ حَدِيْدٍ''۔[2] (معرفة علوم الحديث ص ۹)

طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے لوہے کے جوتے تیار کرائے۔

تاکہ بغیر کسی زیرباری کے ساری عمر وہ طلبِ حدیث میں سفر کرتا رہے۔

☆......☆......☆......☆

سلسلۂ روایت کی تقویت کے اسباب

عہدِ صحابہ میں سلسلۂ روایت کی تقویت کے لیے جہاں راویوں کی کثرتِ تعداد کو اہمیت دی جاتی تھی وہاں نقل وروایت کی صحت جانچنے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانے کے لیے اور بھی طریقے رائج تھے۔ مثال کے طور پر حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے:

''إِذَا فَاتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ ثُمَّ سَمِعَهُ مِنْ غَيْرِهِ يُحَلِّفُ

جب ان کو کسی حدیث کی سماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فوت ہو جاتی تو دوسرے راوی سے حدیث

---

1 ......''معرفة علوم الحديث''، ص۹.

2 ......''معرفة علوم الحديث''، ص۹.

اَلْمُحَدِّثُ الَّذِی یُحَدِّثُ بِہٖ''۔(۱) کی سماعت فرماتے لیکن اس سے قسم لیا کرتے تھے۔

(معرفة علوم الحديث ص ۹)

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت حافظ نیشا پوری تحریر فرماتے ہیں:

''وَکَذٰلِکَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاتْبَاعِ التَّابِعِیْنَ ثُمَّ عَنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ کَانُوْا یَبْحَثُوْنَ وَیَنْقُرُوْنَ عَنِ الْحَدِیْثِ إِلٰی أَنْ یَّصِحَّ لَھُمْ''۔(۲)

یہی حال صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا تھا کہ وہ حدیث کے بارے میں بحث و کرید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا۔(معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۵)

روایتِ حدیث کا فن اپنی جس عظیم خصوصیت کے باعث سارے جہان میں منفرد ہے وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے نقل و روایت کے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ نفسِ واقعہ بیان کردیا جائے بلکہ بیان واقعہ سے پہلے ناقل کے لیے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کا علم اسے کیونکر ہوا۔ کتنے واسطوں سے وہ بات اس تک پہنچی ہے اور وہ کون لوگ ہیں، ان کے نام و نشان کیا ہیں، اِن کی عمر کیا ہے، وہ کہاں کے رہنے والے ہیں، دیانت، تقویٰ، راست گفتاری، حسنِ اعتقاد، قوتِ حافظہ، عقل و فہم اور فکر و بصیرت کے اعتبار سے ان کے حالات کیا ہیں۔ اسی کو اصطلاحِ حدیث میں اسناد کہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اصحابِ حدیث کے یہاں اسناد اتنی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر ان کے یہاں کوئی بات قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ حضرت حافظ نیشا پوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''أَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلاَ الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَاشَاءَ''۔

اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔

اسی ضمن میں حضرت حافظ نیشا پوری نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابنِ ابوفروہ نامی کسی شخص نے حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغیر کسی اسناد کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی اس پر امام زہری نے آزردہ ہو کر فرمایا:

---

(۱)......"معرفة علوم الحديث"، ص۹.

(۲)......"معرفة علوم الحديث"، ص۱۵.

''قَاتَلَکَ اللّٰهُ یَا ابْنَ أَبِی فَرْوَةَ مَا أَجْرَأَکَ عَلَی اللّٰهِ أَنْ لَا تُسْنِدَ حَدِیثَکَ تُحَدِّثُنَا بِأَحَادِیْثَ لَیْسَ لَهَا خُطُمٌ وَلَا أَزِمَّةٌ''۔(۱) (معرفة علوم الحديث ص ٦)

اے ابوفروہ! تجھ کو اللہ تباہ کرے تجھ کو کس چیز نے اللہ پر جری کر دیا ہے کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں ہے تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے کہ جن کے لیے نہ نکیل ہیں نہ لگام۔

اصول نقد حدیث

اس سلسلے میں حاکم الحدیث حضرت امام نیشاپوری نے احادیث کی صحت کو پرکھنے کے لیے جو ضابطہ نقل فرمایا ہے وہ قابلِ مطالعہ ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ احادیث کو اغلاط کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لیے کیسی کیسی منصوبہ بند تدبیریں عمل میں لائی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''وَمَا یَحْتَاجُ طَالِبُ الْحَدِیْثِ فِیْ زَمَانِنَا هٰذَا أَنْ یَبْحَثَ عَنْ أَحْوَالِ الْمُحَدِّثِ أَوَّلاً هَلْ یَعْتَقِدُ الشَّرِیْعَةَ فِی التَّوْحِیْدِ وَهَلْ یُلْزِمُ نَفْسَهُ طَاعَةَ الْأَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ یَتَأَمَّلُ حَالَهُ هَلْ صَاحِبُ هَوًی یَدْعُوا النَّاسَ إِلَی هَوَاه فَإِنَّ الدَّاعِیَ إِلَی الْبِدْعَةِ لَا یُکْتَبُ عَنْهُ ثُمَّ یَتعرفُ سنّه هَل یَحْتَمِلُ سَمَاعَهُ مِنْ شُیُوخِهِ الَّذِیْنَ یُحَدِّثُ عَنْهُمْ ثُمَّ یَتَأَمَّلُ أُصُولَه''۔(۲) (معرفة علوم الحديث ص ١٦)

ہمارے زمانے میں ایک طالبِ حدیث کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ محدث کے حالات کی تفتیش کرے کہ آیا وہ توحید کے بارے میں شریعت کا معتقد ہے؟ اور کیا انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ پھر اس کی حالت پر غور کرے کہ وہ بد مذہب تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنی بد مذہبی کی طرف دعوت دے رہا ہو۔ کیونکہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لی جائے گی۔ پھر اس محدث کی عمر معلوم کرے کہ اس کی سماع ان مشائخ سے ممکن ہے کہ جن سے وہ حدیث بیان کر رہا ہے پھر اس کے اصول پر غور کرے۔

---

1 ......"معرفة علوم الحديث"، ص٦.

2 ......"معرفة علوم الحديث"، ص١٦.

تاریخ وتدوین حدیث

فنِ حدیث کے محاسن وفضائل اور اس کے متعلقات اور موجبات پر قلم اٹھانے سے پہلے یہ بتادینا نہایت ضروری ہے کہ عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک حدیثوں کی تدوین اور جمع وترتیب کا کام کیونکر عمل میں آیا؟

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عہد پر نور جونزولِ قرآن کا زمانہ ہے۔اس عہد پاک میں چونکہ آیاتِ قرآنی کے تحفظ کا کام سب سے اہم تھا اس لیے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ صرف آیاتِ قرآنی کو قلمبند کیا کریں۔احادیث کو قیدِ تحریر میں نہ لائیں تاکہ آیاتِ قرآنی کے ساتھ کسی طرح کا التباس نہ ہو۔البتہ اس امر کی اجازت تھی کہ زبانی طور پر احادیث کی روایت ونقل میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔جیسا کہ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ أَنَّہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمِ لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ وَمَنْ کَتَبَ غَیْرَ الْقُرْآنِ فَلْیَمْحُہُ وَحَدِّثُوا عَنِّیْ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہُ مِنَ النَّارِ''۔[1] (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کوئی شخص میری حدیث نہ لکھے اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دے۔اور میری حدیثیں زبانی بیان کرے۔کوئی حرج نہیں اور جس نے میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔

لیکن اسی کے ساتھ بعض وہ صحابہ جنہیں اپنے اوپر اعتماد تھا کہ وہ قرآنی آیات کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں ہونے دیں گے وہ اپنے طور پر حدیثوں کو بھی قلمبند کرلیا کرتے تھے۔جیسا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

---

[1]......''صحیح مسلم''، کتاب الزھد والرقائق، الحدیث: ٧٢۔(٣٠٠٤) ص١٦٠٠.

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحا بِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم أَكْثَر حَدِیْثاً عَنْهُ مِنِّی اِلَّا مَاکَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ یَكْتُبُ وَأَنَا لَا أَكْتُبُ''۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صحابہ میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا مگر عبداللہ بن عمرو۔ کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔(بخاری)

جب کاغذ کے ٹکڑوں، ہرن کی جھلیوں، کھجور کے پتوں اور الواحِ قلوب میں بکھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں عہدِ فاروقی سے لے کر عہدِ عثمان تک کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کر دی گئیں اور ساری دنیا میں اس کے نسخے پھیلا دیئے گئے اور احادیث کے ساتھ آیاتِ قرآنی کے التباس واختلاط کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا۔تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ان کے ایما پر احادیث کی تدوین اور تصنیف و کتابت کا کام باضابطہ شروع ہوا۔

جیسا کہ حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی ''الفیہ'' کی شرح میں مقدمہ نویس نے لکھا ہے۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

''فَلَمَّا أَفْضَتِ الْخِلَافَةُ إِلَی عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالَی عَنْهُ فِی عَام ۹۹ تِسْعٍ وَّ تِسْعِیْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ كَتَبَ إِلَی أَبِی بَكْرِ بْنِ حَزم وَهُوَ شَیْخُ مُعَمَّرٍوَاللَّیْثِ وَالْأَوْزَاعِی وَمَالِک وَابْنِ اِسْحٰق وَابْنِ أَبِی ذِئْبٍ وَهُوَ نَائِبُ عُمَرِ بْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ فِی الْقَضَاءِ عَلَی الْمَدِیْنَةِ یَقُوْلُ لَهُ أُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَی عَلَیْهِ وَسَلَّم فَاكْتُبْهُ فَإِنِّی خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ''۔(۲)

۹۹ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا جو معمر، لیث، اوزاعی، مالک، ابن اسحاق اور ابن ابوذئب کے شیخ تھے۔اور مدینۂ منورہ میں محکمہ قضا میں خلیفہ کے نائب تھے ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو حدیث بھی حضور کی ملے اسے لکھ لو اس لیے کہ مجھ کو علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے۔

(مقدمہ شرح الفیہ ص۵)

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہاں تک نقل کیا گیا ہے:

---

1 ......''صحیح البخاری''، کتاب العلم، باب کتابة العلم، الحدیث: ۱۱۳، ج۱، ص ۵۸.

2 ......''مقدمه شرح الفیه''، ص۵.

''اَنَّـہٗ کَتَبَ اِلَـی اَھْلِ الْاَفَـاقِ اُنْظُرُوْا اِلَی حَـدِیْـثِ رَسُـوْلِ الـلّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاجْمَعُوْہُ''۔(۱)

انہوں نے اطراف وجوانب میں لکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث پاؤ تو اسے جمع کرلو۔ (تاریخ اصفہان لابی النعیم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر فنِ حدیث میں سب سے پہلی کتاب حضرت ابن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصنیف فرمائی۔اس کے بعد حدیث کی کتابوں کی تصنیف وتالیف اور جمع وترتیب کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا،مختلف شہروں میں مختلف بزرگوں نے حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

صاحبِ ''شرح الفیہ'' نے نہایت تفصیل کے ساتھ بقید مقام ان بزرگوں کے نام لکھے ہیں:

''مِنْھُمْ ابْنُ جُرَیْجٍ بِمَکَّۃَ وَابْنُ اِسْحَاق وَمَالِکٌ بِالْمَدِیْنَۃِ وَالرَّبِیْعُ بْنُ صبیحٍ وَسَعِیْدُ بْنُ عُرُوَۃَ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ بِالْبَصْرَۃِ وَسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ بِالْکُوفَۃِ وَالْاَوْزَاعِی بِالشَّامِ وَھِشَامٌ بِوَاسِطٍ وَمَعمَر بِالْیَمَن وَجَرِیْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہ بِالری وَابْنُ الْمُبَارَک بِخُرَاسَان''۔(۲)

ان میں ابن جریج مکہ میں ابن اسحاق اور مالک مدینہ میں،ربیع بن صبیح،سعید بن عروہ اور حماد بن سلمہ بصرہ میں،سفیان ثوری کوفہ میں،اوزاعی شام میں،ہشام واسط میں معمر یمن میں،جریر بن عبداللہ رے میں اور ابن المبارک خراسان میں تھے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مقدمہ شرح الفیہ ص۵)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''کُلُّھُمْ فِی عَصْرٍ وَاحِدٍ وَمِنْ طَبقَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَاَکْثَرُھُمْ مِنْ تَلامِذَۃِ اَبِی بَکر بْنِ حَزم وَابن شِھَاب الزّھری''۔(۳)(مقدمہ شرح الفیہ ص۹)

یہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ایک ہی طبقہ کے تھے اور ان میں کے اکثر حضرت ابوبکر بن حزم اور ابن شہاب زہری کے شاگرد تھے۔

1......''تدریب الراوی''، ص ٥٠.

2......''مقدمہ شرح الفیہ''، ص٥.

3......'' مقدمہ شرح الفیہ''، ص٩.

اس کے بعد تصنیف وتالیف اور مختلف حلقہائے درس کے ذریعہ احادیث کی نشر واشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، روایتوں کے قبول ورد کے اصول، راویوں کے اوصاف وشرائط اور اس فن کے آداب ولوازم پر ضوابط ودساتیر کی تشکیل عمل میں آئی اور اصولِ حدیث کے نام سے علم وفکر کی دنیا میں ایک نئے فن کا آغاز ہوا۔ اصول وشرائط کے سخت سے سخت معیار پر احادیث کی نئی نئی کتابیں لکھی گئی یہاں تک کہ آج اس فن کی جملہ تصنیفات میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی بہت مشہور اور متداول بین الناس ہیں۔

سطورِ بالا میں حدیث کی دینی ضرورت، اس کی علمی اور فنی ثقاہت اور اس کی تاریخی عظمت وانفرادیت پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جن پاک طینت مسلمانوں کو اسلام وقرآن عزیز ہے اور جو اپنے آپ کو اسی امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں جو چودہ سو برس سے اپنی متوارث روایات اور مربوط دینی وفکری تہذیب کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے تو انہیں حدیث پر اعتماد کرنے کے لیے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ کہ از راہِ نفاق حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنی اس شقاوت کو چھپانے کے لیے قرآن کا نام لیتے ہیں۔ اگر مجھے وقت کی تنگی کا عذر نہ پیش آجاتا تو میں قابلِ وثوق شہادتوں کے ساتھ آفتابِ نیم روز کی طرح یہ ثابت کر دکھاتا کہ ان کے یہاں حدیث کا انکار قرآن کی پیروی کے جذبے میں نہیں بلکہ قرآن کی پیروی سے بچنے کے لیے ہے۔

حدیث کے انکار سے ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ کلام خداوندی کے مفہوم کا یقین ان کی ذاتی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے تاکہ آیاتِ الٰہی کا مفہوم مسخ کر کے بھی وہ قرآن کی پیروی کا دعویٰ کر سکیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ منکرینِ حدیث کے فتنے سے اہلِ ایمان کو محفوظ رکھے اور انہیں توفیق دے کہ وہ حدیث کی روشنی پھیلا کر عالم کا اندھیرا دور کریں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

أَرْشَدُ القَادِرِيّ (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مہتمم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور (بہار) ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

کتاب الایمان

① ''عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم ذَاتَ یَوْمٍ ،اِذْطَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَایُرَی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم، فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَوَضَعَ کَفَّیْهِ عَلٰی فَخِذَیْهِ وَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ: اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً قَالَ: صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ یَسْاَلُهُ وَیُصَدِّقُهُ قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِهِ وَشَرِّهِ'' [1] (مسلم شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو اسلام کی حقیقت کے بارے میں آگاہ فرمایئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے۔ زکوۃ دے رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ نے سچ فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ) ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان

---

[1] ......''صحیح مسلم''، کتاب الإیمان ، باب الإیمان والإسلام والاحسان، الحدیث: ۱۔(۸)، ص۲۲.

فرمایئے۔آپ نے فرمایا۔(ایمان یہ ہے) کہ تو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی اور برائی کو دل سے مانے۔

شرح حدیث :

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه'' کے تحت فرماتے ہیں:

کہ اسلام اسم ظاہر اعمال ست و ایمان نام باطن اعتقاد و دین عبارت از مجموع اسلام وایمان ست وآنکہ درعقائد مذکورست کہ اسلام وایمان یکے ست بآں معنی ست کہ ہر مومن مسلم است وہر مسلم مومن و نفی یکے مومن دواسم از مسلمان نہ توان کرد، وبہ حقیقت اسلام ثمرۂ ایمان و فرع ست و علماء رادریں مسئلہ کلام بسیارست وتحقیق ایں است کہ گفتہ شد۔[1]

یعنی اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز پڑھنے،روزہ رکھنے،زکوۃ دینے وغیرہ) کا نام ہے اور ایمان نام ہے اعتقادِ باطن کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے) اور اسلام وایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور وہ جو عقائد (کی کتابوں) میں مذکور ہے کہ اسلام و ایمان دونوں ایک ہی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے۔اور حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ اور اس کی فرع ہے۔علمائے کرام کے کلام اس مسئلہ میں بہت ہیں لیکن تحقیق یہی ہے جو بیان کیا گیا۔(اشعۃ اللمعات جلداول ص ۳۸)

پھر حضرت شیخ محقق نے ''اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ'' کے تحت فرمایا ہے کہ:

''حقیقت ایمان اینست کہ بگردی بخدائے تعالیٰ بذات و صفات ثبوتیہ

یعنی ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفاتِ ثبوتیہ وسلبیہ کو دل سے مانے

[1] ......''اشعة اللمعات''، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج١،ص٤٢.

وسلبیۂ وے و تنزیہ وتقدیس وے تعالی کنی از جمیع نقائص وامارات حدوث"[1]

اور تمام عیبوں اور حدوث کی علامتوں سے اسکو پاک ومنزہ یقین کرے۔

(اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۴۰)

اور **وَرُسُلِه** کے تحت فرمایا کہ:

"واجب ست ایمان آوردن بہمہ انبیاء بے فَرق دراصل نبوت و واجب ست احترام وتنزیہہ ساحتِ عزت ایشان از وصمت نقص وعصمت ایشان از جمیع گناہاں خرد وبزرگ پیش از نبوت وپس ازوے ہمیں ست قول مختار وآنچہ در قرآن مجید بآدم (علیہ السلام) نسبت عصیاں کردہ وعتاب نمودہ مبنی برعلوشان قرب اوست و مالك رامی رسد کہ برترك اولی وافضل اگر چہ بحد معصیت نہ رسد بہ بندۂ خود ہر چہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگرے رامجال نہ کہ تواند گفت۔ واینجا ادبیست کہ لازم است رعایت آں وآں انیست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیاء کہ مقربانِ درگاہ اندعتابے وخطابے رودیا

یعنی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے (اس طرح پر کہ کسی کے درمیان) اصل نبوت میں تفریق نہ کرے اور تعظیم وتوقیر کرنا نیز نقص کے عیب سے ان حضرات کی بارگاہِ عزت کو پاک سمجھنا اور قبلِ نبوت و بعدِ نبوت چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے انہیں معصوم جاننا واجب ہے۔ یہی قول مختار ہے۔ اور جو قرآنِ مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیان کی نسبت کی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو وہ ان کی شانِ قرب کی بلندی پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ اور افضل کے ترک پر اگر چہ وہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان پر اپنے بندہ کو جو چاہے کہے اور عتاب فرمائے دوسرے کی مجال نہیں کہ کچھ کہہ سکے اور اس مقام پر ایک معیارِ ادب ہے جس کی رعایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو کہ بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہیں کوئی عتاب یا خطاب نازل ہو یا ان حضرات کی جانب

[1] ......"اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳.

از جانب ایشان کہ بندگانِ خاص ادیند تواضعے وذلتے وانکسارے صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کنیم وبداں تکلم نمائیم ، ومجمل اعتقاد درحق سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبۂ الوہیت وصفات اوست حضرت اوراثابت ست ووے ہمہ فضائل وکمالات بشری راشامل و درہمہ راسخ وکامل "[1]۔

سے جو کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں کوئی تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو جس سے نقص کا وہم ہوتا ہو تو ہم کو جائز نہیں کہ اس میں دخل دیں اور ان (کلماتِ عتاب یا تواضع) کو (ان کے حق میں) بولیں اور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اجمالی اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور خدا کی صفات کے علاوہ جو کچھ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام فضائل وکمالاتِ بشری کے جامع اور سب میں راسخ وکامل ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، ج۱،ص۴۰)

② '' عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ ''[2]

(مسلم شریف)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔

واضح ہو کہ توحید ورسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعتِ مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے:

''باوجود تصدیق واقرار چیزے کنند

یعنی (توحید و رسالت کی) تصدیق و اقرار کے

1 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الإيمان ، الفصل الأول،ج۱،ص۴۳ .

2 ......''صحيح مسلم ''، كتاب الإيمان ،باب الدليل على أن من مات إلخ، الحديث: ۴۷-(۲۹) ص۳۶ .

که شارع آں را امارت و علامت کفر ساختہ مثل سجدہ صنم و شد زنّار و امثال آں پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرع کافراست اگرچہ فرضاً تصدیق واقرار داشتہ باشد"[1]

باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی اور علامت ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنار (یعنی جینو) باندھنا وغیرہ۔ تو ایسے کاموں کا کرنے والا بھی بحکم شرع کافر ہے اگرچہ بظاہر (توحید ورسالت کی) تصدیق واقرار کرتا ہو۔

③ "**عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ**"[2] **(بخاری ومسلم)**

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

شرح حدیث:

حضرتِ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم محبوب تر و معظم از ہمہ چیز وہمہ کس باشد نزد مومن"

یعنی مومنِ کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن کے نزدیک رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں۔

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"مراد بامحبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درادائے حق بالتزامِ دین و اتباعِ سنت دررعائت ادب و ایثار رضائے وے

اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اونچا ماننے اس طرح کہ حضور کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے حضور

---

1 ......"اشعة اللمعات"، کتاب الإیمان، الفصل الأول، ج ١، ص ٤٠۔

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب حب الرسول إلخ، الحدیث: ١٤، ج ١، ص ١٧، "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب وجوب محبة رسول الله إلخ، الحدیث: ٧٠۔(٤٤) ص: ٤٢

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم برہر کہ و ہر چہ غیر اوست از نفس وولد و والد اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلا کہ نفس خود وفقدان ہر محبوب نہ فوات حق وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم"(1)

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرے حضور کی تعظیم وادب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال واسباب پر حضور کی رضا وخوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۴۷)

اور حضرت مُلا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

''لَیسَ الْمُرَادُ الْحُبُّ الطَّبِیعِیُّ لأنّه لا یَدْخُلُ تَحتَ الاختِیَارِ وَلَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا بَلِ الْمُرَادُ الْحُبُّ الْعَقْلِیُّ الَّذِی یُوجِبُ إِیْثَارَ مَا یَقْتَضِی العَقْلُ رُجْحَانَهُ وَیَسْتَدْعِیْ اِخْتِیَارَهُ وَإِنْ کَانَ عَلٰی خِلافِ الْهَوٰی کَحُبِّ الْمَرِیْضِ الدَّوَاءَ فإنّه یَمِیْلُ إِلَیهِ بِاخْتِیَارِهٖ ویَتَنَاوَلُ بِمُقْتَضٰی عَقْلِهٖ لِمَا عَلِمَ وَظَنَّ أَنَّ صَلاحَهُ فِیه وإن نَفَرَعَنْهُ طَبعُهٗ مثلاً لو أَمَرَهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَتلِ أَبَوَیْهِ وَأَوْلادِهٖ الکافِرینَ أَوْ بِأَنْ یُّقَاتِلَ الکفارَ حَتّٰی یکونَ شهیدًا، لَأَحَبَّ أن یختارَ ذلک لِعِلْمِهٖ أَنَّ السّلامَةَ فِی امْتِثَالِ أمْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أو المراد الحُبُّ

یعنی اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لیے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلّف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی) ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ بلکہ اس سے مراد محبتِ عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگرچہ وہ امر خواہشِ نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے؛ اس لیے کہ وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ

(1)...... "اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج١، ص٥٠-٥١.

الإِيْـمَـانِـی الـنَّـاشِـئ عن الإجلالِ والتوقیرِ والاحُسَـانِ وَالـرَّحـمةِ وَهُـوَ إيثـارُ جَمِيْعِ أَغْرَاضِ الْمَحْبُوْبِ عَلٰى جَمِيْعِ أَغْرَاضِ غَيْرِهٖ حَتّٰى القَرِيْبِ وَالنَّفْسِ وَلَـمَّا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ تَـعَـالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَامِعاً لِمُوْجِبَاتِ الْمَحَبَّةِ مِنْ حُسْنِ الصُّوْرَةِ وَالسِّيْرَةِ وَكَـمَالِ الْفَضْلِ وَالاحُسَا نِ مَـا لَـمْ يَبْـلُـغْـهُ غَيْرُهٗ اسْتَحَقَّ أن يَّـكُـوْنَ أحَـبَّ إِلَـيَّ المؤمن مِنْ نَّفْسِهٖ فَضْلاً عَـنْ غَيْـرِهٖ سِيَّـمَـا وَهُـوَ الـرَّسُـوْلُ مِنْ عِنْدَ الْـمَـحْبُـوْبِ الْـحَقِيْقِيِّ الْهَادِیْ إِلَيْهِ وَالدَّالُّ عَلَيْهِ وَالْمُكَرَّمِ لَدَيْهِ ''[1]

کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کے پینے) میں ہے اگرچہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کردے۔ یا یہ حکم دے دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہوجائے تو وہ اس کے کرگزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ ازروئے عقل وہ اتنا بہرحال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے۔ یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر وعظمت اور آپ کے احسان ومہربانی کے سبب (قلبِ مومن میں) پیدا ہوتی ہے، محبتِ ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے، اور چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمالِ بزرگی اور کمالِ احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا؛ لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجہ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوبِ حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی کا راستہ بنانے والے اور ان کی بارگاہِ جبروت میں عزت وعظمت والے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد اول، ص ۶۴)

انتباہ :

(۱)......خدائے تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے اس کے لیے زمان ومکان ثابت کرنا کفر ہے۔

(۲)......خدائے تعالیٰ کو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ کہنا چاہیے۔ اللہ میاں کہنا ممنوع وناجائز ہے۔

---

[1]......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، الفصل الأول،الحديث: ٧، ج١ص١٤٥.

(۳)......اگر کسی نے خدائے تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بڈھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(٤)......کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڈھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ اسے بھول گئے ہیں۔

(۵)......جو بطورِ تمسخر اور ٹھٹھے کے کفر کرے گا وہ بھی کافر و مرتد ہو جائے گا۔ اگرچہ کہتا ہو کہ میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ درمختار، باب المرتد میں ہے: ''**مَن هَزَلَ بِلَفظِ كُفرٍ اِرتَدَّ وَ اِن لَم يَعتَقِدهُ لِلاستِخفَافِ**''[1]

اور شامی جلد سوم ص:۲۹۳ پر بحر الرائق سے ہے: ''**والحاصلُ أنّ من تكلّم بكلمةِ الكُفرِ هَازلاً أَو لاعِباً كَفرَ عِند الكُلّ ولَا اعتبارَ بِاعْتقادِه كما صرّح به في الخانية**''[2]

(٦)......کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کے لیے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔

(۷)......قرآنِ مجید کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔ مثلاً اکثر داڑھی منڈے کہتے ہیں۔ ''**كَلَّا سَوفَ تَعلَمُونَ**'' جس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں: کلّا صاف کرو۔ یہ قرآنِ مجید کی کھلی ہوئی تحریف ہے اور اس کے ساتھ مذاق دل لگی بھی۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔[3]

(بہارِ شریعت، جلد نہم)

(۸)......کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا، یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا، یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے، غرض اس قسم کی بات کرنا کہ جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو۔ یہ سب کفر ہے۔[4] (بہارِ شریعت)

(۹)......کسی سے روزہ رکھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے، یا یہ کہا کہ جب خدا نے

---

1 ......"الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٣.

2 ......"رد المحتار"، كتاب الجهاد، مطلب ما يشك أنه ردة لا يحكم بها، ج٦، ص٣٤٦.

3 ......''بہارِ شریعت''، ج۲، ص:۴۶۴۔ "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص ٢٦٦.

4 ......''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۴۶۴۔ "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص ٢٦٨ بتصرف.

کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں، یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔[1]
(بہار شریعت)

(۱۰)...... ماہ رمضان میں علانیہ دن میں کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا کہ ''جب اللہ کا ڈر نہیں ہے تو لوگوں کا کیا ڈر'' کفر ہے۔

(۱۱)...... علمِ دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ عالمِ علمِ دین ہے کفر ہے۔[2]
(بہار شریعت)

(۱۲)...... ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عباداتِ غیر اللہ سے ہے، کفار کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور مذہبی جلوس کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے۔ جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا، یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔[3]
(بہار شریعت جلد نہم ص ۱۷۱، بحوالہ بحر الرائق)

(۱۳)...... ''اَلْکُفُرُ فی الشّرعِ إنکارُ مَا عُلِمَ بِالضّرورةِ مَجیءُ الرّسولِ صلّی اللّٰه علیه وسلّم به وإنّما عُدَّ لبس الغیارِ وشدّ الزنارِ ونحوهما کفراً لأنّهَا تَدُلُّ علی التکذیبِ، فَإنَّ مَن صَدَّقَ رَسُولَ اللّٰه صلَّی اللّٰهُ تعالی علیه وسلَّم لا یَجْتَرِیء علیها ظاهراً''[5]

یعنی جن باتوں کا پیش کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو، ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا اصطلاح شرع میں کفر ہے۔ غیار[4] اور زنار یعنی جینو وغیرہ کے استعمال کو اس لیے کفر کہا گیا ہے کہ یہ امر (حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی) تکذیب کا نشان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانے گا، وہ ایسی چیزوں کے استعمال کی جرأت نہیں کرسکتا۔ (بیضاوی، ص ۲۳)

---

1 ...... ''بہار شریعت''، ج۲، ص:۴۶۵۔

2 ...... ''بہار شریعت''، ج۲، ص:۴۶۵۔ ''الفتاوی الهندیة''، کتاب السیر، الباب التاسع، ج۲، ص ۲۷۰.

3 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص:۴۶۶۔ ''البحر الرائق''، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ج۵، ص۲۰۸.

4 ...... غیار: ایک کپڑے کا ٹکڑا جو ذمی کافر اپنے شانے پر لگاتے تھے۔ ۱۲ منہ

5 ...... ''تفسیر البیضاوی''، سورة البقرة، آیة ٦، ص ۱۳۷.

(۱٤)......''اَلْــاِشــرَاکُ هُـوَ إِثْبَـاتُ الشَّـريكِ فـي الألوهيَّةِ بـمعـنى وُجوبِ الـوجـودِ كـمَـا لـلـمـجُـوسِ أو بمعنـى استحقَاق العِبَادةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْأَصْنَامِ''[1] یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا کسی غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے یہ شرک ہے۔ (شرح عقائد نسفی ص ٦١)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''شرک سه قسم ست در وجود ودر خالقیت ودر عبادت'' اھ[2] اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے، دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت سمجھے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۷۲)

''کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ'' کهنے کی وجه

حضرت مولیٰ (علی) نے حضور مولی الکل سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا، حضور ہی کی باتیں سنیں، عادتیں سیکھیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ تو جب سے اس جناب عرفان مآب کو ہوش آیا قطعاً یقیناً رب عزوجل کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا۔ ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے اس کا دامن پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔ اسی لئے لقب کریم ''کرم الله تعالی وجهه'' ملا۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۸، ص ٤٣٦)

---

1 ......''شرح العقائد النسفية''، مبحث الأفعال كلها بخلق الله تعالى إلخ، ص ۷۸.

2 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، ج ۱، ص ۷۸ .

جنتی اور جہنمی فرقہ

①"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِىْ كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِىْ أُمَّتِىْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِىْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِىَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِى"[1] (ترمذی، مشکوۃ)

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتّر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

②"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر

---

[1]......"سنن الترمذی"، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی افتراق ھذہ الأمة، ج٤، ص٢٩١.

"مشکاۃ المصابیح"، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الحدیث:١٧١، ج١، ص٥٤.

عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هٰذِهِ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ إِلَيْهِ وَقَرَأَ (وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوْهُ) الآية.[1] (احمد، نسائی، دارمی، مشکوۃ)

فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔ ''وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ'' یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شرح حدیث :

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت علمِ کلام کی مشہور کتاب ''مواقف'' کا یہ قول کہ '' فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت اند'' نقل کرکے فرماتے ہیں کہ:

''اگر گویند چگونہ معلوم شود کہ فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند وایں راہِ راست ست وراہ خدا ست و دیگر ہمہ راہ ہائے نارست، و ہر فرقہ دعویٰ مے کند کہ براہ راست ست ومذہب وے حق۔ جوابش آنست کہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعوی تمام شود برہان باید۔ و برہان حقانیت اہلسنت و جماعت آنست کہ ایں دین اسلام بنقل آمدہ است و

یعنی نجات پانے والا فرقہ اہلسنت وجماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ ہے اور دوسرے سارے راستے جہنم کے راستے ہیں اور ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر ہے اور اس کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کے لیے) ٹھوس دلیل چاہیے۔ اور اہلِ سنت وجماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دینِ اسلام (سرکارِ

[1]......"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، الحديث: ١٦٦، ج١، ص٥٣. "سنن الدارمي"، باب في كراهية أخذ الرأي، الحديث: ٢٠٢، ج١، ص٧٨، "المسند" للإمام أحمد"، مسند عبد الله، الحديث: ٤١٤٢، ج٢، ص١٣٢.

مجرد عقل بآں وافی نیست۔ و به تواتر اخبار معلوم شده وتتبع وتفحص احادیث و آثار متیقن گشته که سلف صالح از صحابه و تابعین باحسان ومن بعد ہم ہمه بریں اعتقاد وبریں طریقه بوده اند وایں بدع وہوا در مذاہب واقوال بعد از صدر اول حادث شده واز صحابه و سلف متقدمین ہیچ کس برآں نه بوده وایشاں مبتری بوده اند وبعد از حدوث ایں رابطۂ صحبت و محبت که بآں قوم داشتند قطع کرده ورد نموده۔ و محدثین اصحاب کتب سته وغیرہا از کتب مشہورۂ معتمده که مبنی ومدار احکام اسلام برآنہا افتاده و آئمه فقہائے ارباب مذاہب اربعه وغیرہم از آنہا که درطبقۂ ایشاں بوده اند ہمه بریں مذہب بوده اند واشاعره و ماترید یه که آئمه اصول کلام اند تائید مذہب سلف نموده و بدلائل عقلیه آنرا اثبات کرده و آنچه سنتِ رسول صلّی الله تعالی علیه والٖه وسلّم و اجماع سلف برآں رفته

اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم سے) منقول ہوکر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائدِ اسلام معلوم کرنے کے لیے صرف عقل کا ذریعہ کافی نہیں ہے۔ اخبارِ متواترہ سے معلوم ہوا اور آثار صحابہ واحادیث کریمہ کی تلاش وتتبع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کے تمام بزرگانِ دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں۔ اقوال و مذاہب میں بدعت ونفسانیت زمانہ اوّل کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابۂ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا وہ لوگ اس نئے مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہوجانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جولگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا اور (زبان وقلم سے) ردفرمایا۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ (احادیث کریمہ کی) دوسری مشہور و معتمد کتابیں کہ جن پر احکامِ اسلام کا مدار ومبنی ہوا ان کے محدثین اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے فقہاء و آئمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء جو ان کے طبقہ میں تھے سب اسی مذہبِ اہلسنت وجماعت پر تھے۔ اور اشاعرہ وماتریدیہ جو اصول کلام کے آئمہ ہیں انہوں نے سلف کے مذہب اہلسنت وجماعت کی تائید وحمایت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے اس کا

بودہ مؤکد ساختہ اند ولہذا نام ایشاں اہلسنت و جماعت افتادہ۔ اگرچہ ایں نام حادث ست اما مذہب واعتقاد ایشاں قدیم است وطریقہ ایشاں اتباع احادیث نبوی صلّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلّم واقتدا بآثار سلف و مشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشاں کہ استادانِ طریقت وزہاد وعباد و مرتاض و متورع و متقی و متوجہ بجناب حق و متبری از حول وقوت نفس بودہ اند۔ ہمہ بریں مذہب بودہ اند چنانکہ از کتب معتمدۂ ایشاں معلوم گردد ودر تعرّف کہ معتمد ترین کتابہائے ایں قوم ست وشیخ الشیوخ شہاب الدین سہروری درشانِ او گفتہ است ”**لو لا التعرف ما عرفنا التصوف**“ عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند برآں آوردہ کہ ہمہ عقائد اہلسنت و جماعت ست بے زیادت ونقصان۔ و مصداق ایں سخن کہ گفتیم آنست کہ کتابہائے حدیث و تفسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر

اثبات فرمایا۔ اور جن باتوں پر سنتِ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور اجماع سلف صالحین جاری رہا ان کو ٹھوس قرار دیا ہے اسی لیے اشاعرہ اور ماتریدیہ کا نام **اہلسنت و جماعت** پڑا۔ اگرچہ یہ نام نیا ہے لیکن **مذہب و اعتقاد ان کا پرانا ہے۔ان کا طریقہ** احادیثِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی اتباع اور سلف صالحین کے اقوال واعمال کی اقتداء کرنا ہے اور گروہ صوفیہ کے مشائخ متقدمین اور (زمانہ موجود کے) شیوخ محققین جو طریقت کے استاد، عابد و زاہد، ریاضت کرنے والے، پرہیزگار، خداترس، حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنے والے اور نفس کی حکومت سے الگ رہنے والے سب اسی **مذہب اہلسنت و جماعت پر** تھے جیسا کہ ان مشائخ کی معتمد کتابوں سے واضح ہے۔ اور صوفیائے کرام کی نہایت ہی قابلِ اعتماد کتاب ”تعرف“ ہے جس کے بارے میں سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر ”تعرف“ کتاب نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے۔ اس کتاب میں صوفیاء کرام کے جو اجماعی عقائد بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب بلاکم وکاست **اہلسنت** ہی کے عقائد ہیں۔ ہمارے اس بیان کی سچائی یہ ہے کہ حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، تصوف، سیَر

وتواریخ معتبرہ کہ در دیار مشرق ومغرب مشہور ومذکور اند جمع کنند وتفحص نمایند ومخالفان نیز کتابہا را بیارند تا ظاہر شود کہ حقیقت حال چیست وبالجملة سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت وجماعت ست ۔[1]

اور تواریخ معتبرہ کی کتابیں جو کہ مشرق و مغرب کے علاقہ میں مشہور و معروف ہیں جمع کی جائیں اور ان کی چھان بین کی جائے اور مخالفین بھی کتابوں کو لاویں تا کہ آشکارا ہو جائے کہ حقیقتِ حال کیا ہے خلاصہ یہ کہ دینِ اسلام میں سوادِ اعظم مذہبِ اہل سنت و جماعت ہے۔
(اشعۃ اللمعات، باب الاعتصام، ج۱، ص۱۴۰)

③ "عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُ كُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ."[2] (مسلم، مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ:

"یعنی جماعہ باشند کہ خود را بہ مکر وتلبیس درصورت علماء و مشایخ و صلحا از اہل نصیحت و صلاح نمایند تادر وغہائے خود را ترویج دہند مردم را بہ مذہب یا ظلم و آرائے فاسدہ بخوانند۔[3]

یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری وفریب سے علماء مشائخ اور صلحا بن کر اپنے کو مسلمانوں کا خیر خواہ اور مُصلح ظاہر کرے گی تا کہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے اور لوگوں کو اپنے باطل عقیدوں، فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص۱۳۳)

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج۱، ص۱۵۱۔۱۵۲.

2 ......"صحيح مسلم"، باب النهى عن الرواية عن الضعفاء، الحديث: ۷۔(۷)، ص۹، "مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث: ۱۵۴، ج۱، ص۵۱.

3 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج۱، ص۱۴۳.

انتباہ :

(۱)......مخبر صادق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے جن دجّالوں اور کذّابوں کے آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی زمانۂ موجودہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ان کے آباء واجداد نے کبھی نہیں سنا ہے۔

ان میں کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو صرف ایلچی سمجھتا ہے اور بس کھلم کھلا سب حدیثوں کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی اطاعت کا بھی منکر ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ انہیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (پارہ ۵، رکوع ۵)

یعنی اے ایمان والو! خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرو اور (اسکے) رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) کی اطاعت کرو۔

ان میں کا ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ یہ گروہ مرزا کو مہدی، مجدد، نبی اور رسول مانتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے بعد دوسرے نبی کا پیدا ہونا جائز ٹھہراتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباء واجداد نے کبھی نہیں سنا تھا۔ بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں بتایا تھا کہ اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لاَ نَبِیَّ بَعْدِی[1]. (مشکوۃ ص ۴۶۵) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہوگا۔ اور قرآنِ کریم نے انہیں بتایا تھا کہ:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ﴾ (پارہ ۲۲، رکوع ۲)

یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن خدائے تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہے۔ آپ نے بابِ نبوت پر مہر لگا دی اب آپ کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں پیدا ہوگا۔

اور ان میں کا ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور صلی

1...... "المعجم الأوسط" للطبراني، من اسمه بكر، ج۲، ص۲۷۶.

"مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، الحديث: ۵۴۰۶، ج۲، ص۲۸۳.

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان، ص ۸'' پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے کل علمِ غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ ''**اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے**''۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس، ص:۳'' پر لکھا ہے کہ ''**عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں**۔'' اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ نا سمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ ''**اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا**۔'' اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان وملک الموت کے علم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان وملک الموت کے لیے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی کتاب ''براہین قاطعہ، ص:۵۱'' پر لکھا کہ ''**شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے**۔'' (معاذ اللہ رب العالمین)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ''**خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے**۔''[1] (رسالہ یکروزی ص ۱۴۵ مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی)

ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ''**رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے**۔''[2] (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

---

1 ...... ''رسالہ یکروزی''، ص ۱۴۵، مصنفہ مولوی اسمعیل دھلوی.

2 ...... ''تقویة الإیمان''، ص ۷۹.

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لیے مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، ہند، سندھ، بنگال، پنجاب، برما، مدراس، گجرات، کاٹھیاواڑ، بلوچستان، سرحد اور دکن وکوکن کے سینکڑوں علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے ان لوگوں کے کافر ومرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ ''حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الھندیہ'' کا مطالعہ کریں۔

(۲)......مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا یا معاذ اللہ تعالیٰ کفر پر۔ تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو۔ مگر اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ جس نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنا بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔[1] (بہارشریعت)

(۳)......بعض ناواقف کہتے ہیں کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرنا چاہیے خواہ وہ کیسا ہی عقیدہ رکھے اور کچھ بھی کرے۔ یہ خیال غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جب اہلِ قبلہ میں کفر کی کوئی علامت ونشانی پائے جائے یا اس سے کوئی بات موجبِ کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے گا۔

حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

''أَنَّ الْمرادَ بِعَدَمِ تكفيرِ أحدٍ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ عند أهلِ السنَّةِ أَنَّه لا يُكفَّر ما لم يُوْجَدْ شيءٌ من أَمارَاتِ الْكفرِ وَعَلامَاتِهِ وَلَمْ يَصْدَرْ عَنْهُ شَيْءٌ مِن مُوجِبَاتِهِ''[2]

یعنی اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجبِ کفر اس سے صادر نہ ہو۔ (شرح فقہ اکبر ص۱۸۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''لا خِلافَ في كُفرِ الْمُخالِف في ضَروريات الْإِسلامِ وإِنْ كانَ مِنْ أَهلِ الْقِبلَةِ الْمُواظِبُ طُوْلَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا فِي

یعنی ضروریاتِ اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ اگرچہ اہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے۔ جیسا کہ شرح تحریر

---

1 ......''بہارِ شریعت''، باب ایمان وکفر کا بیان، ج۱، ص۱۸۵۔

2 ......'' شرح الفقه الأكبر ''، باب عدم جواز تكفير أهل القبلة، ص۱۵۵ .

شرح التحریر"[1] امام ابن ہمام میں ہے۔(شامی جلد اول ص۳۹۳)

اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ:

''أیّما رجل سبَّ رسولَ اللّٰه صلَّی اللّٰهُ تعَالٰی علیه وسلَّم أَو کذبه أَو عابَه أَو تنقصه فقدْ کفرَ باللّٰه تعالٰی وَبانَتْ مِنه امْرَأته''۔[2]

یعنی جو شخص مسلمان (اہلِ قبلہ) ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر، خدا کا منکر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔(شامی، جلد سوم، ص۳۰۰)

شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں، اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔ اے ہمارے آقا! آپ نے سچ کہا، خدا کی قسم! آپ صادق مصدوق ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۳۸۶ ملخصا)

☆ حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۸، ص۳۸۷)

1 ......"رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ج۲، ص۳۵۷.

2 ......"رد المحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم: فی حکم ساب الأنبیاء، ج٦، ص۳٦۰.

بد مذہب

① ”عَنْ اِبْـرَاهِيْـمَ بْـنِ مَيْسَـرَةَ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَصَاحِـبَ بِـدْعَةٍ فَـقَـدْ أَعَـانَ عَلٰى هَدَمِ الْإِسْلَامِ“ [1].

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ (مشکوۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”در توقیر دے استخفاف و استہانت سنت ست وایں می کشد بویران کردن بنائے اسلام“ [2]

یعنی بد مذہب کی تعظیم وتوقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے۔ اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچادیتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۴۷)

②”عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُّوْا فِي وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ“ [3]. (ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترشروئی سے پیش آؤ۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ (ابن عساکر)

③”عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْبِدَعِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بد مذہب دوزخ

---

1 ......”مشكاة المصابيح“، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب إلخ، الحديث: ١٨٩، ج١، ص٥٦.

2 ......”اشعة اللمعات“، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ج١، ص١٥٩.

3 ......”كنز العمال“، كتاب الإيمان، فصل فى البدع، الحديث: ١٦٧٢، ج١، ص٢٠٠.

كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ" (۱).

والوں کے کتے ہیں۔(دار قطنی)

④"عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْماً وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَّخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ" (۲). (ابن ماجه)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، نہ نماز، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفل، نہ فرض، بدمذہب دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

⑤"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَإِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ" (۳). (مسلم شريف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔(مسلم شریف) اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل وابنِ حبان نے حضرت انس سے روایت کیا۔ رضی اللہ عنہم۔

❶......"كنز العمال"، فصل في البدع والرفض من الاكمال، الحديث: ۱۱۲۱، ج۱، ص۱۲۳.

❷......"سنن ابن ماجه"، باب اجتناب البدع والجدل، الحديث: ۴۹، ج۱، ص۳۸.

❸......"سنن ابن ماجه"، عن جابر بن عبد الله، الحديث: ۹۲، ج۱، ص۷۰، "كنز العمال"، عن أنس، الحديث: ۳۲۵۲۶، ج۶، ص۲۴۶.

سنت اور بدعت

①"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِیْ فَلَهٗ أَجْرُ مِئَةِ شَهِیْدٍ."[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(مشکوۃ)

②"عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْیٰی سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَإِنَّ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا یَرْضَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْئًا."[2] (ترمذی، مشکوۃ)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہوگیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو سیّئہ ہے جسے اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پسند نہیں فرماتے تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر نکالنے والے پر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

③"عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ

---

1 ......"مشکاة المصابیح"، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، الحدیث: ۱۷۶، ج۱، ص۵۵.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة إلخ، الحدیث: ۲۶۸۶، ج۴، ص۳۰۹،
"مشکاة المصابیح"، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، الحدیث: ۱۶۸، ج۱، ص۵۴.

حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سَنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.[1]
(مسلم، مشکوة)

کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا، اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

④"عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.[2] (مسلم، مشکوة)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا۔ بعد حمد الٰہی کے معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نیا نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

شرح حدیث:

حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ النَّووی البِدعةُ كلّ شيءٍ عمل على غير مثال سبق، وفي الشرع إحداثُ ما لم يكنْ في عهدِ رسولِ اللّٰهِ صلَّى اللّٰه تعالى عليه وسلَّم وقوله كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ عامٌ مخصوصٌ

یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اور شرع میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

1 ...."صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة إلخ، الحديث: ٦٩-(١٠١٧)،ص:٥٠٨ .
"مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الفصل الأول، الحديث: ٢١٠، ج١، ص٦١.

2 ...."صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، الحديث: ٤٣-(٨٦٧)، ص:٤٣٠ .
" مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الحديث: ١٤١، ج١، ص٤٩.

قال الشیخُ عزّالدین بن عبد السلام فِی آخرِ ''کتابِ القواعد'' اَلبدعَۃُ إمّا وَاجبۃٌ کتعلّمِ النحوِ لِفَھم کلام اللّٰہ ورسولِہ وکتدوینِ أُصولِ الفقۃ والکَلام فِی الجَرح والتَّعدیلِ وَإمّا مُحرَّمۃٌ کمذھب الجبریَّۃِ والقَدریَّۃ وَالمرجئیَّۃ والمجسِّمۃ والردُّ علی ھؤلاء من البِدَعِ الواجبۃ لأنَّ حفظَ الشَّریْعۃِ مِن ھذہ البِدَعِ فرضُ کفایۃٍ وَإمَّا مَندُوبَۃٌ کَإحْدَاث الربطِ والمدارسِ وکلّ احسان لَمْ یَعْھَد فِی الصَّدر الْأَوَّل وَکالتَّراویح أَیْ بالجَمَاعَۃِ الْعَامَّۃِ والکلامِ فِی دقائق الصوفیَّۃ. وَإمَّا مَکْرُوْھَۃٌ کَزَخرفۃ المَساجدِ وتزویق المصاحفِ یعنی عند الشافعیَّۃ وإما عِندَ الحنفیَّۃِ فمباحٌ وَإمَّا مُباحَۃٌ کَالمُصافحَۃِ عَقیبَ الصُّبح وَالْعصرِأَیْ عندَ الشَافِعیَّۃِ أَیضاً وَإلَّا فعِند الحَنفِیَّۃِ مکروہ وَالتَّوسعُ فِی لَذائذِ المآکلِ وَالمشارِبِ وَالمَسَاکِینِ وَتوسیع الأکمَامِ وَقَدْ اختلف فِی کراھَۃ بعض ذلک أَیْ کَمَا قَدَّمْنا قَالَ الشَّافعی رَحِمَہ اللّٰہ مَا أحدث مِمَّا یخَالفُ الکتاب أَوِالسنَّۃ أَوِالأثر أَوِالاجْمَاع فھو ضَلالۃٌ وَمَا أحدَثَ من الخیر مِمَّا لَایخالف شیئاً مِنْ ذَلِکَ فلیس

علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ''کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلالَۃٌ'' عام مخصوص ہے۔ (یعنی بدعت سے مراد بدعت سیّئہ ہے) حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے ''کتاب القواعد'' کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے علمِ نحو سیکھنا اور جیسے اصولِ فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔ اور بدعت یا تو حرام ہے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجئہ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان بدمذہبوں کا رد کرنا بدعتِ واجبہ سے ہے اس لیے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے اور بدعت یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔ اور بدعت یا تو مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش و نگار اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔ اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھیے) اور لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگھوں میں کشادگی

بمذموم.[1] اختیار کرنا اور کُرتے کی آستینوں کو لمبی رکھنا۔اس میں سے بعض کی کراہت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثارِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد اول، ص۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"بدانکه ہر چه پیدا شده بعد از پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم بدعت ست ازانچه موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کرده شده برآں آن را بدعت حسنه گویند۔ وآنچه مخالف آں باشد بدعتِ ضلالت گویند و کلیت "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" محمول بر این ست۔ وبعض بدعتها ست که واجب ست چنانچه تعلم وتعلیم صرف ونحو که بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت و دیگر چیز ہائیکه حفظِ دین وملت برآں موقوف بود۔ وبعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطها و مدرسها و بعض مکروه مانند نقش ونگار کردن مساجد

یعنی جاننا چاہیے کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔ لیکن ان میں سے جو کچھ حضور کی سنت کے اصول و قواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کی اسی قسم پر محمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کی مخالف ہو۔ اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کے مفاہیم و مطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے۔ اور بعض بدعتیں مستحسن و مستحب ہیں۔ جیسے سرائے

[1] ......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، الحديث: ۱٤۱، ج۱، ص۳٦۸.

ومصاحف بقول بعض۔ وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شوند ومباحات دیگر کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نبودند چنانکہ بیری وغربال ومانند آں۔ وبعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا برخلاف سنت و جماعت و آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآں معنی کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ درحقیقت سنت ست"۔[1]

اور مدرسوں کی تعمیر۔ اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ بعض کے قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش و نگار کرنا۔ اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور ونخوت کا باعث نہ ہوں اور دوسری مباح چیزیں جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں جیسے بیری اور چھلنی وغیرہ۔ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہلِ سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب ۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی میں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے لیکن بدعتِ حسنہ کے اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۱۲۸)

اور شامی جلد اول ص: ۳۹۳ میں ہے:

"قَدْ تَكُونُ (أَيِ الْبِدْعَةُ) وَاجِبَةً، كَنَصْبِ الْأَدِلَّةِ لِلرَّدِّ عَلَى أَهْلِ الْفِرَقِ الضَّالَّةِ، وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ الْمُفْهِمِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْدُوبَةً كَإِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَةٍ وَكُلِّ إِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، وَمَكْرُوهَةً

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن و حدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی

[1] ......"اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام با لكتاب والسنة، ج ١، ص ١٣٥ .

كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَة كَالتَّوَسُّعِ بِلَذِيذِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالثِّيَابِ كَمَا فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْمُنَاوِيِّ عَنْ تَهْذِيبِ النَّوَوِيِّ ، وَبِمِثْلِهِ فِي الطَّرِيقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبِرْكِلِيِّ اهـ". (۱)

زمانہ میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے۔ جیسے مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا۔ اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ ''مناوی'' کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب ''طریقہ محمدیہ'' میں ہے۔

❁......❁......❁......❁

''طلب العلم فریضة'' سے مراد

حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (ہر مسلمان مرد وعورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے) بوجہ کثرت طرق وتعدد مخارج حدیث حسن ہے اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلبِ علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو ان کا اعم واشمل واعلی واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنّی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالی۔ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلّم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علمِ مسائلِ نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کرسکے، پھر جب رمضان آئے تو مسائلِ صوم، مالکِ نصابِ نامی ہو تو مسائلِ زکوۃ، صاحبِ استطاعت ہو تو مسائلِ حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع وشراء، مزارع پر مسائل زراعت، موجر ومستاجر پر مسائل اجارہ، وعلی ہذا القیاس ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور اِنہیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فردِ بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علمِ قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعُجب وحسد وغیرہا اور اُن کے معالجات، کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یونہی بعینہ ریاء سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے نَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ (ہم اللہ تعالی سے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) تو صرف یہی علوم، حدیث میں مراد ہیں وبس۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۳، ص۶۲۳)

---

(۱)...... "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۵٦.

علم اور علماء کرام

①"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ". [1] (ابن ماجه، مشكوة)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و (عورت) پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی سور کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"قَالَ الشُّرَّاحُ اَلْمُرَادُ بِالعلْمِ مَا لَا مندوحة لِلْعَبدِ من تعلّمه كمعرفةِ الصَّانعِ وَالْعِلمُ بوحْدَانيَّته ونبوَّة رَسُوله و كَيْفِيَة الصَّلاة، فَإنَّ تعلَّمه فَرضُ عينٍ، وَأَمَّا بلوغُ رتبةِ الاجتهَادِ وَالْفُتيا ففرضُ كِفَايَةٍ"۔ [2]

یعنی شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لیے ضروری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا۔ اس لیے کہ ان چیزوں کا علم فرضِ عین ہے اور فتویٰ و اجتہاد کے رتبہ کو پہنچنا فرضِ کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد اول، ص ۲۳۳)

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"مراد بعلم دریں جاعلمے ست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں

یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے۔ مثلاً جب اسلام میں

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، الحديث: ٢٢٤، ج١، ص ١٤٦، "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الفصل الثاني، الحديث: ٢١٨، ج١، ص٦٣.

2 ...... "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الفصل الثاني، الحديث: ٢١٨، ج١، ص٤٧٧.

در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع وصفات وے وعلم به نبوت رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وجز آں از انچه صحیح نیست ایمان بے آں۔ وچوں وقت نماز در آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم۔ وہر گاہ مالك نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوۃ واگر پیش ازاں مرد وتعلم نه کرد عاصی نه باشد۔ وچوں زن خواست علم حیض و نفاس و جُز آں ازانچه متعلق باحکام زن وشوے ست واجب گردد وعلی ہذا القیاس"۔[1]

داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہوگیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہوگیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔ اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا جاننا واجب ہوگیا۔ اور جب ماہ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا۔ اور جب مالکِ نصاب ہوگیا تو زکوۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہوگیا اور اگر مالکِ نصاب ہونے سے قبل مر گیا اور زکوۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہوا۔ اور جب عورت کو (عقد میں) لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زن وشوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہوجاتا ہے۔ وعلی ھذا القیاس۔

(اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۱۶۱)

② "عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ".[2]

(مسلم، مشکوۃ)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

③ "عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے

[1] ...... "اشعة اللمعات"، كتاب العلم، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۳.

[2] ......"صحيح مسلم"، باب في أن الإسناد من الدين إلخ، ص:۱۱.

أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ. [1] (ترمذی، مشکوۃ)

کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر، پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔

④ "عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِساً مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْماً سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيْقاً مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابوالدرداء بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علمِ (دین) حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالبِ علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه إلخ، الحدیث: ٢٦٩٤، ج٤، ص٣١٣، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثانی، الحدیث: ٢١٣، ج١، ص٦٢.

الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَاراً وَلَا دِرْهَماً وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ".(۱)

(ترمذی، أبو داود، مشکوة)

و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ اور علماء انبیائے کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

⑤"عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ.(۲) (بخاری، مسلم، مشکوة)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

⑥"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ إِحْيَائِهَا.(۳)

(دارمی، مشکوة)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علمِ دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

⑦"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک

---

❶......"سنن الترمذی"، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، الحدیث: ۲۶۹۱، ج۴، ص۳۱۲، "سنن أبی داود"، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، الحدیث: ۳۶۴۱، ج۳، ص۴۴۴، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۱۲، ج۱، ص۶۲.

❷......"صحیح البخاری"، کتاب العلم، باب من یرد الله به خیرا إلخ، الحدیث: ۷۱، ج۱، ص۴۲، "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب النهی عن المسألة، الحدیث: ۹۸۔(۱۰۳۷)، ص:۵۱۶، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الأول، الحدیث: ۲۰۰، ج۱، ص۵۹.

❸......"سنن الدارمی"، باب العمل بالعلم و حسن النیة فیه، الحدیث: ۲۶۴، ج۱، ص۹۴، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۵۶، ج۱، ص۶۸.

الشَّيُطَانِ مِنُ أَلْفِ عَابِدٍ". (۱) (ترمذی، مشکوۃ)

عالمِ دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

⑧ "عَنُ أَبِي الدَّرُدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيُهِ وَسَلَّم مَا حَدُّ الْعِلُمِ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهاً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيُهِ وَسَلَّم مَنُ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرُبَعِينَ حَدِيثاً فِي أَمُرِ دِيُنِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهاً وَكُنتُ لَهُ يَوُمَ الْقِيَامَةِ شَافِعاً وَّشَهِيداً. (۲) (مشکوۃ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کر لے تو فقیہ یعنی عالمِ دین ہو جائے تو سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت تک پہنچانے کے لیے دینی اُمور کی چالیس حدیثیں یاد کر لے گا تو خدائے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالمِ دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہ رہوں گا۔

⑨ "عَنُ أَبِي هُرَيُرَةَ قَالَ فِيمَا أَعُلَمُ عَنُ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَبُعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِئَةِ سَنَةٍ مَنُ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيُنَهَا. (۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا۔ (ابوداود، مشکوۃ)

نوٹ :

باتفاق علمائے عرب وعجم چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ٢٦٩٠، ج٤، ص٣١١، "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الفصل الثاني، الحديث: ٢١٧، ج١، ص٦٣.

2 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب العلم الفصل الثالث، الحديث: ٢٥٨، ج١، ص٦٨.

3 ......"سنن أبي داود"، ما يذكر في قرن المئة، الحديث: ٤٢٩١، ج٤، ص١٤٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الفصل الثاني، الحديث: ٢٤٧، ج١، ص٦٧.

⑩ ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ إِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضاً مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا.[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے علم کو سیکھا جس کے ذریعے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اس نے صرف اس لیے سیکھا کہ اس علم سے متاعِ دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔ (ابوداود، مشکوۃ)

⑪ ''عَنْ سُفْیَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ أَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ.[2]

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہلِ علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو اپنے علم کے موافق عمل کریں پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کے انوار و برکات) کو نکال لیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔ (دارمی، مشکوۃ)

⑫ ''عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَآءِ.[3]

حضرت احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بُروں میں سب سے بدترین علمائے سُو ہیں۔ اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں۔ (دارمی، مشکوۃ)

⑬ ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ

---

1 ...... "سنن أبی داود"، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر الله تعالی، الحدیث: ٣٦٦٤، ج٣، ص ٤٥٠، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثانی، الحدیث: ٢٢٧، ج١، ص٦٤.

2 ...... "سنن الدارمی"، باب صیانة العلم، الحدیث: ٥٧٥، ج١، ص١٥٢، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث: ٢٦٦، ج١، ص٦٩.

3 ...... "سنن الدارمی"، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر الله، الحدیث: ٣٧٠، ج١، ص١١٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث: ٢٦٧، ج١، ص٦٩.

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ أَفْتَاہُ وَمَنْ أَشَارَ عَلٰی أَخِیْہِ بِأَمْرٍ یَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ.(۱)

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے بغیر علم کے کوئی فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔ اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔
(ابوداود، مشکوۃ)

ضروری انتباہ:

(۱)......حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر رات بھر عبادت فرماتے۔ یہاں تک پائے مبارک ورم کر جاتے اور صوم وصال یعنی پے در پے روزہ رکھتے، رات میں افطار نہ فرماتے، اور جو مال ملتا سب راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر ڈالتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے، جَو کی روٹی تناول فرماتے، کبھی ایک دو مہینہ تک صرف کھجور اور پانی پر اکتفا فرماتے، کبھی شکمِ اقدس پر پتھر باندھتے، مگر ان باتوں کو اپنی کمزورو نا تو ان امت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا۔ یعنی حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان باتوں کا کسی مسلمان سے مطالبہ نہیں فرمایا چاہے وہ جاہل ہو یا عالم۔ مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے کہ جن باتوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

(۲)......چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام کو اس طرح کہ ایک ایسا غیر مسلم جو دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آ سکتا۔ اور علماء کو نافرمان وگنہ گار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو پھر وہ عالموں کی نصیحت ہرگز نہیں قبول کریں گے۔ نماز وروزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آویں گے اور برائیوں میں مبتلا ہو کر مستحق عذابِ نار ہوں گے۔

❀......❀......❀......❀

---

(۱)......"سنن أبی داود"، کتاب العلم، باب التوقی فی الفتیا، الحدیث: ۳۶۵۷، ج۳، ص۴۴۹، "مشکاۃ المصابیح"، کتاب العلم، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۴۲، ج۱، ص۶۶.

تقدیر کا بیان

①"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ. [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوحِ محفوظ میں ثبت فرمادیا)۔ (مسلم، مشکوۃ)

②"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ أُكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ أُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ. [2]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے بعد) سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو اَبد تک ہونے والا تھا۔ (ترمذی، مشکوۃ)

مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"فَالْأَوَّلِيَّةُ إِضَافِيَّةٌ وَالْأَوَّلُ الْحَقِيْقِيُّ هُوَالنُّوْرُ الْمُحَمَّدِيّ"۔ [3]

یعنی قلم کی اولیت اضافی ہے اور اوّلِ حقیقی نورِ محمدی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص ۱۳۹)

③"عَنْ مَطَرِبْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت مطر بن عُکامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیهما السلام، الحدیث: ١٦ـ(٢٦٥٣)، ص:١٤٢٧، "مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الأول، الحديث: ٧٩، ج١، ص٣٦.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب کتاب القدر، الحدیث: ٢١٦٢، ج٤، ص٦٢، "مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، الحديث: ٩٤، ج١، ص٣٩.

3 ......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، الحديث: ٩٤، ج١، ص٢٨٩.

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم إِذَا قَضَی اللّٰہُ لِعَبْدٍ أَنْ یَّمُوْتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَہٗ إِلَیْہَا حَاجَۃً.(۱)

رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی شخص کی موت کسی زمین پر مقدر کردیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت پیدا کردیتا ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

④ ”عَنْ أَبِیْ خُزَامَۃَ عَنْ أَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَرَأَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْہَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً نَتَّقِیْہَا ہَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئاً قَالَ ہِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ.(۲)

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا فرماتے ہیں آپ منتر کے بارے میں جسے ہم پڑھتے ہیں، اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں، اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم (جنگ وغیرہ میں) اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں خدائے تعالیٰ کی قضاوقدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی خدائے تعالیٰ کی قضاء وقدر سے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

⑤ ”عَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْہُہٗ حَتّٰی کَأَنَّمَا فُقِیءَ فِیْ وَجْنَتَیْہِ الرُّمَّانُ فَقَالَ أَبِہٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِہٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَیْکُمْ إِنَّمَا ہَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ ہٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ أَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْہِ.(۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کررہے تھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو شدتِ غضب سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ گویا انار کے دانے آپ کے عارضِ اقدس پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ کیا میں تمہاری طرف اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ تم سے پہلے تو میں ہلاک نہیں ہوئی مگر جب کہ قضا وقدر کے مسئلہ میں

❶......”سنن الترمذی“، کتاب القدر، باب ما جاء أن النفس تموت إلخ، الحدیث: ۲۱۵۳، ج۴، ص۵۸، ”مشکاۃ المصابیح“، کتاب الإیمان، باب الإیمان بالقدر، الحدیث: ۱۱۰، ج۱، ص۴۲.

❷......”سنن الترمذی“، کتاب القدر، باب ما جاء لا ترد الرقی و لا الدواء إلخ، الحدیث: ۲۱۵۵، ج۴، ص۵۹، ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الطب، باب ما أنزل اللہ داء إلخ، الحدیث: ۳۴۳۷، ج۴، ص۸۸، ”مشکاۃ المصابیح“، کتاب الإیمان، باب الإیمان بالقدر، الفصل الثانی، الحدیث: ۹۷، ج۱، ص۴۰.

❸......”سنن ترمذی“، کتاب القدر، باب ما جاء من التشدید إلخ، الحدیث: ۲۱۴۰، ج۴، ص۵۱، =

انھوں نے مباحثہ کیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اور مکرر قسم دیتا ہوں کہ آئندہ اس مسئلہ میں بحث نہ کرنا۔

(ترمذی، مشکوۃ)

انتباہ :

(۱)......تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ، بدمذہب، اہلِ سنّت و جماعت سے خارج ہے۔

(۲)......خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ لیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو خدائے تعالیٰ بھلائی لکھتا۔ خلاصہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کردیا۔[1] (بہار شریعت)

اور جیسا کہ حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری شرح فقہ اکبر ص:۴۹ میں فرماتے ہیں کہ:

كَتَبَ اللّٰهُ فِيْ حَقِّ كُلِّ شَيْءٍ بِأَنَّهُ سَيَكُوْنُ كَذَا كَذَا وَلَمْ يَكْتُبْ بِأَنَّهُ لِيَكُنْ كَذَا كَذَا.[2]

(۳)......قضا کی تین قسمیں۔ قضائے مبرم حقیقی، قضائے معلق محض، قضائے معلق شبیہ بہ مبرم۔

قضائے مبرم حقیقی:

وہ قضا ہے کہ علمِ الٰہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رُسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب روکنے کے لیے بہت کوشش فرمائی یہاں تک کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ﴾ (پارہ ۱۲ رکوع ۷) یعنی ابراہیم قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔

"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، الحديث: ۹۸، ج۱، ص۴۰.

[1]......"بہارِ شریعت"، ج۱، ص۱۱.

[2]......"شرح الفقه الأكبر"، باب القضاء والقدر إلخ، ص۴۱.

لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضائے مبرم حقیقی تھا اس لیے حکم ہوا:

﴿ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ﴾ (پارہ ۱۲ رکوع ۷)

یعنی اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آئے گا۔ پھیرا نہ جائے گا۔

قضائے معلّق محض:

وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دَوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضا تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا ٹل جاتی ہے۔

قضائے معلق شبیہ به مبرم:

وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلق ہونا مذکور نہیں۔ اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ:

''اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِ مَ'' یعنی بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

(٤)......قضا و قدر کے مسائل عام لوگ نہیں سمجھ سکتے اس میں زیادہ غور و فکر کرنا دین و ایمان کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو پھر ہم لوگ کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے بُرے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔[1] (بہار شریعت)
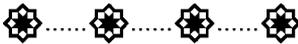
[1]......''بہار شریعت''، ج۱،ص۱۸.

قبر کا عذاب حق ہے

①عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ اَلْاٰيَةُ قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا قَالَ وَيُفْسَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ وَيُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں یہ جو تم میں مبعوث فرمائے گئے تھے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ تمہیں کس نے بتایا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں) تو مردہ کہتا ہے میں نے خدائے تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا تو ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی (حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا) تو خدائے تعالیٰ کے اس قول ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (۱) کا یہی مطلب ہے (یعنی مومن خدائے تعالیٰ کے فضل سے فرشتوں کو جواب دینے میں ثابت رہتا ہے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا تو اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو جنت کا کپڑا

(۱)...... پارہ ۱۳، رکوع ۱۶۔ یعنی خدائے تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ ۱۲ منہ

فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى وَأَصَمُّ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ.(۱)

پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ اور حدِّ نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اب رہ گیا کافر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو کافر مردہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا، پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے تو وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لیے دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لپٹ آتی ہے اور کافر کی قبر اس پر تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرشتہ اس گرز سے کافر کو ایسا مارتا ہے کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے مگر انسان اور جن نہیں سنتے ہیں تو وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے اندر روح لوٹائی جاتی ہے۔ (احمد، ابوداود، مشکوۃ)

---

(۱)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل"، حديث البراء بن عازب، الحديث: ۱۸۵۵۹، ج٦، ص٤١٣،
"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر إلخ، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٣١٦،
"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الحديث: ١٣١، ج١، ص٤٦.

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اشارت بہذا بآں حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا از جہت شہرت امر وحضور او ست در اذہان ما اگرچہ غائب، ست یا باحضار ذات شریف وے در عیان وبایں طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضر می ساختہ باشند تا بمشاہدہ جمال جاں افزائے او عقدہ اشکال کہ در کار افتادہ کشادہ شود و ظلمت فراق بنور لقائے دل کشائے او روشن گردد۔[1]

یعنی ھذا ''یہ'' کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اشارہ کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدس مشہور ہے اور حضور کا تصور ہمارے دلوں میں موجود ہے اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے سامنے رونق افروز نہیں۔ اور یا تو اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کھلم کھلا پیش کی جاتی ہے اس طرح کہ قبر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک لائی جاتی ہے تا کہ ان کے جمالِ جان افزاء سے ان مشکلات کی گرہیں کہ جواب دینے میں پیش آئیں کھل جائیں اور فراق کی تاریکی ان کی دل کشا ملاقات کے نور سے روشن ہو جائے۔
(اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۱۱۵)

② عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقْبِرَ [2] الْمَيِّتُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْآخَرِ النَّكِيرُ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر [3] ہے اور دوسرے کا نکیر، دونوں فرشتے اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس ذاتِ گرامی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو مردہ کہتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں

---

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول، ج ١، ص: ١٢٤.

2 ......أی دفن وھو قید غالبی ۱۲ مرقاۃ۔

3 ......''منکَر'' کاف زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔۱۲منہ۔

فِی سَبْعِینَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهُ فِیهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهُ نَمْ فَیَقُولُ أَرْجِعُ إِلَی أَهْلِی فَأُخْبِرُهُمْ فَیَقُولَانِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِی لَا یُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَیْهِ حَتَّی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِکَ وَإِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا أَدْرِی فَیَقُولَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ أَنَّکَ تَقُولُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْأَرْضِ الْتَئِمِی عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ فَلَا یَزَالُ فِیهَا مُعَذَّبًا حَتَّی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ.[1]

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے بندے اوراس کے رسول ہیں (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر ستر (۷۰) گز لمبی اور ستر (۷۰) گز چوڑی کردی جاتی ہے اس کے بعد قبر میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ ''سوجا'' تو مردہ کہتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں جا کر اس حال سے ان کو آگاہ کردوں۔تو فرشتے کہتے ہیں۔''سو جیسے دولہا سوتا ہے'' جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے کہ جو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہو (تو وہ سو جاتا ہے) یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھائے گا۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اگر مردہ منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا تھا اسی کے مثل میں بھی کہتا تھا۔خود میں کچھ جانتا نہیں تھا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا تو وہ دبائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ (ترمذی،مشکوۃ)

③ عَنْ أَبِی سَعِیدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِی قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّیناً تَنْهَسُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتَّی تَقُومَ السَّاعَةُ، وَلَوْ أَنَّ تِنِّیناً مِنْهَا نَفَخَ فِی الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضْرَاءَ.[2]

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے (۹۹) اژدھے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہیں گے ان اژدھوں میں کا کوئی ایک اگر زمین پر پھنکار دے تو

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، الحدیث: ۱۰۷۳، ج۲، ص۳۳۷، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الحدیث: ۱۳۰، ج۱، ص۴۶.

2 ......''سنن الدارمی''، کتا ب الرقائق، الحدیث: ۲۸۱۵، ج۲، ص۴۲۶، ''مشکاۃ المصابیح''،کتاب =

زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہوجائے۔ (دارمی، مشکوۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ملائکہ و مار و کژدم گزیدن ایشان کہ درا حادیث واقع شدہ است ہمہ بحکم واقع موجود اند نہ محض مثال و خیال و آنکہ مانہ بنییم و نہ دریا بیم در وجود آن زیان نہ داردزیرا کہ عالم ملکوت رابچشم سر نہ تواں دید آنرا چشم دیگر ست۔" (۱)

یعنی فرشتوں اور سانپوں اور بچھوؤں کا مردوں کو تکلیف پہنچانا جیسا کہ احادیث کریمہ میں بیان کیا گیا ہے سب حقیقت میں واقع اور موجود ہیں محض مثال و خیال نہیں۔ اور ہمارا نہ دیکھنا اور معلوم نہ کر پانا ان کے وجود کو مضر نہیں اس لیے کہ عالم ملکوت کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے اس کے لیے ایک دوسری آنکھ چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۱۴)

اور حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

"إِنْ قِيلَ نَحنُ نُشَاهِدُ المیِّتَ عَلٰی حَالِهِ فَكَيفَ يُسئَالُ وَيُقعَدُ وَيُضرَبُ وَلَا يَظْهَرُ أَثَرٌ؟ فَالْجَوَابُ أَنَّهُ مُمْكِنٌ وَله نَظِيرٌ فِي الشَّاهِدِ وَهُوَ النَّائِم فَإِنَّه يَجِدُ لَذَّةً وَأَلَمًا يحسّهُ وَلَا نحسّهُ وَكذَا يَجِدُ اليقظان لذّةً وألَمًا يَسْمَعُهُ وَيتفكَّر فِيهِ وَلَا يشَاهِد ذٰلكَ جَلِيْسه وَكَذٰلكَ كَانَ جبريل يَأتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم فيوحِي بالقرآن المجيد وَلَا يَرَاهُ أَصْحَابُهُ" (۲)

یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم لوگ مردہ کو اس کے حال پر دیکھتے ہیں پھر کیونکر بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے حالانکہ کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے (کہ مردہ کے ساتھ سب کاروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں) اور اس کی نظیر مشاہدہ کی دنیا میں موجود ہے چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت و رنج (کی چیزوں کو) دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم (اس کے پاس رہ کر) نہیں معلوم کر پاتے (کہ سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا

= الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني، الحديث: ١٣٤، ج١، ص٤٧.

(1)...... اشعة اللمعات، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، ج١، ص١٢٣.

(2)...... "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، الحديث: ١٢٥، ج١، ص٣٣٧.

ہے) اوراسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر اور سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا ، اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کی وحی لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے (خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تھے ۔) مگر صحابہ کرام ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے ۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ، جلد اول ، ص ۱۶۳)

انتباہ :

(۱)......مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں ۔ بعض کی قبر پر ، بعض کی چاہ زمزم میں ، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان ، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں ۔ اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر ، بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالا ہے ، بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجین میں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے ۔[1] (بہار شریعت)

(۲)......قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے ۔ اس کا انکار کرنے والا گمراہ بد مذہب ہے ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر مع شرح للملا علی قاری ص :۱۲۱ میں فرماتے ہیں " سُوَالُ مُنْکَرٍ وَ نَکِیْرٍ فِی القبر حق " ، یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے ۔[2]

(۳)......مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا ۔ یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا ۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں : " اَلسُّوَالُ یَشْمَلُ الْاَمْوَاتِ جَمِیْعَهَا حَتّٰی اَنَّ مَنْ مَاتَ وَاَکَلَتْهُ السِّبَاعُ " ، یعنی سوال سب مردوں سے کیا جائے گا ۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد درندے جانور کھالیں تو بھی سوال کیا جائے گا ۔[3] (مرقاۃ جلد اول ص ۱۶۸)

---

[1]...... " بہارِ شریعت " ، ج ۱ ، ص ۱۰۱ .

[2]...... " شرح الفقه الأكبر " ، باب إعادة الروح إلى الميت في قبره حق ، ص ۱۰۰ .

[3]...... " مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح " ، كتاب الإيمان ، الحديث : ۱۳۰ ، ج ۱ ، ص ۳۴۷ .

(٤)......عذابِ قبراور تنعیم قبرحق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔اہلِ سنت و جماعت سے خارج ہے۔حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری شرح فقہ اکبرص:١٢٢میں فرماتے ہیں "عَـذَابُـهُ (أيِ الْـقَبْرِ) حَقٌّ كَائِنٌ لِكُفَّارٍ كُلِّهِمْ أَجْمَعِيْنَ وَلِبَعْضِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَذَا تَنْعِيْمُ بَعضِ الْمُؤْمِنِينَ حَقٌّ"[1]

یعنی قبر کا عذاب حق ہے جو سب کافروں اور بعض (گنہگار) مسلمانوں پر ہوگا اور ایسے ہی تنعیم قبر بعض مومنین کے لیے حق ہے۔

(٥)......جسم اگرچہ گل جائے جل جائے یا خاک ہوجائے مگراس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گےاور وہی مَوْرِدِعذاب وثواب ہوں گے۔ وہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں اوراس قدر باریک ہوتے ہیں کہ نہ کسی خردبین سے نظر آتے ہیں، نہ آگ انہیں جلاتی ہےاور نہ زمین انہیں گلاسکتی ہے۔ یہی جسم کے تخم ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردہ کے منتشر اجزاء کو پہلی ہیئت پر لاکر اِنہیں اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا۔[2] (بہارشریعت)

(٦)......انبیائے عِظَام علیہم الصلوۃ والسلام اولیائے کرام علمائے اَعلام، شہدائے اسلام، حفاظ قرآن جو قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی ہو۔اور وہ لوگ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی، جو شخص انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں یہ خبیث کلمے کہے کہ "مر کے مٹی میں مل گئے" تو وہ گمراہ، بددین خبیث اور مرتکب توہین ہے۔[3] (بہارشریعت، جلداول ص٢٩)

1......"شرح الفقه الأكبر"، باب إعادة الروح إلى الميت فی قبره حق، ص١٠١.

2......"بہارِشریعت"، ج١،ص١١٢.

3......"بہارشریعت"، ج١،ص١١٤.

قیامت کی نشانیاں

① عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ. [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اُٹھالیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہوگی، زنا کاری اور شراب خوری کی کثرت ہوگی۔ مردوں کی تعداد کم ہوگی۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

② عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا، وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، وَعَقَّ أُمَّهُ، وَأَدْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ، وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غنیمت (صرف امرا کی) دولت ٹھہرائی جائے، امانت کو مالِ غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ جب کہ علم کو دین کے لیے نہ حاصل کیا جائے۔ مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا جب کہ آدمی اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا، قوم کا سردار ان کا فاسق ہوگا۔ اور جب قوم کا لیڈر ان میں کا کمینہ آدمی ہوگا اور آدمی کی عزت ان کی برائیوں سے بچنے کے لیے کی جائے گی۔ جب گانے والی عورتیں اور

[1]..."صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب يقل الرجال إلخ، الحديث: ٥٢٣١، ج٣، ص٤٧٢، "صحيح مسلم"، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه إلخ، الحديث: ٩-(٢٦٧١) ص:١٤٣٤.

وَّمَسْخاً وَقَذْفاً، وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعُ.[1]

(قسم قسم) کے باجے ظاہر ہوں گے (علانیہ) شراب پی جائے گی اور جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا۔ سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنسنا، صورتیں مسخ کرنا، پتھروں کا برسنا اور (قیامت کی بڑی بڑی) نشانیوں کا پے در پے ظاہر ہونا کہ گویا وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے لگا تار موتی گر رہے ہیں۔ (ترمذی، مشکوۃ)

③ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالضَّرَمَةِ بِالنَّارِ.[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہوگا۔ (یعنی زمانہ کے حصہ جلد جلد گزرنے لگیں گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا۔ مہینہ ہفتہ کے برابر۔ ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی۔ (ترمذی، مشکوۃ)

④ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی گفتگو پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلع ہوئے تو فرمایا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تم ان نشانیوں کو

1 ...... "سنن الترمذی"، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة حلول إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠، "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب أشراط الساعة، الحديث: ٥٤٥٠، ج٢، ص٢٩٢.

2 ...... "سنن الترمذی"، کتاب الفتن، باب ما جاء فی تقارب الزمن إلخ، الحديث: ٢٣٣٩، ج٤، ص١٤٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب أشراط الساعة، الحديث: ٥٤٤٨، ج٢، ص٢٩٢.

وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيحٌ تَلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ.[1]

نہ دیکھ لو گے۔ پھر ان نشانیوں کا ذکر کیا اور فرمایا دھواں، دجال، دابۃ الارض ۔پچھّم سے سورج کا نکلنا، عیسی ابن مریم کا نازل ہونا۔ یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسنا ، ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرۂ عرب میں۔ اوران کا دسواں وہ آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی۔ اورایک روایت میں ہے کہ وہ آگ عدن کے علاقے سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی اورایک روایت میں دسویں نشانی ایک ہوا بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی۔ (مسلم، مشکوۃ)

⑤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ[2] قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وجَنَّتُهُ نَارٌ.[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا بہت کثرت سے بال ہوں گے۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی۔ (مسلم، مشکوۃ)

⑥ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ أَجْلَى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في الآيات إلخ، الحديث: ٣٩ـ (٢٩٠١)، ص١٥٥١، "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب العلامات بين إلخ، الحديث: ٥٤٦٤، ج٢، ص٢٩٤.

2 ...... مسلم شریف اور مشکوۃ المصابیح میں یہ حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال إلخ، الحديث: ١٠٤ـ(٢٩٣٤) ص:١٥٦٧، "مشكاة المصابيح" كتاب الرقاق، الحديث: ٥٤٧٤، ج٢، ص٢٩٦.

الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ. (۱)

میں سے ہے۔ روشن و کشادہ پیشانی، بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم وستم سے بھری تھی۔ اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔ (ابوداود، مشکوۃ)

⑦ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ. (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا۔ (ابوداود، مشکوۃ)

انتباہ:

(۱)......قیامت کی چند نشانیاں جو احادیث مذکورہ میں بیان کی گئیں ہیں ان میں سے کچھ ظاہر ہو چکیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہوں گی۔ دجال کا فتنہ بہت سخت ہوگا، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا۔ اسے اپنی جنت میں (جو حقیقت میں دوزخ ہوگی) ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے دوزخ میں (جو در حقیقت جنت ہوگی) ڈالے گا۔ مردے جلائے گا زمین سے سبزہ اُگائے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا اسی قسم کے بہت شعبدے دکھائے گا جو حقیقت میں سب جادو کے کرشمے ہوں گے۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہوگا (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (۳) (بہار شریعت)

(۲)......حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا۔ ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے۔ اولیائے کرام

---

1 ......"سنن أبی داود"، کتاب المهدی، الحدیث: ٤٢٨٥، ج٤، ص١٤٥، "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب أشراط الساعة، الفصل الثانی، الحدیث: ٥٤٥٤، ج٢، ص٢٩٣.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان إلخ، الحدیث: ٢٣٤-(١٤٨) ص٨٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب لا تقوم الساعة إلخ، الحدیث: ٥٥١٦، ج٢، ص٣٠٧.

3 ......"بہار شریعت"، ج۱، ص۱۲۰.

انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں گے تو غیب سے آواز آئے گی ''هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْهُ'' یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ سب لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔[1] (بہار شریعت)

(۳)......حضرت عیسی علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر آسمان سے اُتریں گے، فجر کی نماز کا وقت ہوگا۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود ہوں گے۔ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام انہیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس وقت دجال لعین ملک شام میں ہوگا۔ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا۔ وہ بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ مار کر جہنم میں پہنچا دیں گے پھر بحکم الٰہی تمام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے۔[2] (بہار شریعت)

(٤)......جب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام مسلمانوں کے ساتھ پہاڑ پر محصور ہوں گے تو یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا۔ یہ دنیا بھر میں فساد اور قتل و غارت کریں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے وہ خوش ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی انہی حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام ان کی ہلاکت کے لیے دعا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا ایک دم میں وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ اب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام تمام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اُتریں گے۔ دنیا بھر میں اس وقت صرف ایک دین۔ دین اسلام اور ایک مذہب، مذہب اہلِ سنت و جماعت ہوگا۔ چالیس برس تک آپ اقامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی اور بعد وفات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔[3] (بہار شریعت)

(٥)......دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جس کے ہاتھ میں حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی نشان بنائے گا اور انگوٹھی سے

---

1 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۲۴.

2 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۲۲.

3 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۲۴.

ہر کافر کی پیشانی پر ایک سیاہ داغ لگائے گا جو کبھی نہ مٹے گا جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے زندگی بھر اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔[1] (بہار شریعت)

(٦)......حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی روح قبض ہوجائے گی اللہ کہنے والا کوئی نہ بچے گا۔ کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔ چالیس برس تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔ یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اب انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ الصلوۃ والسلام صور پھونکیں گے سب مرجائیں گے۔ آسمان، پہاڑ، زمین یہاں تک کہ صور واسرافیل اور تمام فرشتے فنا ہوجائیں گے سوائے اس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا۔ **لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ** یعنی آج کس کی بادشاہت ہے۔ مگر ہے کون جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا۔ **لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** یعنی صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا۔ اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین وآخرین ملائکہ اور انس وجن وغیرہ سب موجود ہوجائیں گے۔ سب سے پہلے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرِ انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے دستِ مبارک میں حضرت صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا اور بائیں دستِ مبارک میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

گستاخ رسول کافر ہے

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۳۰، ص۳۳۵)

---

[1] ......''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۲۶.

حوضِ کوثر اور شفاعت

① عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِينُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ.[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ (معراج کی رات میں) جب میں جنت کی سیر کررہا تھا تو میرا گزر ایک نہر پر ہوا جس کے دونوں طرف مُجَوَّف یعنی خولدار موتی کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی نہایت خوشبودار خالص مشک کی ہے۔ (بخاری، مشکوۃ)

② عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا.[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کی مسافت ایک مہینہ (کا راستہ) ہے وہ مربع ہے یعنی اس کے چاروں کونے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے چمک اور زیادتی میں آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں جو شخص اس میں سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

③ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب الرقاق، باب فی الحوض، الحديث: ٦٥٨١، ج٤، ص٢٦٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب الحوض إلخ، الحديث: ٥٥٦٦، ج٢، ص٣١٨.

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب الرقاق، باب فی الحوض، الحديث: ٦٥٧٩، ج٤، ص ٢٦٧، "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا وصفاته، الحديث: ٢٧ـ(٢٢٩٢) ص:١٢٥٦.

وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ.[1]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا۔ سرکار نے فرمایا پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا میں نے عرض کیا اگر حضور پل صراط پر نہ ملیں فرمایا تو میزان پر۔ میں نے عرض کیا اگر حضور میزان پر بھی نہ ملیں فرمایا تو پھر حوضِ کوثر پر، میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا)۔ (ترمذی، مشکوۃ)

④ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي.[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میری شفاعت ثابت ہے میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے۔ (ترمذی، ابوداود، مشکوۃ)

⑤ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا.[3]

حضرتِ عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا، میری شفاعت ہر اس شخص کے

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة إلخ، باب ما جاء في شان إلخ، الحديث: ٢٤٤١، ج٤، ص١٩٥، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ٥٥٩٥، ج٢، ص٣٢٦.

2 ...... "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة إلخ، باب ما جاء في الشفاعة، الحديث: ٢٤٤٣، ج٤، ص١٩٨، "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في الشفاعة، الحديث: ٤٧٣٩، ج ٤، ص٣١١، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة إلخ، باب الحوض والشفاعة، الحديث: ٥٥٩٨، ج٢، ص٣٢٧.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة والرقائق إلخ، الحديث: ٢٤٤٩، ج٤، ص١٩٩، "مشكاة =

لیے ہوگی جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑥ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.[1]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت نارِ دوزخ سے نکالی جائے گی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا۔ (بخاری، مشکوۃ)

⑦ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ.[2]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پھر علمائے دین۔ پھر شہدائے اسلام۔ (ترمذی، مشکوۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"تخصیص شفاعت به ایں سه گروه بجهت زیادت فضل و کرامت ایشان ست والا ہمه اہلِ خیراز مسلمانان را ثابت ست"۔[3]

یعنی ان تین گروہ کے ساتھ شفاعت کی تخصیص ان کے فضل و بزرگی کی زیادتی کے سبب ہے ورنہ ہر اہلِ خیر مسلمانان (مثلاً سچا حاجی، باعمل حافظ) کے لیے (بھی شفاعت کا حق) ثابت ہے۔
(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص ۴۰۸)

⑧ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میری امت

= المصابیح"، کتاب أحوال القیامة إلخ، باب الحوض والشفاعة، الحدیث: ٥٦٠٠، ج٢، ص٣٢٧.

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحدیث: ٦٥٦٦، ج ٤، ص٢٦٣، "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، الحدیث: ٥٥٨٥، ج٢، ص٣٢٤.

2 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، الحدیث: ٤٣١٣، ج٤، ص٥٢٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعة، الحدیث: ٥٦١١، ج ٢، ص٣٢٩، "کنز العمال"، کتاب القیامة من قسم الأقوال، الحدیث: ٣٩٠٦٦، ج٧، ص١٧٣.

3 ......اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثالث، ج٤، ص٤٣٢.

وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ [1] وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ. [2]

میں سے بعض لوگ کئی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ ایک قبیلہ کی ، اور بعض لوگ دس سے چالیس کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ صرف ایک آدمی کی۔ یہاں تک کہ میری کل امت جنت میں داخل ہوجائے گی۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑨ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ. [3]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگ جہنم کی آگ کو (پل صراط سے گزرکر) عبور کریں گے۔ پھر اپنے اعمال صالحہ کے مطابق جہنم (کی لپیٹ وغیرہ) سے نجات پائیں گے تو ان میں سے جو سب سے بہتر ہوں گے وہ بجلی چمکنے کے مانند (پل صراط سے) گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مثل پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح، پھر اونٹ سوار کے مانند پھر دوڑنے والے آدمی کی طرح پھر پیدل چلنے کے مثل۔ (ترمذی، دارمی، ابوداود)

انتباہ:

(۱)......قیامت قائم ہونا حق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ [4] (بہارشریعت)

(۲)......قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن بغیر ختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل ہوگا کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدانِ حشر کو جائیں گے کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ میدانِ حشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔ سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ ابھی چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہے اور اس کی پیٹھ دنیا کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منہ اس طرف

---

1 ...... "عُصبَة بضم العين و سكون صادازده (۱۰) تا چهل (۱۲) اشعة اللمعات"۔

2 ......"سنن الترمذی"، كتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، باب ما جاء فی الشفاعة، الحديث: ۲٤٤٨، ج٤، ص١٩٩، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة إلخ، الحديث: ٥٦٠٢، ج٢، ص ٣٢٧.

3 ......"سنن الترمذی"، كتاب التفسير، باب ومن سورة مريم، الحديث: ٣١٧٠، ج٥، ص١٠٨، "سنن الدارمی"، كتاب الرقائق، باب فی ورود النار، الحديث: ٢٨١٠، ج٢، ص٤٢٤.

4 ......"بہارِ شریعت"، ج۱، ص۱۲۹۔

ہوگا گرمی اور تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے۔ پسینہ اس کثرت سے نکلے گا کہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا۔ کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اور گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی اور بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔ بھائی سے بھائی بھاگے گا ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پریشانی کی حالت میں قریب آدھے کے گزر جائے گا اب اہلِ محشر مشورہ کریں گے کہ اپنا کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے حضرت آدم! آپ ابوالبشر ہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجیے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے نجات بخشے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے۔ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرتِ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ مختصر یہ کہ لوگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وغیرہ جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے گریہ وزاری کریں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا کہ یہ میرا رتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ، لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہی آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اب لوگ پھرتے پھراتے ٹھوکریں کھاتے روتے چلاتے دہائی دیتے ہوئے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے عرض کریں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے۔ **اَنَا لَهَا** یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں۔ یہ فرما کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے۔ ارشاد ہوگا:

یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَه یعنی اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.[1] جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہوگا سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔

أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَوَالِدَيْنَا وَأَسَاتِذَتَنَا وَمَشَايِخَنَا وَتَلَامِذَتَنَا وَأَحْبَابَنَا وَجَمِيعَ أَهْلِ السُّنَّةِ شَفَاعَةَ حَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيِّكَ الْمُجْتَبٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ.

(۳)......شفاعت حق ہے اس کا انکار کرنا بدمذہبی و گمراہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”اِنکارِ شفاعت بدعت و ضلالت ست چنانکہ خوارج وبعض معتزلہ بداں رفتہ اند۔[2] (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص ۴۰۸)

اور حضرت مّلا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ:

”فِي شَرحِ مسلم للنووی قَالَ الْقَاضِي عَيَاض رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَذْهَبُ أَهلِ السُّنَّةِ جَوَازُ الشَّفَاعَةِ عَقلاً وَوُجُوبُهَا سَمعًا لِصَرِيحِ قَوله تَعَالٰى ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ وَقَد جَاءَ تِ الْآثَار الَّتِي بَلَغَتْ بِمَجمُوعِهَا التَّوَاتُرَ لِصِحَّةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْآخِرَةِ وَأَجْمَعَ السلفُ الصَّالِحُونَ وَمَنْ بَعدَهُم مِنْ أَهلِ السنَّةِ عَلَيْهَا“.[3]

یعنی امام نووی کی کتاب شرح مسلم میں ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ عقلاً شفاعت جائز ہے اور اس کا وجوب سماعی ہے اس لیے کہ خدائے تعالیٰ نے کھلم کھلا ارشاد فرمایا کہ ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ (سورۃ طٰہٰ، آیۃ ۱۰۹) یعنی اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے رحمٰن نے (شفاعت کرنے کا) اذن دے دیا ہو اور اس کی بات پسند فرمائی ہو۔

---

1 ...... ”بہارِ شریعت“، ج۱، ص۱۳۰۔۱۳۹.

2 ...... ”اشعة اللمعات“، كتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثالث، ج ٤، ص ٤٣٢.

3 ...... ”مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح“، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب الحوض والشفاعة، الحديث: ٥٥٩٨، ج٩، ص ٥٦٤.

اور (اس آیت کریمہ کے علاوہ بہت سی) حدیثیں وارد ہیں۔ جن کا مجموعہ آخرت میں شفاعت کی صحت پر حد تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ شفاعت کے حق ہونے پر سلف صالحین اور ان کے بعد اہلِ سنت و جماعت کا اجماع ہے۔
(مرقاۃ، جلد پنجم، ص ۲۷۷)

(٤)......شفاعت کی چند قسمیں[1] ہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

"نوع اول شفاعت عظمٰی ست که عام ست مر تمامه خلائق را و مخصوص ست به پیغمبر ما صلی الله تعالی علیه وسلم که ہیچ کس را از انبیاء صلوات الله تعالی وسلامه علیہم مجال جرات وا قدام بران نباشد و آں برائے اراحت وتخلیص از طول وقوف در عرصات وتعجیل حساب و حکم کردگار تعالی وتقدس وبرآوردن ازاں شدت ومحنت دوم از برائے درآوردن

یعنی شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمٰی ہے جو کہ تمام مخلوقات کے لیے عام ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی اور نبی کو اس پر جرأت اور پیش قدمی کی مجال نہ ہوگی اور یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے، میدانِ حشر میں دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارا دلانے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے اور قیامت کے دن کی سختی و پریشانی سے نکالنے کے لیے ہوگی۔ دوسری قسم کی شفاعت ایک قوم کو بے حساب جنت میں داخل کرنے

---

[1]...... حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں "اَلشَّفَاعَةُ خَمْسَةُ أَقْسامٍ (أَوَّلُهَا) مُخْتَصَّةٌ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الاِرَاحَةُ مِنْ هَوْلِ الْمَوْقِفِ وَتَعجِيْلُ الْحِسَابِ (الثَّانِيَة) فِي إِدْخَالِ قَومٍ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَهَذِهِ أَيْضًا وَرَدَتْ فِي نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (الثالثة) اَلشَّفَاعَةُ لِقَومٍ اِسْتَوْجَبُوا النَّارَ فَيَشْفَعُ فِيهِمْ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالى (الرابعة) فِيمَن دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُذْنِبِيْنَ فَقَدْ جَاءَتِ الْاَحَادِيْثُ بِإِخْرَاجِهِم مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ نَبِيِّنَا وَالْمَلَائِكَةِ وَإِخْوَانِهِم مِنَ الْمُومِنِيْنَ ثُمَّ يُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالى كُلَّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰه (الخامسة) اَلشَّفَاعَةُ فِي زِيَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِي الْجَنَّةِ لِأَهْلِهَا وَهَذِهِ لَا تُنْكِرُهَا أَيْضًا. (مرقاة، جلد پنجم، ص ۲۷۸)
(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب صفة القيامة إلخ، الحديث: ٥٥٩٨، ج٩، ص٥٦٤)

قومے در بہشت بغیر حساب و ثبوت آں نیز وارد شدہ برائے پیغمبر ما ونزد بعضے مخصوص بحضرت او ست سوم در اقوامے کہ حسنات وسیئات ایشاں برابر باشد وبامدادِ شفاعت بہ بہشت درآیند چہارم قومے کہ مستحق و مستوجب دوزخ شدہ باشند پس شفاعت کند وایشاں را بہ بہشت در آرد پنجم برائے رفع درجات و زیادت کرامات ششم در گناہ گاراں کہ بدوزخ درآمدہ باشند بہ شفاعت بر آیند وایں شفاعت مشترک ست میاں سائر انبیاء وملائکہ وعلماء وشہداء۔ ہفتم در استفتاح جنت ہشتم درتخفیف عذاب از انہا کہ مستحق عذاب مخلد شدہ باشند نہم برائے اہلِ مدینہ خاصہ دہم برائے زیارت کنندگان قبر شریف بروجہ امتیاز واختصاص''۔[1]

کے لیے ہوگی اور یہ شفاعت بھی ہمارے پیغمبر سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ شفاعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری قسم کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی کہ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حق دار ہو چکے ہوں گے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرما کر ان کو جنت میں لاویں گے۔ پانچویں قسم کی شفاعت مرتبے کی بلندی اور بزرگی کی زیادتی کے لیے ہوگی۔ چھٹی قسم کی شفاعت ان گنہگاروں کے بارے میں ہوگی جو کہ جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اس شفاعت میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، فرشتے، علماء اور شہداء بھی شریک ہوں گے۔ ساتویں قسم کی شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔ آٹھویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف کے بارے میں ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ نویں قسم کی شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکارِ اقدس کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے

1 ......"اشعة اللمعات"، کتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأول، ج۴، ص۴۰۴.

اختصاص وامتیاز کے طریقہ پر ہوگی۔ (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص۳۸۲)

(۵)......حوض کوثر جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت ہوا حق ہے۔[1] (بہارشریعت)

(٦)......قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور برائیوں کا بائیں ہاتھ میں۔ اور کافر کا نامۂ اعمال سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔[2] (بہارشریعت)

(۷)......حساب حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔[3] (بہارشریعت)

(۸)......میزان حق ہے اس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے نیکی یا بدی کا پلہ بھاری ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اُوپر اٹھے یعنی دنیا کے جیسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے جھکتا ہے۔[4] (بہارشریعت)

(۹)......حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالیٰ مقامِ محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین وآخرین آپ کی تعریف کریں گے۔[5]

(۱۰)......سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے سب مومنین اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔[6]

پانی کا رنگ

اقول: حقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اُس کا رنگ سپید نہیں میلا مائل بیک گونہ سوادِ خفیف ہے اور وہ صاف سپید چیزوں کے بمقابل آ کر کھل جاتا ہے واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج۳، ص۲۴۴)

1 ......''بہارشریعت''، ج۱، ص۱۴۵.
2 ......''بہارشریعت''، ج۱، ص۱۴۴.
3 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۱۴۱.
4 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۱۴۶.
5 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۱۴۶.
6 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۱۴۷.

جنت کا بیان

① عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ.(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ اس کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کی ماہیت کا خیال گزرا۔ (بخاری، مسلم)

② عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِئَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ.(۲)

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اور ان میں سے اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں دوسری امتوں کی۔ (ترمذی، دارمی، مشکوۃ)

③ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَی الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک منور ہوجائے اور ساری فضا زمین

---

❶......"صحيح البخاری"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة إلخ، الحديث: ۳۲۴۴، ج۲، ص۳۹۱، "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث: ۲-(۲۸۲۴) ص:۱۵۱۶.

❷......"سنن الترمذی"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی كم صف أهل الجنة، الحديث: ۲۵۵۵، ج۴، ص۲۴۴، "سنن الدارمی"، كتاب الرقائق، باب فی صفوف إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ج۲، ص۴۳۴، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ۵۶۴۴، ج۲، ص۳۳۴.

عَلٰی رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.[1]

سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے۔ اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری، مشکوۃ)

④ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ.[2]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے اطراف وجوانب اس سے آراستہ ہو جائیں۔ اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے، جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑤ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا.[3]

حضرت ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ (اے جنت والو) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔ تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور تم آرام سے رہو گے کبھی محنت و مشقت نہ اٹھاؤ گے۔ (مسلم، مشکوۃ)

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب الجهاد و السير، باب الحور العين إلخ، الحديث: ٢٧٩٦، ج٢، ص٢٥٢، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ٥٦١٤، ج٢، ص٣٢٩.

2 ......"سنن الترمذی"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤٧، ج٤، ص٢٤١، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ٥٦٣٧، ج٢ ص٣٣٣.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فی دوام نعيم أهل الجنة، الحديث: ٢٢-(٢٨٣٧) ص:١٥٢١، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب صفة الجنة وأهلها، الفصل الأول، الحديث: ٥٦٢٢-٥٦٢٣، ج٢، ص٣٣١.

⑥ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ. (۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے۔ اور نہ رینٹھ سنکیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (فرحت بخش) ڈکار آئے گی اور ایسا پسینہ آئے گا جو مشک کی خوشبو کے مثل ہوگا۔ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائے گا۔ (جو ان کی زبان پر بے تکلف جاری ہوگا) جیسے کہ سانس جاری ہے۔ (مسلم، مشکوۃ)

⑦ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں، اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلا ہوا دیکھے گا اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ شخص ہوگا جو صبح و شام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا۔ اس کے بعد حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (پارہ

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة وأهلها، الحديث:۱۸۔(۲۸۳۵) ص ۱۵۲۰، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب صفة الجنة وأهلها، الفصل الأول، الحديث: ۵۶۲۰، ج۲، ص۳۳۱.

2 ......"سنن الترمذي"، تفسير القرآن سورة القيامة، الحديث: ۳۳۴۱، ج۵، ص۲۱۸، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة إلخ، باب رؤية الله تعالى، الحديث: ۵۶۵۷، ج۲، ص۳۳۷.

۲۹ سورۃ القیامۃ) یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے۔ (احمد، ترمذی، مشکوۃ)

انتباہ :

(۱)......جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا۔ اگر کسی پرند کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بھنا ہوا ان کے سامنے آجائے گا۔ اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہوگی تو اسی چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

(۲)......ادنیٰ جنتی کے لیے اسّی (۸۰) ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی اور ان کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں کا ایک ادنیٰ موتی ساری دنیا کو روشن کر دے گا۔

(۳)......جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک تخت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

سلام کا جواب دینا

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنے سے جواب ادا ہوجائے گا اگرچہ سنت یہ ہے کہ وعلیکم السلام کہے، آداب، تسلیمات، بندگی کہنا ایک مہمل بات ہے اور خلاف سنت ہے، اس کا جواب کچھ ضرور نہیں، وہاں مصلحت پر نظر کرے۔ اگر صورت یہ ہے کہ اس کا جواب نہ دینے سے وہ متنبہ ہوگا اور آئندہ خلاف سنت سے باز رہے گا تو کچھ جواب نہ دے، اور اگر وہ دنیا کے اعتبار سے بڑا شخص ہے اور اسے جواب نہ دینے میں ضرر و ایذا کا اندیشہ ہے تو ویسا ہی کوئی مہمل جواب دے دے۔ اسی طرح اگر اسے جواب نہ دینے سے کینہ پیدا ہوگا یا اپنی ناواقفی کے باعث اس کی دل شکنی ہوگی جب بھی جواب دینا اولیٰ ہے اور سلام جب مسنون طریقہ سے کیا گیا ہو اور سلام کرنے والا سنی مسلمان صحیح العقیدہ ہو تو جواب دینا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ مگر اجنبی جوان عورت اگر سلام کرے تو دل میں جواب دینا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۴۰۸)

دوزخ کا بیان

① عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ.(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے ایک ہزار برس اور جلایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی سیاہ ہوگئی اب وہ سیاہ وتاریک ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

② عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ.(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ (بخاری، مشکوۃ)

③ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ.(۳)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة طعام إلخ، الحديث: ۲۶۰۰، ج٤، ص۲٦٦، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ٥٦٧٣، ج۲، ص۳٤٠.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أهون أهل النار عذابا، الحديث: ۳٦۲-(۲۱۲) ص۱۳٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، الحديث: ٥٦٦٨، ج۲، ص۳۳۹.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث: ۳۳-(۲۸٤٥)، ص: ۱٥۲٤، =

کے کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔ (مسلم، مشکوۃ)

④ عَنْ أَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ یُهْرَاقُ فِی الدُّنْیَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْیَا.[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہوجائیں۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑤ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِی النَّارِ حَیَّاتٍ کَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَیَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا وَإِنَّ فِی النَّارِ عَقَارِبَ کَأَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْکَفَةِ تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَیَجِدُ حَمْوَتَهَا أَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا.[2]

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں۔ یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان باندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد و زہر چالیس (۴۰) سال تک رہے گا۔ (احمد، مشکوۃ)

⑥ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِیٌّ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِیُّ؟ قَالَ مَنْ لَمْ یَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَلَمْ یَتْرُکْ لَهُ مَعْصِیَةً.[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوگا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! بدنصیب کون ہے؟ فرمایا بدنصیب وہ شخص ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ

= "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، الحدیث: ٥٦٧١، ج٢، ص٣٤٠.

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب صفة الجهنم، الحدیث: ٢٥٩٣، ج٤، ص٢٦٣، "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، باب صفة النار وأهلها، الفصل الثانی، الحدیث: ٥٦٨٢، ج٢، ص٣٤١.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عبد الله بن حارث، الحدیث: ١٧٧٢٩، ج٦، ص٢١٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، الحدیث: ٥٦٩١، ج٢، ص٣٤٣.

3 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الزهد، باب ما یرجی من إلخ، الحدیث: ٤٢٩٨، ج٤، ص٥١٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، الحدیث: ٥٦٩٣، ج٢، ص٣٤٣.

کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)

انتباہ:

(۱)...... جنت و دوزخ حق ہیں۔ ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[1] (بہارشریعت)

(۲)...... دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستّر جزوں میں سے ایک جز ہے۔[2] (بہارشریعت)

(۳)...... حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی نوک برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مرجائیں۔ اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہوجائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب ان کی ہیبت سے مرجائیں اور قسم کے ساتھ بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔[3] (بہارشریعت)

(٤)...... دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی۔[4] (بہارشریعت)

(۵)...... جہنمیوں کو تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ مُنہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گرجائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی خاردار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا۔ وہ گلے میں جاکر پھندا ڈالے گا۔ اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے تو ان کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اس میں گرپڑے گی۔ اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا تو وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔[5] (بہارشریعت)

(٦)...... جہنم والے گدھے کی آواز کی طرح چلاّ کر روئیں گے پہلے آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہوجائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ العیاذ باللہ۔

---

[1] ...... ''بہارِشریعت، ج۱، ص۱۵۰.

[2] ...... ''بہارِشریعت، ج۱، ص۱٦٤.

[3] ...... ''بہارِشریعت، ج۱، ص۱٦۵.

[4] ...... ''بہارِشریعت، ج۱، ص۱٦٦.

[5] ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۱٦۷.

کتاب الطہارۃ

وضو

① عَنْ أَبِی مَالِک الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ.[1]

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (مسلم شریف)

② عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ.[2]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

③ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ.[3]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو (کامل) نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

④ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، الحديث: ۱-(۲۲۳) ص ۱۴۰.

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب خروج الخطايا إلخ، الحديث: ۳۰۰-(۲۴۵) ص:۱۴۹، "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، الفصل الأول، الحديث: ۲۸۴، ج۱، ص۷۲.

3 ......"سنن الترمذی"، باب ما جاء فی التسمية عند الوضوء، الحديث: ۲۵، ج۱، ص۱۰۱، "سنن ابن ماجه"، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی التسمية فی الوضوء، الحديث: ۳۹۷، ج۱، ص۲۴۱.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُ وْا بِأَيَامِنِكُمْ.[1]

علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کپڑا پہنو یا وضو کرو تو اپنے داہنے سے شروع کرو۔ (احمد، ابوداود)

⑤ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي.[2]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے جو انبیائے کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔ (مشکوۃ)

⑥ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔ (احمد، دارمی)

⑦ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کے لیے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لیے مسواک کریں۔ (بخاری، مسلم)

❁......❁......❁......❁

---

1 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، الحديث: ٤٠١، ج١، ص٩٢.

2 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، الحديث: ٤٢٤، ج١، ص٩٥.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عائشه، الحديث: ٢٦٠٧٣، ج١٠، ص٧٨، "سنن الدارمي"، كتاب الطهارة، باب السواك مطهرة للفم، الحديث: ٦٨٤، ج١، ص١٨٤.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، الحديث: ٨٨٧، ج١، ص٣٠٧، "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب السواك، الحديث: ٤٢-(٢٥٢) ص١٥٢.

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں میں خلال کرے پھر بائیں ہاتھ میں لوٹا وغیرہ لے کر دائیں ہاتھ پر انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائے پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار داہنے ہاتھ سے نرم بانسوں تک پانی چڑھائے پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے اوپر کچھ سر کے حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال وکھال کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے۔ اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر پہلے داہنے ہاتھ پر اور پھر بائیں ہاتھ پر سرِ ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے۔ پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اُگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپری حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے

پیشانی تک واپس لائے۔ یا تین تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

ضروری انتباہ:

(۱)......کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔[1]

(بہار شریعت، جلد دوم ص ۹۳)

اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص: ۶۷ میں ہے "إِسَالَةُ الْمَاءِ مَعَ التَّقَاطُرِ وَلَوْ قَطْرَةً وَفِي "الْفَيْضِ" أَقَلُّهُ قَطْرَتَانِ فِي الْأَصَحِّ" اس عبارت کا حاصل معنی یہ ہے کہ تقاطر کے ساتھ پانی بہایا جائے اس طرح کہ عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔[2]

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص: ۴ میں ہے "لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ مَا لَمْ يَتَقَاطَرِ الْمَاءُ" یعنی جب تک کہ اعضائے وضو کے ہر حصہ پر پانی کی بوند یکے بعد دیگرے نہ گزر جائے وضو نہ ہوگا۔[3]

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ "اَلْبَلَلُ بِالْمَاءِ فِي الْمَغْسُولَاتِ لَا يُسْقِطُ الْفَرْضَ" یعنی جن اعضاء کا دھونا فرض ہے انہیں صرف پانی سے بھگو لینے پر فرض ادا نہ ہوگا۔[4]

لہذا جو لوگ وضو کرتے وقت اعضاء پر تیل کی طرح پانی صرف چپڑ لیتے ہیں یا بعض حصہ پر تو پانی بہاتے

---

1 ...... "بہارِ شریعت"، ج۱، ص۲۸۸.

2 ......"الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الطهارة، باب أركان الوضوء أربعة، مطلب في الفرض القطعي والظني، ج۱، ص۲۱۷.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ج۱، ص۳.

4 ......"العناية شرح الهداية"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۱۲.

ہیں اور بعض حصے کو صرف بھگو کر چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً پیشانی کے بالائی حصے، کان کے کنارے، ہاتھ کی کہنیوں اور پاؤں کے ٹخنوں پر تر ہاتھ صرف پھیر لیتے ہیں اور پانی نہیں بہاتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اس لیے کہ قرآن کریم نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے لہذا صرف بھگونے سے وضو نہ ہوگا۔

افسوس صد افسوس آج عوام تو عوام اکثر خواص بھی اس مسئلہ سے لاپرواہی برتتے ہیں اور آیت کریمہ ﴿ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴾ کے مصداق بنتے ہیں۔ (یعنی کام کریں، مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲)...... جب چھوٹے برتن مثلاً لوٹے یا بدھنے سے وضو کر رہا ہو تو گٹوں تک ہاتھ دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گٹوں تک ہاتھ خوب بھگو لے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ میں برتن اُٹھا کر داہنے ہاتھ پر سرِ ناخن سے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر اسی طرح داہنے ہاتھ میں برتن اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے تک تین بار پانی بہائے۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی کان پور ص:۵۹، طحطاوی مصری ص:۳۹، فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۶، اور عنایہ و کفایہ شروح ہدایہ میں ہے "**وَاللَّفْظُ لِلْفَتَاوٰى الْهِنْدِيَةِ كَيْفِيَّتُهُ إِنْ كَانَ الْإِنَاءُ صَغِيرًا أَنْ يَأْخُذَهُ بِشِمَالِهِ وَيَصُبَّ الْمَاءَ عَلَى يَمِينِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَأْخُذَهُ بِيَمِينِهِ وَيَصُبَّهُ عَلَى يَسَارِهِ كَذٰلِكَ**"[1]

اور مراقی الفلاح مع طحطاوی مصری ص:۴۴ میں ہے۔ "**وَيَسُنُّ الْبِدَاءَةُ بِالْغَسْلِ مِنْ رُؤُوسِ الْأَصَابِعِ**"[2]

(۳)...... بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چلّو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دُھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح منہ دھلنے میں منہ نہیں دُھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔[3]

1...... "الفتاوى الهندية" كتاب الطهارة، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ج١، ص٦، "شرح الوقاية"، باب سنن الوضوء إلخ، ص٦٢، "العناية شرح الهداية"، كتاب الطهارة، ج١، ص١٨، "الكفاية شرح الهداية"، كتاب الطهارة، ج١، ص١٩، "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، فصل في سنن الوضوء، ص٦٦.

2...... "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، ص٧٤.

3...... "بہارِ شریعت"، ج۱، ص۲۹۸.

(٤)......وضو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط ضروری ہے۔ پیشانی کے اوپر بال جمنے کی جگہ سے پانی کا بہنا فرض ہے۔ داڑھی مونچھ اور بھوؤں کے بال اگر اتنے چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال جھلکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے صرف بالوں کا دھونا کافی نہیں۔ آنکھ اندر گھسی ہو تو آنکھ اور بھوؤں کے درمیانی حصہ پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے۔ منہ دھوتے وقت آنکھیں اور ہونٹ سمیٹ کر زور سے بند نہ کرے ورنہ کچھ حصہ رہ جانے کی صورت میں وضو نہ ہوگا۔ بعض وقت آنکھ میں کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے اسے چھڑا کر پانی بہانا ضروری ہے۔ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ یعنی کنپٹی پر کان کے کنارے تک پانی بہانا فرض ہے اس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ناک کے سوراخ میں کیل وغیرہ ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔ جتنی داڑھی چہرے کی حد میں ہو اس کا دھونا فرض ہے اور لٹکی ہوئی داڑھی کا مسح کرنا سنت اور دھونا مستحب ہے۔ پانی بہانے میں انگلیوں کی گھائیوں اور کروٹوں کا لحاظ ضروری ہے خصوصاً پاؤں میں کہ اس کی انگلیاں قدرتی طور پر ملی رہتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہو اس کا دُھلنا ضروری ہے۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو اور ایک ایک بال کا جڑ سے نوک تک ڈھل جانا ضروری ہے چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ دینا ہر گز کافی نہ ہوگا۔ کہنیوں پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے کہ اکثر بے احتیاطی میں ڈھلتی نہیں صرف تر ہو کر رہ جاتی ہیں بلکہ بعض لوگوں کی کہنیاں تر بھی نہیں ہوتیں۔ انگوٹھی، چوڑی، کلائی کے زیورات اور پاؤں کے ہر وہ زیور جو ٹخنے پر یا ٹخنے سے نیچے ہوں انہیں ہٹا کر ان کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے۔ پورے سر کا مسح سنت ہے۔ اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ بعض لوگ صرف انگلیوں کے سرے سر پر گزار دیتے ہیں جو فرض کی مقدار کو بھی کافی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کا مسح یہ ہے کہ ٹوپی اٹھا کر پھر سر پر رکھ دیتے ہیں اور بس۔ ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا اور ان کی نمازیں بے کار ہوتی ہیں۔ پاؤں دھونے میں ٹخنوں، تلوؤں، ایڑیوں اور کونچوں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اکثر بے احتیاطی میں یہ حصے دھلنے سے رہ جاتے ہیں اور وضو نہیں ہوتا۔

(٥)......عضو کے ہر حصہ پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کے لیے کئی چلو پانی لینا پڑے اس لیے کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ پورے عضو پر تین بار پانی بہانا سنت ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول ص:۸۳ میں ہے ''**وَتَثْلِیثُ الْغَسْلِ الْمُسْتَوْعِبِ وَلَا عِبْرَةَ لِلْغَرَفَاتِ**'' (1) لہذا تین چلو پانی

(1)......"الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في منافع الصلاة، ج۱، ص۲۵۷.

لینے کو سنت سمجھنا غلطی ہے۔

(٦)......وضو کے پانی کے لیے شرعاً کوئی مقدار معین نہیں جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص:۳۲٦ میں ہے۔''اَلإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ لَا يُشْتَرَطُ قَدْرٌ مُعَيَّنٌ فِي مَاءِ الْوُضُوءِ وَالغُسْلِ''[1]

لہذا اتنا زیادہ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کرے کہ سنت ادا نہ ہو۔ بعض لوگ صرف ایک چھوٹے سے پانی کے لوٹے سے وضو بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ انہیں دھونے اور بھگونے کا فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۷)......اگر اتنا پانی نہ ہو کہ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا جا سکے تو دو دو بار دھوئے اور اگر دو دو بار دھونے کے کافی نہ ہو تو ایک ایک بار دھوئے اور اگر اتنا بھی نہ ہو کہ منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک بار دھو سکے تو اب تیمّم کر کے نماز پڑھے۔

(۸)......غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں۔[2] (بہارشریعت) درمختار مع شامی جلد چہارم ص:۵۳۱ میں ہے ''لَا تَصِحُّ هِبَةُ صَغِيرٍ''[3]

(۹)......بعض مسجدوں میں چھوٹے حوض یا کسی بڑے برتن میں پانی ہوتا ہے اکثر لوگ جو بے وضو ہوتے ہیں ہاتھ دھوئے بغیر چھوٹے برتن سے پانی نکالتے ہوئے انگلی کا پور یا ناخن پانی میں داخل کر دیتے ہیں اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔

(۱۰)......ڈول، بالٹی، گھڑا، لوٹا یا پاٹ کے پانی میں بے وضو آدمی کے بے دھلے ہاتھ کا ناخن یا انگلی کا پور چلا گیا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا۔ اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ اور اگر پہلے ہاتھ دُھولیا تو جو حصہ دُھلا ہوا سے پانی میں ڈال سکتے ہیں پانی مستعمل نہ ہوگا لیکن اگر ہاتھ دھو لینے کے بعد کوئی سبب وضو ٹوٹنے کا پایا گیا مثلاً ریاح خارج ہوئی یا پیشاب کیا تو اب ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔

(۱۱)......مستعمل پانی کو وضو کے قابل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو پانی مستعمل نہ ہو اسے مستعمل میں

1......"مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح"، کتاب الطھارۃ، الحدیث: ۴۳۹، ج۲، ص۱۴۳.

2......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۳۳۴.

3......"الدر المختار ورد المحتار"، کتا ب الھبۃ، ج۸، ص۵٦۸.

اس قدر ملا دیا جائے کہ مستعمل کم اور غیر مستعمل زیادہ ہو جائے۔ یا مستعمل کے برتن میں غیر مستعمل پانی اتنا ڈالا جائے کہ وہ برتن بھر کر بہنے لگے تو سب پانی قابلِ وضو ہو جائے گا۔[1] (درمختار مع ردالمحتار)

(۱۲)......ناخن پالش استعمال کیا جس سے ناخنوں پر ہلکی تہ جم گئی تو اگر ناخنوں سے پالش صاف کیے بغیر وضو کیا تو وضو نہ ہوا۔

(۱۳)......استنجاء کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسے پھینک دینا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

(۱۴)......وضو کے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینا حرام ہے اور کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔

(۱۵)......جو وضو نمازِ جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

ناک، کان چھیدنا جائز ہے

درمختار میں ہے کہ لڑکی کے کان چھیدنے میں بطور استحسان کوئی مضائقہ نہیں کیا ناک چھیدنا بھی جائز ہے۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا، لیکن علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کام عورتوں کی زیبائش میں شامل ہے جیسا کہ بعض شہروں میں رواج ہے تو پھر یہ بالیوں کے لئے کان چھیدنے کی طرح کا عمل ہے۔ اور علامہ سندھی مدنی نے فرمایا شوافع نے اس کے جائز ہونے کی تصریح کی ہے۔ ان دونوں باتوں کو علامہ شامی نے نقل کرنے کے بعد برقرار رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی مگر ممانعت نہیں فرمائی، یہ دکھ پہنچانا صرف زیب و زینت کے لئے ہوگا، اور اس طرح یہ بھی ہے کیونکہ دونوں کا حکم مساوی ہے۔ پس اس کا جائز ہونا دلالت نص کی بنیاد پر ثابت ہو گیا اس علم سے جس میں مجتہد و غیر مجتہد مشترک ہیں جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۳، ص۴۸۲)

[1]......"الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج ۱، ص ۳۶۲.

وضو توڑنے والی چیزیں

① عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ.(۱)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے۔(ترمذی، ابوداود)

② عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءِ.(۲)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مذی کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مذی نکلنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔(یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔(ترمذی)

③ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُهُ.(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص لیٹ کر نیند سے سو جائے اس پر وضو واجب ہے اس لیے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔(ترمذی، ابوداود)

انتباہ:

(۱)......انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں اس لیے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔(۴)(بہار شریعت، جلد دوم ص ۱۰۷)

---

❶......"سنن الترمذي"، كتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية إلخ، الحديث: ١١٦٩، ج٢، ص٣٨٨، "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب إذا أحدث في صلاته إلخ، الحديث: ١٠٠٥، ج١، ص٣٧٦.

❷......"سنن الترمذي"، كتاب الطهارة، باب ما جاء في المني والمذي، الحديث: ١١٤، ج١، ص١٦٥.

❸......"سنن الترمذي"، كتاب الطهارة، باب ما جاء في الوضوء من النوم، الحديث: ٧٧، ج١، ص١٣٥، "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الوضوء من النوم، الحديث: ٢٠٢، ج١، ص١٠٠.

❹......"بہارِ شریعت"، ج۱، ص۳۰۸.

درمختار نیز ردالمحتار جلداول ص:۱۰۱، اور بحرالرائق جلداول ص:۳۹ میں ہے ''وَاللَّفْظُ لِلْبَحْرِ الرَّائِقِ أَنَّ النَّوْمَ مُضْطَجِعًا نَاقِضٌ إِلَّا فِي حَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَّحَ فِي الْقُنْيَةِ''.[1]

اورسعایہ جلداوّل ص:۲۳۶ میں ہے ''أَنَّ نَوْمَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِنَاقِضٍ لِقَوْلِهِ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ جَمْعٌ مِمَّنْ صَنَّفُوا عَلَيْهِ فِي الْخَصَائِصِ اهـ''[2]

اور بخاری شریف جلداول ص:۵۰۴ میں ہے ''اَلْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ'' (الحدیث) یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اوران کے قلوب بیدار رہتے ہیں۔[3]

(۲)......عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے تو صحیح نہیں ہے۔[4] (بہارشریعت، جلد دوم)

(۳)......مندرجہ ذیل چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، منی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلنا۔ مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج ہونا۔ خون یا پیپ یا زرد پانی کا کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہنا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ کھانا یا پانی یا صفرا کی منہ بھر قے آنا۔ اس طرح سو جانا کہ جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں۔ بے ہوش ہونا، جنون ہونا، غشی ہونا، کسی چیز کا اتنا نشہ ہونا کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں۔ بالغ آدمی کا رکوع وسجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں۔ دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا، (اور یہ آنسو ناپاک ہے) مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو ناقض وضو ہے۔[5] (بہارشریعت)

❁......❁......❁......❁

---
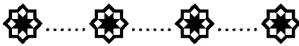
1 ......"الدر المختار وردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض، ج۱، ص۲۹۸، "البحر الرائق"، کتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ج۱، ص۷۵.

2 ......"سعايه" ج۱، ص ۲۳٦.

3 ......"صحيح البخاری"، کتاب المناقب، باب کان النبی صلی الله عليه وسلم تنام عيناه ولا ينام قلبه، الحديث: ۳۵۷۰، ۲، ص۴۹۲.

4 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۳۰۹ .

5 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۳۰۳۔۳۰۷.

استنجاء

① عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ.[1]

حضرتِ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب استنجاء خانہ میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے (اس لیے کہ اس پر " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه"[2] نقش تھا)۔(ابوداود، ترمذی)

حضرتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"از یں جا معلوم شد کہ داخل متوضا را باید کہ چیزے را کہ دروے نامِ خدا ورسول خدا وقرآن ست باخود نبرد ودر بعض شروح گفتہ کہ ایں شامل ست اسمائے تمام انبیاء را صلوت اللہ وتسلیماتہ علیہم اجمعین "[3]

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ ایسی چیز کہ اس میں خدا اور رسول کا نام یا قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اسے اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور بعض شروح میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اسماء کو بھی شامل ہے۔(اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۲۰۱)

② عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.[4]

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب استنجاء خانہ میں داخل ہوتے تو أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ والخبائث۔[5]

---

1. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الخاتم إلخ ، الحديث: ١٩، ج١، ص ٤١، "سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين، الحديث: ١٧٥٢، ج٣، ص٢٨٩.
2. ...... "صلى الله عليه وسلم".
3. ......"اشعة اللمعات"، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الأول، ج ١، ص ٢١٧.
4. ......"مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، با ب آداب الخلاء، الحديث: ٣٣٧، ج١، ص ٨١.
5. ...... "یعنی اے اللہ! میں پلیدی اور شیاطین سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔۱۲ منہ"۔

③ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا.[1]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ (یا پیشاب) کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی جانب پیٹھ کرو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی باب الاستنجاء میں فرماتے ہیں کہ:

''مذہب امام اعظم ابوحنیفه آن ست کہ استقبال قبله واستدبار آں در بول و غائط حرام ست چه در صحراء و چه در خانہا''[2]

یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب و پاخانہ کرنے میں قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے خواہ جنگل میں ہو یا گھروں میں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۹۸)

④ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ.[3]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک بیٹھتے ہوئے زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے۔ (ترمذی، ابوداود)

⑤ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ.[4]

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ کے اندر ہرگز پیشاب نہ کرے۔ (ابوداود، نسائی)

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الوضوء، باب لا تستقبل القبلة إلخ، الحدیث: ۳۹۴، ج ۱، ص ۱۵۵، "صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب الا ستطابة، الحدیث: ۵۹ـ(۲۶٤)ص ۱۵۵.

2 ......"اشعة اللمعات"، کتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الأول، ج ۱، ص ۲۱۳.

3 ......"سنن الترمذی"، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی استتار عند الحاجة، الحدیث: ١٤، ج ۱، ص ۹۲، "سنن أبی داود"، کتاب الطهارة، باب کیف التکشف إلخ، الحدیث: ١٤، ج ۱، ص ۳۹.

4 ......"سنن النسائی"، کتاب الطهارة، باب الکراهیة فی البول فی الجحر، الحدیث: ۳٤، ص ١٤.

⑥ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَآنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ.[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کررہا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو اس کے بعد میں نے کھڑے ہوکر کبھی پیشاب نہ کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

انتباہ:

(۱)......طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرسکتے ہیں اسے پھینک دینا اسراف ہے۔[2] (بہارشریعت)

(۲)......تہبند اور لنگی پہننے والے پیشاب کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر بیٹھ جاتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے۔ اس لیے کہ لوگوں کے سامنے ستر بالا جماع فرض ہے۔[3] (بہارشریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد اول ص:۲۸۲ میں ہے: ''إِذَا كَانَ خَارِجَ الصَّلَاةِ يَجِبُ السَّتْرُ بِحَضْرَةِ النَّاسِ إِجْمَاعًا''[4]

اور درمختار میں ہے: ''هِيَ لِلرَّجُلِ مَا تَحْتَ سُرَّتِهِ إِلَى مَا تَحْتَ رُكْبَتِهِ''[5]

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۵۴ میں ہے ''رُكْبَتُهُ عَوْرَةٌ عِنْدَ عُلَمَائِنَا جَمِيعًا هٰكَذَا فِي الْمُحِيطِ''[6]

اور بہارِشریعت جلد سوم ص:۲۵۰ میں ہے کہ بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہے۔[7]

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی النهی عن البول قائما، ج۱، ص۹۰، "سنن ابن ماجه"، کتاب الطهارة، باب فی البول قاعدا، الحدیث: ۳۰۸، ج۱، ص۱۹۶.

2 ......''بہارِشریعت''، ج۱،ص۴۱۳.

3 ......''بہارشریعت''، ج۱،ص۴۷۹.

4 ......"رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی سترالعورة، ج۲، ص۹۳.

5 ......"الدر المختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی سترالعورة، ج۲، ص۹۳.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الفصل الأول فی الطهارة و ستر العورة، ج۱، ص۵۸.

7 ......''بہارِشریعت''، ج۱،ص۴۸۱.

غسل

① عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ.(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔ فرمایا غسل کرے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے خواب کا یقین ہے اور تری نہیں پاتا فرمایا اس پر غسل نہیں۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ہاں، عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔ (ترمذی، ابوداود)

② عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ.(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہم بستری کرے تو غسل واجب ہوگیا اگرچہ منی نہ نکلے۔ (بخاری، مسلم)

③ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب جنب ہوتے پھر کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جس طرح کہ

❶ ......"سنن الترمذي"، كتاب الطهارة، الحديث: ١١٣، ج١، ص١٦٤، "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، الحديث: ٢٣٦، ج١، ص١١٢، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٤٤١، ج١، ص ٩٨.

❷ ......"صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب إذا التقى الختانان، الحديث: ٢٩١، ج١، ص١١٨، "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب نسخ الماء من الماء إلخ، الحديث: ٨٧-(٣٤٨) ص١٨٩.

لِلصَّلاةِ.[1]

نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

④ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ.[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لیے ہر بال دھوؤ اور بدن کو صاف ستھرا کرو۔ (ابوداود، ترمذی)

مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

" فَلَوْبَقِيَتْ شَعْرَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا الْمَاءُ بَقِيَتْ جَنَابَتُهُ". [3]

یعنی اگر ایک بال بھی پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔ (مرقاۃ، جلد اول، ص ۳۲۷)

⑤ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ.[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتداء یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر اِن سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر دونوں ہاتھ سے تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہاتے اور امام مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور (جب غسل) شروع فرماتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ

---

1. ......"صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب إلخ، الحديث: ٢٢ـ(٣٠٥) ص١٧٣.
2. ......"سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الغسل من الجنابة، الحديث: ٢٤٨، ج١، ص١١٧، "سنن الترمذي"، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن تحت كل شعرة جنابة، الحديث: ١٠٦، ج١، ص١٦٠.
3. ......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، الحديث: ٤٤٣، ج٢، ص١٤٦.
4. ......"صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الحديث: ٢٤٨، ج١، ص١٠٥، "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، باب الغسل، الفصل الأول، الحديث: ٤٣٥، ج١، ص٩٧.

پر پانی ڈالتے بعدہ اپنی شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

انتباہ:

(۱)......غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست یعنی پیشاب یا پاخانہ یا منی وغیرہ ہوتو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہاتا ہوتو پاؤں بھی دھولے۔اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے۔ پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائے۔اور پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ پھر غسل کرنے کی جگہ سے الگ ہٹ جائے۔اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھویا تھا تو اب دھولے اور فوراً کپڑا پہن لے۔

(۲)......پردے کی جگہ میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے ہاں عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔[1] (بہارشریعت)

(۳)......لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر نہانا یا اتنا باریک کپڑا پہن کر نہانا کہ بدن جھلکے سخت ناجائز وحرام ہے۔(عامہ کتب)

(٤)......منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوکر عضو سے نکلنا، احتلام ہونا، حشفہ کا داخل ہونا، حیض سے فارغ ہونا، نفاس کا ختم ہونا۔ان تمام صورتوں میں غسل کرنا فرض ہے۔اور جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔[2] (بہارشریعت)
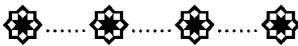
خواب میں سفر

خواب میں سفر اگر مذموم بات کے لئے نہ ہوتو دلیل ظفر اور مرض سے صحت ہے لِحَدِیْثِ سَافِرُوْا تَصِحُّوا سفر کرو تاکہ تندرست رہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ج۲۳،ص۲۶۷)

---

1 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱،ص۳۲۰.

2 ...... ''بہار شریعت''، ج۱،ص۳۲۱۔۳۲۴.

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت

① عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔ (مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"کنایت ست از بزرگی و گردن فرازی ایشاں دراں روز" (۲) (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۳۱۲)

یعنی اِس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اوراعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔

② عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ.(۳)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جوشخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

③ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَ أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب إلخ، الحديث: ۱۴ ـ(۳۸۷)ص ۲۰۴.

2 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۳۳۴.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الأذان، الحديث: ۲۰۶، ج ۱، ص ۲۴۸، "سنن ابن ماجه"، كتاب الأذان والسنة فيها، باب فضل الأذان إلخ، الحديث: ۷۲۷، ج ۱، ص ۴۰۲.

قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي.(۱)

کہوتو جلدی جلدی کہواور اذان وتکبیر کے درمیان اتنا فاصلہ رکھو کہ فارغ ہوجائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو رفع کرنے سے اور تاوقتیکہ مجھے دیکھ نہ لو نماز کے لیے کھڑے نہ ہو۔ (ترمذی)

④ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ إِنِّي لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ أَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ حَتَّى إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَقَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ.(۲)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان پڑھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے کہے۔ یہاں تک کہ جب مؤذن نے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہا تو حضرت معاویہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہا اور جب مؤذن نے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہا تو حضرت معاویہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہا اور اس کے بعد حضرت معاویہ نے وہی کہا جو مؤذن نے کہا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے۔ (احمد، مشکوۃ)

انتباہ:

(۱)......اذان مئذنہ پر یا خارج مسجد پڑھی جائے۔ داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ ومنع ہے۔ خواہ اذان پنج وقتی نماز کے لیے ہو یا خطبہ جمعہ کے لیے دونوں کا حکم ایک ہے۔(۳) (عالمگیری، فتح القدیر، بحر الرائق، طحطاوی، وغیرہ)

---

❶......"سنن الترمذی"، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الترسل فی الأذان، الحدیث: ۱۹۵، ج۱، ص۲۳۹، "مشکاة المصابیح"، کتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الثانی، الحدیث: ٦٤٧، ج۱، ص۱۳۸.

❷......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث معاویة بن أبی سفیان، الحدیث: (۱٦۸۳۱) ج٦، ص۱۳، "مشکاة المصابیح"، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان إلخ، الحدیث: ٦٧٥، ج۱، ص۱٤۳.

❸......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی کلمات الأذان إلخ، ج۱، ص۵۵، "فتح القدیر"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص۲۵۰، حاشیة الطحطاوی، باب الأذان وغیره، ص۱۹۷.

(۲)......ناسمجھ بچے، جُنب اور فاسق اگر چہ عالم ہی ہوان کی اذان مکروہ ہے لہذا ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔[1] (درمختار، بہارشریعت)

(۳)......اذان میں حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سُن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص۱۲۲، اور ردالمحتار جلد اول مصری ص:۲۷۹ میں ہے:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفُرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، كَذَا فِي "كَنْزِ الْعِبَادِ" "قُهُسْتَانِي" وَنَحْوِهِ فِي "الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ"[2]

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُنے تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اور پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی رکابِ اقدس میں اسے جنت لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

(٤)......اذان واقامت کے درمیان صلوۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جائز و مستحب ہے۔ اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرح میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے اسلام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کے لیے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۵۳ میں ہے "وَالتَّثْوِيبُ حَسَنٌ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا فِي الْمَغْرِبِ هٰكَذَا فِي شَرْحِ النُّقَايَةِ

---

[1] ......"الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ج٢، ص٧٥. "بہارشریعت"، ج۱، ص۴۶۶.

[2] ......"حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص٢٠٥. "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٩٨٤.

لِلشَّیْخِ أَبِی الْمَکَارِمِ وَھُوَ رُجُوعُ الْمُؤَذِّنِ إِلَی الْإِعْلَامِ بِالصَّلَاۃِ بَیْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَۃِ. وَتَثْوِیبُ کُلِّ بَلْدَۃٍ عَلَی مَا تَعَارَفُوہُ إِمَّا بِالتَّنَحْنُحِ أَوْ بِالصَّلَاۃِ الصَّلَاۃَ أَوْ قَامَتْ قَامَتْ؛ لِأَنَّہُ لِلْمُبَالَغَۃِ فِی الْإِعْلَامِ وَإِنَّمَا یَحْصُلُ ذٰلِکَ بِمَا تَعَارَفُوہُ. کَذَا فِی الْکَافِی". (١)

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے۔ وَیُثَوِّبُ بَعْدَ الْأَذَانِ فِی جَمِیعِ الْأَوْقَاتِ لِظُھُورِ التَّوَانِی فِی الْأُمُورِ الدِّینِیَّۃِ فِی الْأَصَحِّ وَتَثْوِیبُ کُلِّ بَلَدٍ بِحَسَبِ مَاتَعَارَفَہُ أَھْلُھَا". (٢)

اورمرقاۃ شرح مشکوۃ لملاعلی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری جلداول ص:۴۱۸ میں ہے وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَأَخِّرُونَ التَّثْوِیبَ فِی الصَّلَوَاتِ کُلِّھَا. (٣)

اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص:۲۷۳ میں اذان کے بعد خاص صلاۃ وسلام پڑھنے کے متعلق تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "التَّسْلِیمُ بَعْدَ الْأَذَانِ حَدَثَ فِی رَبِیعِ الْآخِرِ سَنَۃَ سَبْعِ مِئَۃٍ وَإِحْدَی وَثَمَانِینَ وَھُوَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ اھ مُلَخَّصاً" یعنی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ "پڑھنا ماہِ ربیع الاخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔ (٤)

(٥)......اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مکبّر جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۵۳ میں ہے۔ "إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْإِقَامَۃِ یُکْرَہُ لَہُ الِانْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰکِنْ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَہُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کَذَا فِی الْمُضْمَرَاتِ". (٥)

اور ردالمحتار جلد اول ص:۳۸۰ میں ہے: "وَیُکْرَہُ لَہُ الِانْتِظَارُ قَائِمًا، وَلٰکِنْ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُومُ إِذَا بَلَغَ

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی فی کلمات الأذان إلخ، ج١، ص٥٦.

2 ......"مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح"، ص١١٩.

3 ......"مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح"، باب الأذان، الحدیث: ٦٤٦، ج٢، ص٣٣٨.

4 ......"الدر المختار ورد المحتار"، باب الأذان، مطلب فی أول من بنی المنائر للأذان، ج٢، ص٧٠.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی فی کلمات الأذان إلخ، ج١، ص٥٧.

الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"۔[1]

(٦)......جولوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبّر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اُٹھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۵۳ میں ہے:

"يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ".[2]

یعنی علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اور یہی صحیح ہے۔

اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص:۱۳۶ میں ہے:

يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.[3]

یعنی امام اور مقتدی حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص:۴۱۹ میں ہے۔ يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.[4]

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص:۳۲۱ میں فرماتے ہیں کہ:

فقہا گفتہ اند مذہب آن ست کہ نزد حی علی الصلوۃ باید برخاست۔[5]

یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کے وقت اُٹھنا چاہیے۔

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ إلخ، ج۲، ص۸۸.

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی فی کلمات الأذان إلخ، ج۱، ص۵۷.

3 ......"شرح الوقایۃ"، کتاب الصلاۃ، ص۱۵۵.

4 ......"مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص۳۳۹.

5 ......"اشعۃ اللمعات"، کتاب الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۳۴۴.

نماز

① عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَیْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقَی مِنْ دَرَنِهِ شَیْءٌ قَالُوا لَا یَبْقَی مِنْ دَرَنِهِ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا.[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ان کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی، اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

② عَنْ أَبِی ذَرٍّ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّ الصَّلَاةَ یُرِیدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا یَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.[2]

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ یہ پتے درخت سے

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب مواقیت الصلاة، الحدیث: ٥٢٨، ج١، ص١٩٦، "صحیح مسلم"، الحدیث: ٢٨٣ ـ (٦٦٧) ص٣٣٦، "مشکاة المصابیح"، الحدیث: ٥٦٤، ج١، ص ١٢٢.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی ذر الغفاری، الحدیث: ٢١٦١٢، ج٨، ص١٣٣.

جھڑ رہے ہیں۔(احمد)

③ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ.[1]

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور صبح سویرے بازار کی طرف گیا وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا۔(ابن ماجہ)

④ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْماً فَقَالَ : مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَبُرْهَاناً وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوراً وَلَا بُرْهَاناً وَلَا نَجَاةً، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ.[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کے لیے نور کا سبب ہوگی ۔ کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لیے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ بخشش کا ذریعہ اور وہ قیامت کے دن قارون فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔(احمد، دارمی، بیہقی)

⑤ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا.[3]

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہوجائے، دوسرے جنازہ میں جب کہ وہ تیار ہو

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، الحديث: ٢٢٣٤، ج٣، ص٥٣.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦٥٨٧، ج٢، ص٥٧٤، "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، الحديث: ٢٧٢١، ج٢، ص٣٩٠، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٥٧٨، ج١، ص١٢٤.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في تعجيل الجنازة، الحديث: ١٠٧٧، ج٢، ص٣٣٩.

جائے، تیسرے بیوہ کے نکاح میں جب کہ اس کا کفول جائے۔ (ترمذی)

⑥ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھے ہوئے سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب سورج پیلا پڑ جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے بیچ میں آ جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار چونچ مار لیتا ہے نہیں ذکر کرتا اس (تنگ وقت) میں اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا۔ (مسلم)

⑦ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.[2]

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور ان کے سونے کی جگہیں علیحدہ کرو۔ (ابوداود)

ضروری انتباہ :

(۱)......آہستہ قرآن پڑھنے میں اِتنا ضروری ہے کہ خُود سُنے اگر حروف کی تصحیح کی مگر اِسقدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سُنا تو نماز نہ ہوئی۔[3] اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۶۵ میں ہے: ”إِنْ صَحَّحَ الْحُرُوفَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُسْمِعْ نَفْسَهُ لَا يَجُوزُ وَبِهِ أَخَذَ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هٰكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ هٰكَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ هٰكَذَا فِي النُّقَايَةِ“.[4]

---

1 ......”صحيح مسلم“، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير إلخ، الحديث: ١٩٥ - (٦٢٢) ص٣١٣، ”مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات، الحديث: ٥٩٣، ج١، ص١٢٨.

2 ......”سنن أبي داود“، كتاب الصلاة، باب متى يومر الغلام بالصلاة، الحديث: ٤٩٥، ج١، ص٢٠٨.

3 ......”بہارِ شریعت“، ج۱،ص۵۱۱. ”الفتاوى الهندية“، الباب الرابع في صفة الصلاة، ج١، ص ٦٩.

4 ......”الفتاوى الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الرابع، ج١، ص٦٩.

(۲)......سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب، تو اگر کسی نے اِس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی۔[1]

(بہارشریعت، جلد سوم ص ۷۹، ۲، فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۵۵۶)

اور اشعۃ اللمعات جلد اول ص: ۳۹۴ میں ہے کہ" اگر ہر دو پائے بردارد نماز فاسد ست واگر یکپائے بردارد مکروہ است".[2]

اور درمختار مع ردالمختار جلد اول ص: ۳۱۳ میں ہے **"وَوَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا شَرْطٌ"**.[3]

اور اِسی کتاب میں ص: ۳۵۱ پر ہے" **فِيهِ يُفْتَرَضُ وَضْعُ أَصَابِعِ الْقَدَمِ وَلَوْ وَاحِدَةً نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَإِلَّا لَمْ تَجُزْ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ**"[4]

اور کنز الدقائق میں ہے **"وَوَجَّهَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ"** اسی کے تحت بحرالرائق جلد اول ص: ۳۲۱ میں ہے **"نَصَّ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ عَلَى أَنَّهُ إِنْ لَمْ يُوَجِّهِ الْأَصَابِعَ نَحْوَهَا فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ"**[5]

(۳)......اکثر عورتیں اپنی نادانی سے فرض واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی اِس لیے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہیں لیکن خادمہ یا لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہوسکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہوکر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ دیر ہی کے لیے کھڑی ہوسکتی ہیں۔ اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہوکر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہوکر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔[6] **(بہارشریعت، جلد سوم، ص ۷۷، ۳، بحوالہ غنیۃ)**

---

1 ...... "بہارِشریعت"، ج۱، ص۵۱۳، "الدر المختار"، ج۲، ص ۱۶۷-۲۴۹-۲۵۱، "الفتاوی الرضویة"، ج۷، ص۳۷۶.

2 ......"اشعة اللمعات"، کتاب الصلاة، باب السجود وفضله، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲۲.

3 ......"الدر المختار وردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۶۷.

4 ......"الدر المختار وردالمحتار"، باب صفة الصلاة، مطلب فی إطالة الرکوع للجائی، ج۲ ص۲۴۹.

5 ......" کنز الدقائق"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص۲۵، "البحر الرائق"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۱، ص ۵۶۰.

6 ...... "بہارِشریعت"، ج۱، ص۵۱۱، "غنیة المتملی"، فرائض الصلاة، ص ۲۶۱-۲۶۷.

اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم، ص:۵۲، میں تنویر الابصار و در مختار سے ہے: ’’إِنْ قَدَرَ عَلَى بَعْضِ الْقِيَامِ وَلَوْ مُتَّكِئًا عَلَى عَصًا أَوْ حَائِطٍ قَامَ لُزُومًا بِقَدْرِ مَا يَقْدِرُ وَلَوْ قَدْرَ آيَةٍ أَوْ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْمَذْهَبِ‘‘۔

آج کل عموماً مرد بھی ذرا سی تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ قیام کے بارے میں عورت مرد کا حکم ایک ہے۔

(٤)......عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ جس سے بال کی سیاہی چمکتی ہے تو نماز نہ ہوگی۔ جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے کہ جس سے بال کا رنگ چھپ جائے۔[1]

(بہار شریعت، جلد سوم، ص۲۵۱)

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۵۴ میں ہے: ’’اَلثَّوْبُ الرَّقِيقُ الَّذِي يَصِفُ مَا تَحْتَهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ كَذَا فِي التَّبْيِينِ‘‘۔[2]

مصافحہ کا وقت

مصافحہ سنت ہے اور اس کا وقت ابتدائے ملاقات ہے خواہ ابتدائے حقیقی ہو جیسے جو شخص ابھی آیا یا حکمی جیسے کوئی بد مذہب آیا اور بیٹھا اور گفتگو کرتا رہا اور ہدایت پائی اور سنی ہوا تو جتنے حاضرین اہلسنت ہیں ان سب کو اس سے مصافحہ چاہیے جیسا کہ امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کا حکم دیا۔ نماز کے بعد بھی مصافحہ اسی ابتدائے حکمی میں داخل ہے کہ نمازی نماز میں دوسرے عالم میں ہوتا ہے ولہذا جو خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کرے اس کے سننے سے نمازی پر سجدہ واجب نہیں۔ اور نمازی تلاوت کرے تو جو نماز سے باہر ہے اس پر واجب نہیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ میں ختم نماز میں ایک، دوسرے پر سلام رکھا۔ دن میں اگر کئی بار ملتا ہو تو ہر بار مصافحہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۴۰۹)

1......’’بہارِ شریعت‘‘، ج۱، ص۴۸۱. ’’الفتاوی الھندیة‘‘، الباب الثالث فی شروط الصلاة، ج۱، ص ۵۸، موضحا.

2......’’الفتاوی الھندیة‘‘، کتاب الصلاة، الباب الثالث، الفصل الأول فی الطھارة وسترالعورة، ج۱، ص۵۸.

تراویح

① عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه.(١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص صدق دل اور اعتقادِ صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

② عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَالْوِتْرِ.(٢)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

اس حدیث کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد دوم ص:١٧٥ میں ہے "قَالَ النَّوَوِی فِی الْخُلَاصَةِ إِسْنَادُهُ صَحِیْحٌ" یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اِس روایت کی اسناد صحیح ہے۔(٣)

③ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِی زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِینَ رَکْعَةً.(٤)

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ تئیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) (امام مالک)

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، الحدیث: ١٧٣ـ(٧٥٩) ص٣٨٢.

2 ......"معرفة السنن والآثار"، کتاب الصلاة، باب قیام رمضان، الحدیث: ١٣٦٥، ج٢، ص٣٠٥.

3 ......" مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح " باب قیام شهر رمضان، الحدیث: ١٣٠٣، ج٣، ص٣٨٢.

4 ......"الموطأ" للإمام مالك، باب ماجاء فی قیام رمضان، الحدیث: ٢٥٧، ج١، ص١٢٠.

ملک العلماء حضرت علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''رُوِیَ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَصَلّٰی بِھِمْ فِی کُلِّ لَیْلَۃٍ عِشْرِینَ رَکْعَۃً، وَلَمْ یُنْکِرْعَلَیْہِ أَحَدٌ فَیَکُونُ إِجْمَاعًا مِنْھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ''(۱)

یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رمضان کے مہینہ میں صحابہ کرام کو حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔ (بدائع الصنائع، جلد اول، ص ۲۸۸)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم ص: ۳۵۵ میں ہے:

''قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِ وَھُوَ قَوْلُ جُمْھُورِ الْعُلَمَاءِ وَبِہٖ قَالَ الْکُوفِیُّونَ وَالشَّافِعِیُّ وَأَکْثَرُ الْفُقَھَاءِ وَھُوَالصَّحِیْحُ عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ''(۲)

یعنی علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے۔ علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ اُبی بن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔

اور علامہ ابنِ حجر نے فرمایا ''إِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی أَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً'' یعنی صحابۂ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ۔(۳)

یعنی تراویح بیس رکعت ہے اِس لیے کہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

---

(۱)......"بدائع الصنائع"، کتاب الصلاۃ، فصل فی مقدار التراویح، ج۱، ص٦٤٤.

(۲)......"عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج۸، ص٢٤٦.

(۳)......"مراقی الفلاح شرح نور الایضاح"، کتاب الصلاۃ، فصل فی صلاۃ التراویح، ص:٢٤٤.

اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص: ۱۷۵ میں لکھتے ہیں:

''ثَبَتَ اِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلٰی عِشْرِیْنَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ فَمَنْ بَعْدَهُمْ أَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَابْنُ سَعْدٍ وَالْبَیْهَقِیْ وَغَیْرُهُمْ''.[1]

یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد، اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

اور مُلا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔ أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰی أَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔[2] (مرقاۃ، جلد دوم، ص ۱۷۵)

آسیب وجنون کا روحانی علاج

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۸﴾

(پارہ: ۱۸، سورۃ المؤمنون)

حدیث میں ہے کہ کوئی آسیب زدہ یا مجنون تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے کان میں یہی آیتیں پڑھیں وہ فوراً اچھا ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ انہوں نے عرض کیا فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ سچے یقین والا اگر ان آیتوں کو پہاڑ پر پڑھے تو اُسے جگہ سے ہٹا دے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۸۲۱)

---

[1] ......''عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية''، باب بيان سنية التراويح وتعداد ركعتها، ص٢٠٧.

[2] ......''مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الحديث: ١٣٠٣، ج٣، ص٣٨٢.

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً''۔[1]

یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولیٰ علی حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے۔ اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں کہ (تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ (ترمذی، باب قیام شہر رمضان، ص۹۵)

اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے ہیں:

فَصَارَ إِجْمَاعاً لِمَا رَوَى الْبَيْهَقِي بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ كَانُوْا يُقِيمُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَعَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ.[2]

یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اس لیے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمانِ غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس زمانوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۲۲۴ میں ہے:

''ثَبَتَ الْعِشْرُوْنَ بِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مَاعَدَا الصديق رضي الله تعالٰى عنهم''.[3]

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مداومت سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے۔

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الصوم، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان، ج۲، ص۲۱۵.

2 ......"فتح باب العناية بشرح النقاية"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۳۴۲.

3 ......" حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح "، باب الوتر، فصل فی صلاة التراويح، ص۴۱۱.

اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً هُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا''.[1]

یعنی تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق و مغرب ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔(شامی، جلد اول، مصری ص۱۹۵)

اور شیخ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''هُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا فِي الْمُوَطَّإِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمل النَّاسُ شَرْقًا وَغَرْبًا''.[2]

یعنی بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اس لیے کہ مؤطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام تیئس رکعت پڑھتے تھے۔(یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے۔(بحر الرائق، جلد دوم، ص۶۶) اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

''كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَهَا فُرَادَى إِلَى زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى أَنْ أَجْمَعَ النَّاسَ عَلَى إِمَامٍ وَاحِدٍ، فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلَّى بِهِمْ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً''.[3]

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع زمانہ خلافت تک صحابہ کرام تراویح الگ الگ پڑھتے تھے بعدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک امام پر صحابۂ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ حضرت اُبی نے لوگوں کو پانچ ترویحہ بیس رکعت پڑھائی۔ اور کفایہ میں ہے:

''كَانَتْ جُمْلَتُهَا عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهٰذَا عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِي''.[4]

یعنی تراویح کل بیس رکعت ہے۔ اور یہ ہمارا مسلک ہے۔ اور یہی مسلک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے۔

---

1 ......''رد المحتار''، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ج۲، ص۳۹۹.

2 ......''البحر الرائق''، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۱۱۷.

3 ......''العناية شرح الهداية''، كتاب الصلاة، فصل في قيام شهر رمضان، ج۱، ص۴۰۸.

4 ......''الكفاية''، كتاب الصلاة، فصل في قيام شهر رمضان، ج۱، ص۴۰۷.

اور بدائع الصنائع جلد اول ص: ۲۸۸ میں ہے:

''أَمَّا قَدْرُهَا فَعِشْرُونَ رَكْعَةً فِي عَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ، فِي خَمْسِ تَرْوِيحَاتٍ كُلُّ تَسْلِيمَتَيْنِ تَرْوِيحَةٌ وَهَذَا قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ''[1]

یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام ایک ترویحہ ہے۔ اور یہی عام علماء کا قول ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔[2]

(احیاء العلوم، جلد اول ص ۲۰۱)

اور شرح وقایہ جلد اول ص: ۱۷۵ میں ہے ''سُنَّ التَّرَاوِيحُ عِشْرُونَ رَكْعَةً'' یعنی تراویح بیس رکعت مسنون ہے۔[3] اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص ۱۰۸ میں ہے۔

''وَهِيَ خَمْسُ تَرْوِيحَاتٍ كُلُّ تَرْوِيحَةٍ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَتَيْنِ كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ''[4]

یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہے، ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ، ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں۔

''عَدَدُهُ عِشْرُونَ رَكْعَةً''[5]

یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم، ص ۱۸)

زوجہ کی تجہیز وتکفین

شوہر پر بیوی کی شرعی تجہیز وتکفین واجب ہے چاہے کفن سنت ہو یا کفن کفایت۔ خوشبو، غسل کی اجرت، جنازہ اٹھانے کی اجرت اور دفن کی اجرت بھی شوہر پر واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۳۱۲)

---

1 ......''بدائع الصنائع''، كتاب الصلاة، فصل فى مقدار التراويح، ج ۱، ص ۶۴۴.

2 ......''إحياء علوم الدين'' كتاب إسرار الصلاة ومهماتها، القسم الثالث، ج ۱، ص ۲۷۱.

3 ......''شرح الوقاية''، كتاب الصلاة، باب سنية التراويح وتعداد ركعتها، ص ۲۰۷.

4 ......''الفتاوى الهندية''، الباب التاسع فى النوافل، فصل فى التراويح، ج ۱، ص ۱۱۵.

5 ......''حجة الله البالغة''، حصه دوم، ص ۱۸.

بیس رکعت تراویح کی حکمت

بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض وواجب ہیں، سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر اور رمضان میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئیں تا کہ فرض وواجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اوران کی خوب تکمیل ہوجائے۔

جیسا کہ بحرالرائق جلد دوم ص:۶۷ پر ہے:

''ذَکَرَ الْعَلَّامَۃُ الْحَلَبِیُّ أَنَّ الْحِکْمَۃَ فِی کَوْنِھَا عِشْرِینَ أَنَّ السُّنَنَ شُرِعَتْ مُکَمِّلَاتٍ لِلْوَاجِبَاتِ وَھِیَ عِشْرُونَ بِالْوِتْرِ فَکَانَتْ التَّرَاوِیحُ کَذٰلِکَ لِتَقَعَ الْمُسَاوَاۃُ بَیْنَ الْمُکَمِّلِ وَالْمُکَمَّلِ''. (۱)

یعنی علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعت ہیں انہیں کی تکمیل کے لیے سنتیں مشروع ہوئی ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تا کہ مکمل کرنے والی تراویح اور جن کی تکمیل ہوگی یعنی فرض وواجب دونوں برابر ہوجائیں۔

اور مراقی الفلاح کے قول وَھِیَ عِشْرُونَ رَکْعَۃً کے تحت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''اَلْحِکمَۃُ فِی تَقدِیرِھَا بِھٰذَا الْعَدَدِ مُسَاوَاۃ الْمُکَمِّلِ وَھِیَ السنن للمکمَّل وَھِیَ الْفَرَائِضُ الْاِعتقَادِیّۃ وَالْعَمَلِیَّۃ''. (۲)

یعنی بیس رکعت تراویح مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض وواجب کی رکعات کی تعداد برابر ہوجائیں۔

اور درمختار مع شامی جلد اول ص:۴۹۵ میں ہے:

''وَھِیَ عِشْرُونَ رَکْعَۃً حِکْمَتُہُ مُسَاوَاۃُ الْمُکَمِّلِ لِلْمُکَمَّلِ''. (۳)

یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت یہ ہے کہ مکمِّل مکمَّل کے برابر ہو۔

---

❶......''البحر الرائق''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۱۱۷.

❷......''حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح''، باب الوتر، فصل فی صلاۃ التراویح، ص٤١٤.

❸......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر إلخ، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲، ص۵۹۹.

اوردرمختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے:

”لَا يَخْفَى أَنَّ الرَّوَاتِبَ وَإِنْ كَمُلَتْ أَيْضًا إِلَّا أَنَّ هَذَا الشَّهْرَ لِمَزِيدِ كَمَالِهِ زِيدَ فِيهِ هَذَا الْمُكَمِّلُ فَتَكْمُلُ“. (۱)

یعنی واضح ہو کہ فرائض اگرچہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہِ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھادی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔

اَبَوَینِ کَرِیمَین کا اسلام

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل لا الہ الا اللہ تھے۔ بعدہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر تمام نعمت کیلئے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر، شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا لہذا حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ﴾ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی) نے نزول فرما کر دین الٰہی کو تام وکامل کر دیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

(فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۲۸۵)

---

(۱)......”رد المحتار“، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج ۲، ص ۵۹۹.

قراءة خلف الامام

① ’’عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِی شَیْءٍ‘‘.(۱)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قراءت جائز نہیں خواہ سری ہو یا جہری۔(مسلم جلد اول ص ۲۱۵)

② ’’عَنْ أَبِی مُوسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّیْتُمْ فَأَقِیمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا‘‘.(۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چپ رہو۔(مسلم)

③ ’’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ‘‘.(۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے۔(موطا امام محمد، ص ۹۹)

’’قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنِیعٍ وَابْنُ الْهُمَامِ هٰذَا الْإِسْنَادُ صَحِیحٌ عَلَی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ‘‘

حضرت محمد بن منیع اور امام بن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلَّی خَلْفَ الْإِمَامِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص

---

1 ......’’صحیح مسلم‘‘، کتاب المساجد، باب سجود التلاوۃ، الحدیث: ۱۰۶۔(۵۷۷) ص ۲۹۱.

2 ......’’صحیح مسلم‘‘، کتاب الصلاۃ، باب التشھد فی الصلاۃ، الحدیث: ۶۲۔(۴۰۴) ص ۲۱۴۔۲۱۵.

3 ......’’الموطأ‘‘ للإمام مالك بروایة إمام محمد، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۱۱۷، ج۱، ص ۴۱۵.

كَفتهُ قِرَاءَ تُه. (۱)

امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کے لیے کافی ہے۔ (موطا امام محمد، ص ۹۷)

④ ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا ''۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔ (طحاوی ص ۱۰۶)

مسلم شریف جلد اول ص ۱۷۵ میں ہے:

''فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدِيثُ أَبِی هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِی وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا''. (۳)

یعنی ابوبکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کیسی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

اِنتباہ :

صاحبِ ہدایہ نے امام کے پیچھے قرات نہ کرنے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ہدایہ جلد اول ص ۸۲ میں ہے:

''لا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْإِمَام وَعَلَيْهِ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ''. (۴)

یعنی مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے۔

اور عنایہ میں اسی کے تحت ہے:

''اَلْمُرَادُ بِهِ إِجْمَاعُ أَكْثَرِ الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُ رُوِیَ عَنْ ثَمَانِينَ نَفَرًا مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ مَنْعَ الْمُقْتَدِی عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ. وَقَالَ الشَّعْبِیُّ أَدْرَكْتُ سَبْعِينَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ يَمْنَعُونَ الْمُقْتَدِی عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَقِيلَ الْمُرَادُ بِهِ إِجْمَاعُ مُجْتَهِدِی

یعنی ہدایہ کے قول إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا اجماع ہے اس لیے کہ امام کے پیچھے قراءت کرنے سے مقتدی کا منع کیا جانا بڑے بڑے اسی صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جنگ بدر میں شریک ہونے والے ستر صحابہ کرام سے ملاقات کی

---

(۱)......''مؤطا'' للإمام مالك برواية إمام محمد، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۱۵، ج۱، ص ۴۱۳.

(۲)......''شرح معانی الآثار''، كتاب الصلاة، باب القراة خلف الامام، ج۱، ص ۲۸۱.

(۳)......''صحیح مسلم''، كتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، الحديث: ۶۳۔(۴۰۴) ص ۲۱۵.

(۴)......''الهداية''، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی القراءة، ج۱، ص ۵۶.

الصَّحَابَةِ وَكِبَارِهِمْ، وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ عَشَرَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ أَشَدَّ النَّهْيِ أَبُو بَكْرِنِ الصِّدِّيقِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمْ''۔(۱)

وہ سب کے سب امام کے پیچھے قراءت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اجماع صحابہ کا مطلب مجتہدین صحابہ وکبار صحابہ کا اجماع ہے۔اور بے شک حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صحابہ کرام میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ سب کے سب امام کے پیچھے قراءت کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔اور کفایہ میں ہے:

''مَنعُ الْمُقْتَدِى عَنِ القراءَةِ مَاثورٌ عَنْ ثَمَانِينَ نفراً مِن كِبَارِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ الْمُرْتَضى وَالْعَبَادِلَة رَضِى اللَّهُ عَنْهُمْ''. (۲)

یعنی بڑے بڑے اسی صحابہ کے بارے میں روایت آئی ہے کہ وہ مقتدی کو قراءت سے روکتے تھے۔ان میں حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں۔

اور درمختار میں ہے:

''الْمُؤتَمُّ لا يَقْرَأُ مُطْلَقًا فَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيمًا''۔(۳)

یعنی مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قراءت نہیں کرے گا۔اگر اس نے قراءت کی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔

(۱)......"العناية شرح الهداية"، كتاب الصلاة، فصل فى القراءة، ج ۱، ص ۲۹٤.

(۲)......"الكفاية"، كتاب الصلاة، فصل فى القراءة، ج ۱، ص ۲۹۷.

(۳)......"الدر المختار"، كتاب الصلاة، فصل فى القراءة، ج ۱، ص ۳۲٦.

آمین بِالسّر

①"عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِینُهُ تَأْمِینَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّینَ فَقُولُوا آمِینَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِي وَلِمُسْلِمٍ نَحْوه"۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لیے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام غَیْرِ الْمَغضوبِ عَلَیهِمِ وَلا الضَّالِین کہے تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے مثل ہے۔ (مشکوۃ)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں:

☆......اوّل یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس لیے کہ اگر مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے کہ جب تم وَلَا الضَّالِین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ وَلا الضَّالِین کہنا امام کا کام ہے۔

☆......دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں۔ اسی لیے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سُنتے ہیں۔ لہذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت

---

[1]......"صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتامین، الحدیث: ۷۸۲، ج۱، ص۲۷۵، "صحیح مسلم"، کتاب الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتامین، الحدیث: ۷۲۔(۴۱۰) ص۲۱۷، "مشکاة المصابیح"، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصلاة، الفصل الأول، الحدیث: ۸۲۵، ج۱، ص۱۷۲.

کرنا ہے۔

کنزالدقائق اور بحرالرائق جلد اول، ص۳۱۳ میں ہے:

أَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا.(۱) یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں۔

اور درمختار میں ہے:

أَمَّنَ الْإِمَامُ سِرًّا كَمَأْمُومٍ وَمُنفَرِدٍ.(۲) یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

❁......❁......❁......❁

انگریزی اوردوسری زبانیں سیکھنا کیسا؟

ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رَدِّ نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اُس میں مصروف ہو کر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہو جائے ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے اس طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکارِ وجودِ آسمان وغیرہ درج ہیں ان کا پڑھنا بھی روا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، ج۲۳، ص۵۳۳)

رشوت اور چوری کا مال

جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کردے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید وفروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سُود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدق کردے۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۳، ص۵۵۱)

---

(1)......"البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج١، ص٥٤٧.

"كنز الدقائق"، كتاب الصلوة، ص٢٥.

(2)......"الدر المختار"، كتاب الصلاة، مطلب قراءة البسملة بين الفاتحة إلخ، ج٢، ص٢٣٨-٢٣٩.

رفع یدین

① ''عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلا أُصَلِّی بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِی أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ''۔[1]

حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں (کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے)۔(ترمذی جلد اول ص ۳۵)

② عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَیْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ.[2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دستِ مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے۔(طحاوی ص ۱۱۰)

③ ''عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِی أَوَّلِ

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ پہلی

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع إلا فی أول مرۃ، الحدیث: ۲۵۷، ج۱، ص۲۹۲ .

2 ......''شرح معانی الآثار''، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود إلخ، ج۱، ص۲۹۰ .

تَکْبِیرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُودُ''۔(۱) تکبیر میں ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔(طحاوی ۱۱۱)

④ ''عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ إِلَّا فِی التَّکْبِیرَۃِ الْأُولٰی مِنَ الصَّلَاۃِ''۔(۲)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔(طحاوی ۱۱۰)

ان احادیثِ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر اور صحابہ وتابعین کے دیگر جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لیے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔اور بعض روایتوں سے جو رکوع کے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا۔بعد میں منسوخ ہوگیا۔

جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

''أَنَّہُ رَایٰ رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِہِ مِنَ الرُّکُوعِ فَقَالَ لَہُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّہُ شَیْءٌ فَعَلَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہُ''۔(۳)

یعنی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا۔

❶......''شرح معانی الآثار''، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود إلخ، ج۱، ص۲۹۴.

❷......''شرح معانی الآثار''، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود إلخ، ج۱، ص۲۹۲.

❸......''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری''، ج۴، ص۳۸۰.

درُودشریف

①''عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ''۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا خدائے تعالٰی اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا۔اور دس درجے بلند فرمائے گا۔(نسائی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَاماً عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

②''عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً''.(۲)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔(ترمذی)

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

③''عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْکَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں اب اس کے لیے اپنے اوراد و وظائف کے اوقات میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جتنا تم چاہو؟ عرض کیا چوتھائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور

❶......''سنن النسائی''، کتاب السهو، باب فضل الصلاة علی النبی، الحدیث: ۱۲۹۴، ص۲۲۲، ''مشكاة المصابيح''، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی، الحدیث: ۹۲۲، ج۱، ص۱۸۹.

❷......''سنن الترمذی''، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة إلخ، الحدیث: ۴۸۴، ج۲، ص۲۷.

فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّکَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَکَ صَلاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذًا يُكْفٰى هَمَّکَ وَيُكَفَّرُلَکَ ذَنْبُکَ"۔(۱)

بہتر ہے۔میں نے عرض کیا نصف؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر سارا وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہو تو وہ تمہارے سارے اُمور کے لیے کافی ہوگا اور تمہارا گناہ معاف کردیا جائے گا۔(ترمذی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلاماً عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

④ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ"۔(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔(ترمذی)

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَأَصْحَابِه وَبَارِکْ وَسَلِّم

⑤ "عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيْلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ"۔(۳)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اصل میں بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔(ترمذی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلاماً عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

---

1 ......"سنن الترمذی"، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، الحديث: ٢٤٦٥ ج٤، ص٢٠٧، "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها، الحديث: ٩٢٩، ج١، ص١٩٠.

2 ......"سنن الترمذی"، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٦، ج٥، ص٣٢٠.

3 ......"سنن الترمذی"، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٧، ج٥، ص٣٢١.

⑥ ”عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ“۔[1]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

أَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

انتباہ:

(۱)......اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص، ع لکھتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے۔ اور اگر معاذ اللہ استخفافِ شان کا قصد ہو تو قطعاً کفر ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض لکھنا مکروہ و باعث محرومی ہے۔[2] (فتاوی افریقہ، بہار شریعت)

(۱)......جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ان ناموں پر ص، ع بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟

دن رات کی تبدیلی

دن رات کی تبدیلی گردشِ ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصاریٰ کا مذہب ہے، اور گردشِ سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے۔ حقیقۃً اس کا سبب گردشِ آفتاب ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ واللہ تعالیٰ اعلم (اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا)

(فتاوی رضویہ، ج۲۷، ص۱۰۲)

1 ......”سنن الترمذی“، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة إلخ، الحدیث: ٤٨٦، ج٢، ص٢٨.

2 ......”فتاوی افریقہ“، ص۵۰، ”بہارِ شریعت“، ج۱، ص۵۳۴، ”حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار“، خطبة الکتاب، ج١، ص٦.

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ آلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھے، تمام جہان سے زیادہ حضور کی عظمت دل میں جمائے، حضور کی شان گھٹانے والوں سے بیزار اور ان سے دور رہے، وہ اگر اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے تو اس کے لیے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ اس درود شریف کے پڑھنے والے پر خدائے تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس پر دو ہزار اپنا سلام بھیجے گا۔ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔ اس کے مال میں ترقی دے گا۔ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔ کسی دن خواب میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ ایمان پر خاتمہ ہوگا قیامت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

بنی اسرائیل میں پہلا نقص

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: پہلا نقص بنی اسرائیل میں یہ آیا کہ ان میں ایک گناہ کرتا دوسرا اسے منع تو کرتا مگر اس کے نہ ماننے پر اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا نہ چھوڑتا، اسکے سبب اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل یکساں کر دیئے اور ان سب پر لعنت اتاری، رواہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۶، ص۳۱۵)

جماعت

① ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً''۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ نماز باجماعت کا ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا''۔(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجر وثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے چل کر ان میں شریک ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

③ ''عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ''۔(۳)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا وہ آدھی رات تک عبادت میں کھڑا رہا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم)

④ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس

---

1 ...... "صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث: ٦٤٥، ج١، ص٢٣٢، "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل صلاة إلخ، الحدیث: ٢٤٩ـ(٦٥٠) ص٣٢٦ .

2 ...... "صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب فضل العشاء فی الجماعة، الحدیث: ٦٥٧، ج١، ص٢٣٥، "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل صلاة إلخ، الحدیث: ٢٥٢ـ(٦٥١) ص٣٢٧.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء إلخ، الحدیث: ٢٦٠ـ(٦٥٦) ص٣٢٩.

هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ". (۱)

ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (بخاری، مسلم)

⑤ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ أَقَمْتُ صَلاةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحْرِقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنَّارِ"۔ (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ (بے نمازیوں کے) گھروں میں ہے آگ سے جلا دیں۔ (احمد)

⑥ "عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ"۔ (۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے۔ لہٰذا جماعت کو لازم جانو۔ (احمد، ابوداود)

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ، الحدیث: ٦٤٤، ج١، ص٢٣٢، "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ إلخ، الحدیث: ٢٥١۔(٦٥١) ص٣٢٧.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی ھریرۃ، الحدیث: ٨٨٠٤، ج٣، ص٢٩٦، "مشکاۃ المصابیح"، کتاب الصلاۃ، باب الجماعۃ وفضلھا، الحدیث: ١٠٧٣، ج١، ص٢١٥.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی الدرداء، الحدیث: ٢١٧٦٩، ج٨، ص١٦٦، "سنن أبی داود"، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، الحدیث: ٥٤٧، ج١، ص٢٢٨.

انتباہ :

عاقل، بالغ قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہ گار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق ، مردود الشہادۃ ہے۔ اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا (یعنی جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہیں کی اور خاموش رہے) وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔[1]

(بہار شریعت، جلد سوم ص ۳۳۷)

اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے: قِيلَ وَاجِبَةٌ وَعَلَيْهِ الْعَامَّةُ أَيْ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا وَبِهِ جَزَمَ فِي التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا قَالَ فِي الْبَحْرِ وَهُوَ الرَّاجِحُ عِنْدَ أَهْلِ الْمَذْهَبِ.[2]

اور طحطاوی، ص:۱۷۱ میں ہے: ”فِي الْبَدَائِعِ عَامة الْمَشَايِخ عَلَى الْوُجُوبِ وَبِهِ جزمَ فِي التُّحْفَةِ وَغَيرِهَا وَفِي جَامِع الْفقهِ أعدل الأَقْوَال وَأَقْوَاهَا الوُجُوب“.[3]

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۷۷ میں ہے: ”وَفِي الْغَايَةِ قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا إِنَّهَا وَاجِبَةٌ وَفِي الْمُفِيدِ وَتَسْمِيَتُهَا سُنَّةً لِوُجُوبِهَا بِالسُّنَّةِ“.[4]

اور اشعۃ اللمعات جلد اول ص:۴۵۸ میں ہے:

شیخ ابن ہمام نقل کردہ کہ اکثر مشائخ ما برین اند کہ جماعت واجب ست وتسمیۂ او بسنت بجہت آن ست کہ ثبوت وجوب آن بہ سنت است۔[5]

یعنی شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے کثیر مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور اس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔

1 ...... ”بہار شریعت“، ج۱، ص۵۸۲، ”الدر المختار و رد المحتار“، كتاب الصلاة، ج۲، ص ۳٤۰.

2 ......”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳٤٥.

3 ......”حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح“، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص۲۸٦.

4 ......”الفتاوی الهندية“، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الأول فی الجماعة، ج۱، ص۸۲.

5 ......” اشعة اللمعات“، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول، ج۱، ص٤۹۲.

① ''عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ''۔[1]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لیے مسجد بنائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں گھر بنائے گا۔ (بخاری، مسلم)

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا''۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔ (مسلم)

③ ''عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ أُمَّتِي الْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلَاةِ''۔[3]

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے تارک الدنیا ہونے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا کہ میری اُمت کے لیے ترکِ دنیا یہی ہے کہ وہ مسجدوں میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

④ ''عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ

حضرت معاویہ بن قرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجداً، الحدیث: ۴۵۰، ج۱، ص۱۷۱، "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد إلخ، الحدیث: ۲۴۔(۵۳۳) ص۲۷۰.

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس إلخ، الحدیث: ۲۸۸۔(۶۷۱) ص۳۳۷.

3 ......"شرح السنة"، کتاب الصلاۃ، باب فضل القعود فی المسجد إلخ، الحدیث: ۴۸۵، ج۲، ص۱۲۵، "مشکاۃ المصابیح"، کتاب الصلاۃ، باب المساجد إلخ، الحدیث: ۷۲۴، ج۱، ص۱۵۲.

الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا''۔[1]

ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب ہرگز نہ آئے، اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتے ہو تو پکا کر ان کی بُو دُور کر لیا کرو۔ (ابوداود)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ہر چہ بوی ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست''۔[2] (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۳۲۸)

یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بُو ناپسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ وہ کھانے والی چیزوں میں سے ہو یا نہ ہو۔

⑤ ''عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ''۔[3]

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دُنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ (بیہقی)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''کنایت است از بیزاری حق از ایشان''۔[4] (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۳۳۹)

یعنی مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے۔

انتباہ:

(۱)......مسجد میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک کہ بُو باقی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بُو ہو۔ جیسے بیڑی، سگریٹ پی کر یا مولی کھا کر جانا، نیز جس کو گندہ ذہنی کی بیماری ہو یا کوئی بدبودار دوا

1 ......''سنن أبی داود''، کتاب الأطعمة، باب فی أکل الثوم، الحدیث: ٣٨٢٧، ج٣، ص٥٠٦.

2 ......''اشعة اللمعات''، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، ج١، ص ٣٥٢.

3 ......''شعب الإیمان'' للبیهقی، باب الصلوات، فصل المشی إلخ، الحدیث: ٢٩٦٢، ج٣، ص٨٦.

4 ......''اشعة اللمعات''، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص ٣٦٤.

لگائی ہو تو جب تک بُو منقطع نہ ہو ان سب کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مسجد میں ایسی ماچس اور دِیا سلائی جلانا کہ جس کے رگڑنے میں بُو اڑتی ہو منع ہے۔[1] (درمختار، ردالمختار، بہار شریعت)

(۲)......مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بُو بالکل دُور کردی جائے۔[2]

(فتاوی رضویہ، جلد سوم، ص ۵۹۸)

(۳)......مسجد سے متصل کوئی مکان مسجد سے بلند ہو تو حرج نہیں اس لیے کہ مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اس جگہ کے محاذ میں ساتوں آسمان تک سب مسجد ہے۔

درمختار میں ہے: "**أَنَّهُ مَسْجِدٌ إِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ**".[3] ردالمختار میں ہے: "**وَكَذَا إِلَى تَحْتِ الثَّرَى كَمَا فِي الْبِيرِيِّ عَنِ الْإِسْبِيجَابِيِّ**"۔[4]

(٤)......مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

"**اَللّٰهُمَّ افتح لِي أَبْوابَ رَحْمَتِكَ**" یعنی اے اللہ تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

(٥)......مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور یہ دُعا پڑھے۔

"**اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ**" یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اتمام عمل کا نسخہ

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **مَا مِنْ شَیءٍ بُدِءَ یَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ اِلَّا تَمَّ** ۔ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اتمام کو پہنچتی ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۷، ص ۴۴)

1......"بہار شریعت"، ج ۱، ص ۶۴۸، "الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵.

2......"الفتاوى الرضوية"، ج ۸، ص ۱۰۳.

3......"الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۲، ص ۵۱٦.

4......"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۷.

جمعہ

(۱) ''عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى''۔[1]

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ممکن ہو سکے طہارت نظافت کرے اور تیل لگائے یا خوشبو ملے جو گھر میں میسر آئے۔ پھر گھر سے نماز کے لیے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (اپنے بیٹھنے یا آگے گزرنے کے لیے) شگاف نہ ڈالے۔ پھر نماز پڑھے جو مقرر کردی گئی ہے۔ پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کیے ہیں معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری)

(۲) ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ''۔[2] (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں جو لوگ پہلے آتے ہیں ان کو پہلے اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو بعد میں اور جو شخص جمعہ کی نماز کو پہلے گیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے مکہ شریف میں قربانی کے لیے اُونٹ بھیجا۔ پھر جو دوسرے نمبر پر آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گائے بھیجی پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کے مانند ہے جس نے دُنبہ بھیجا پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کے مانند ہے جس نے مرغی بھیجی اور جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کے مانند ہے

---

[1] ......''صحیح البخاری''، کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، الحدیث: ۸۸۳، ج۱، ص۳۰۶.

[2] ......''صحیح البخاری''، کتاب الجمعة، باب الاستماع إلی الخطبة، الحدیث: ۹۲۹، ج۱، ص۳۱۹.

جس نے انڈا۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے اُٹھتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذات لپیٹ لیتے ہیں۔ اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

③ ''عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ''۔[1] (أحمد، ابوداود)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے جمعہ کی نماز چھوڑ دی تو اسے چاہیے کہ ایک دینار (اشرفی) صدقہ کرے اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار۔

④ ''عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا''۔[2]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر رہو خطبہ کے وقت اور امام سے قریب رہو اس لیے کہ آدمی جس قدر دور رہے گا اسی قدر جنت میں پیچھے رہے گا۔ اگرچہ وہ جنت میں داخل ضرور ہوگا۔ (ابوداود)

⑤ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ''۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص کو مسجد میں جمعہ کے دن اونگھ آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کردے۔ (ترمذی)

⑥ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ''۔[4]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخت سردی کے موسم میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے دنوں میں دیر سے پڑھتے۔ (بخاری شریف)

---

[1]...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل"، حديث سمرة بن جندب، الحديث: ٢٠١٠٨، ج٧، ص٢٤٨، "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب كفارة من تركها، الحديث: ١٠٥٣، ج١، ص٣٩٣.

[2]...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الدنو من الإمام إلخ، الحديث: ١١٠٨، ج١، ص٤١٠.

[3]...... "سنن الترمذي"، كتاب الجمعة، باب في من ينعس يوم الجمعة إلخ، الحديث: ٥٢٦، ج٢، ص٥٧.

[4]...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب إذا اشتد الحر إلخ، الحديث: ٩٠٦، ج١، ص٣١٣.

انتباہ:

(۱)......خطیب کے سامنے جواذان ہوتی ہے مقتدیوں کواس کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے یہی احوط ہے۔[۱] (فتاوی رضویہ)

اوردرمختار مع ردالمحتار جلداول ص:۳۸۰ میں ہے: ''**یَنبَغِی أَنْ لا یُجِیبَ بِلِسَانِهِ اتِّفَاقًا فِی الْأَذَانِ بَیْنَ یَدَیِ الْخَطِیبِ**''۔[۲]

اورردالمحتار جلداول ص:۵۷۵ میں ہے: ''**إِجَابَةُ الْأَذَانِ حِینَئِذٍ مَکْرُوهَةٌ**''۔[۳]

(۲)......خطبہ میں حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا نام پاک سن کرانگوٹھانہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کے لیے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے اور درود شریف دل میں پڑھے......زبان کوجنبش نہ دے اس لیے کہ زبان سے سکوت فرض ہے۔[٤] (فتاوی رضویہ)

اوردرمختار مع ردالمحتار جلداول ص:۵۷۵ میں ہے: ''**الصَّوَابُ أَنَّهُ یُصَلِّی عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ فِی نَفْسِهِ**''۔[۵]

(۳)......غیرعربی میں خطبہ پڑھنایاعربی کے ساتھ دوسری زبان کوبھی شامل کرلینا مکروہ اورسنت متوارثہ کے خلاف ہے۔[٦] (فتاوی رضویہ، بہارشریعت)

(٤)......دیہات میں جمعہ جائزنہیں (عامہ کتب) لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں توانہیں منع نہ کیا جائے۔[۷] (فتاوی رضویہ، حصہ سوم)

(۵)......چونکہ دیہات میں جمعہ جائزنہیں اس لیے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی نماز ظہرساقط نہیں ہوتی لہٰذادیہات میں جمعہ پڑھنے کے بعدچاررکعت ظہرفرض پڑھناضروری ہے۔ (کتب عامہ)

❁......❁......❁......❁

---
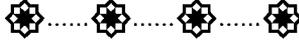
❶......''الفتاوی الرضویة''، ج٥، ص٣٦٨.

❷......''الدر المختار ورد المختار''، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٧.

❸......''رد المحتار''، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب، ج٣، ص٤١.

❹......''الفتاوی الرضویة''، ج٨، ص٤٦٨.

❺......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط إلخ، ج٣، ص٤٠.

❻......''الفتاوی الرضویة''، ج٨، ص ٣٨٩، ''بہارِشریعت''، ج١، ص٧٦٩.

❼......''الفتاوی الرضویة''، ج٨، ص ٣٨٧.

خطبہ کی اذان کہاں دی جائے؟

① ’’عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ‘‘۔[1]

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی۔ اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں بھی رائج تھا۔ (ابوداود، جلد اول ص ۱۶۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر پڑھنا سنت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ ہی پر ہوا کرتی تھی۔ اسی لیے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری ص ۷۸، اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص: ۵۵، اور بحر الرائق جلد اول ص: ۲۶۸ میں ہے: ’’لَا يُوَذَّنُ فِي الْمَسْجِدِ ‘‘ یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔[2] اور فتح القدیر جلد اول ص: ۲۱۵ میں ہے: ’’ قَالُوْا لَا يُؤَذَّنُ فِي الْمسجِدِ‘‘ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔[3] اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۱۷ میں ہے: ’’يُكْرَهُ أَنْ يُؤَذَّنَ فِي المسجِدِ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِي عَنِ النظمِ‘‘ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔[4] لہذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس غلط رواج کو ترک کر کے حدیث وفقہ پر عمل کریں۔

---

1 ...... ’’سنن أبي داود‘‘، كتاب الصلاة، باب النداء يوم الجمعة، الحديث: ۱۰۸۸، ج۱، ص۴۰۵.

2 ...... ’’الفتاوى الهندية‘‘، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في كلمات الأذان إلخ، ج۱، ص۵۵، ’’البحر الرائق‘‘، كتا ب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص۴۴۴، فتاوى قاضيخان، باب الأذان، ج۱، ص۳۸.

3 ...... ’’فتح القدير‘‘، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص۲۵۰.

4 ...... ’’حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح‘‘، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص۱۹۷.

عیداور بقرعید

① عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبْدَلَكُمُ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ ''۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ سال میں دو دن کھیل کود کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں اس پر حضور نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک دن عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ ہے۔(ابوداود، مشکوۃ)

② ''عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْأَضْحٰى وَأَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ ''۔[2]

حضرت ابوالحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے عمرو بن حزم کو جب کہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ بقرعید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو۔ اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔(مشکوۃ)

③ ''عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ''۔[3]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔(مسلم)

---

1 ......''سنن أبي داود''، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، الحديث: ١١٣٤، ج١، ص٤١٨، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، الحديث: ١٤٣٩، ج١، ص٢٧٧.

2 ......''مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، الحديث: ١٤٤٩، ج١، ص٢٧٩.

3 ......''صحيح مسلم''، كتاب صلاة العيدين، الحديث: ٧-(٨٨٧) ص٤٣٩.

④ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا''۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔(بخاری)

⑤ '' عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ''۔(۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کچھ کھانہ لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لیتے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

⑥ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ''۔(۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے۔(بخاری)

انتباہ:

(۱)......عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے اس لیے کہ اس میں اظہارِ مسرت ہے۔(۴) (بہارِ شریعت)

(۲)......عورتوں کے لیے عیدین کی نماز جائز نہیں اس لیے کہ عیدگاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لیے اب عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و درمختار میں ہے: '' يُكْرَهُ حُضُورُهُنَّ الْجَمَاعَةَ وَلَوْ لِجُمُعَةٍ

---

1 ......''صحيح البخاری''، كتاب العيدين، باب الأكل يوم الفطر إلخ، الحديث: ۹۵۳، ج۱، ص۳۲۸.

2 ......''سنن الترمذی''، كتاب العيدين، باب ما جاء في الأكل إلخ، الحديث: ۵۴۲، ج۲، ص۷۰. ''سنن ابن ماجه''، كتاب الصيام، باب الأكل يوم الفطر إلخ، الحديث: ۱۷۵۶، ج۲، ص۳۵۱.

3 ......''صحيح البخاری''، كتاب العيدين، باب من خالف الطريق إلخ، الحديث: ۹۸۶، ج۱، ص۳۳۸.

4 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۷۸۴۔

وَعِيدٍ وَوَعْظٍ مُطْلَقًا وَلَوْ عَجُوزًا لَيْلًا عَلَى الْمَذْهَبِ الْمُفْتَى بِهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ ''۔[1]

اوراگرصرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔اس لیے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلداول مصری ص:۸۰ میں ہے: ''يُكْرَهُ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ ''.[2]

اورجیسا کہ درمختار میں ہے: ''وَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا جَمَاعَةُ النِّسَاءِ وَلَوْ فِي التَّرَاوِيحِ فِي غَيْرِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ ''۔[3]

اوراگرفرداًفرداًپڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لیے کہ عیدین کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے۔''وَإِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ ''۔ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداًفرداًنفل نمازیں پڑھیں توباعثِ ثواب وبرکت اورسبب ازدیادِنعمت ہے۔

لڑکیاں بھی وارث ہیں

لڑکیوں کوحصہ نہ دیناحرام قطعی ہےاورقرآن مجید کی صریح مخالفت ہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالٰی:﴿ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ﴾ اللہ تعالی تمہیں حکم دیتاہےتمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج۲۶،ص۳۱۴)

---

[1]......''الدر المختار''، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳٦۷.

[2]......''الفتاوی الهندية''، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیره، ج۱، ص۸۵.

[3]......''الدر المختار''، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳٦۵.

① ''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ''۔[1] (بخاری، مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

② ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتَهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا''۔[2] (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتی مسلمان کو کوئی اذیت مرض یا اس کے سوا کچھ اور لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے (صغیرہ) گناہوں کو ساقط کردیتا ہے، جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتِ الْحُمَّى عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض، الحدیث: ۵۶۴۱، ج۴، ص۳، "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والآدب، الحدیث: ۵۲-(۲۵۷۳) ص۱۳۹۲.

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب المرضی، باب وضع الید علی المریض، الحدیث: ۵۶۶۰، ج۴، ص۹، "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والآدب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه إلخ، ص۱۳۹۰.

رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبَّهَا فَإِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ''۔[1]

تو ایک شخص نے بخار کو بُرا کہا۔ حضور نے فرمایا بخار کو بُرا نہ کہو اس لیے کہ وہ (مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)

④ ''عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ نِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ''۔[2]

حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ کے لیے علمِ الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچا تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علمِ الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ (احمد، ابوداود)

⑤ ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ''۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ (احمد، مشکوۃ)

⑥ ''عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الطب، باب الحمى، الحديث: ٣٤٦٩، ج٤، ص١٠٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الحديث: ١٥٨٣، ج١، ص٣٠٢.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل من خثعم، الحديث: ٢٢٤٠١، ج٨، ص٣١٤، "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ٣٠٩٠، ج٣، ص٢٤٦.

3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض إلخ، الحديث: ١٥٨٠، ج١، ص٣٠٢.

الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا لَهُ ذَنْبٌ''۔[1]

بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حضور نے فرمایا (سب سے پہلے) انبیاء کرام پھران کے بعد جو افضل ہیں پھران کے بعد جو افضل ہیں یعنی حسب مراتب آدمی میں دین کے ساتھ جیسا تعلق ہوتا ہےاسی اعتبار سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر دین میں سخت ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی۔ اور اگر دین میں کمزور ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر وہ یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

⑦ ''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ''۔[2]

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔ جو طاعون میں مرے شہید ہے۔ جو ڈوب کر مرے شہید ہے۔ جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے۔ جو آگ میں جل جائے شہید ہے۔ جو عمارت کے نیچے دب کر مرجائے شہید ہے۔ اور جو عورت بچہ کی پیدائش کے وقت مرجائے شہید ہے۔ (مالک، ابوداود، مشکوۃ)

الحاصل:

بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اس لیے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں رُوحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست

---

1 ...... "سنن الترمذی"، کتاب الزھد، الحدیث: ۲۴۰۶، ج۴، ص۱۷۹، "سنن ابن ماجه"، کتاب الفتن، الحدیث: ۴۰۴۳، ج۴، ص۳۶۹، "سنن الدارمی"، کتاب الرقائق، الحدیث: ۲۷۸۴، ج۲، ص۴۱۲.

2 ...... "الموطأ" للإمام مالك، کتاب الجنائز، الحدیث: ۵۶۳، ج۱، ص۲۱۸، "سنن أبي داود"، کتاب الجنائز، باب في فضل من مات بالطاعون، الحدیث: ۳۱۱۱، ج۳، ص۲۵۲، "مشكاة المصابيح"، کتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الحدیث: ۱۵۶۱، ج۱، ص۲۹۹.

علاج ہے۔ بشرطیکہ آدمی مومن ہو اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع فزع کرے تو بیماری سے کوئی معنوی فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ بعض نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول اٹھتے ہیں اور بعض خدائے تعالیٰ کی جانب ظلم کی نسبت کر کے کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ان کی انتہائی شقاوت اور دنیا و آخرت کی ہلاکت کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اِساءَ ت کا معنیٰ

☆......اِساءَت: یعنی وہ کام جسے نہ مکروہِ تنزیہی کی طرح صرف خلافِ اولی کہا جائے جس پر ملامت بھی نہیں، نہ تحریمی کی طرح گناہ و ناجائز جس پر استحقاقِ عذاب ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ برا کیا قابلِ ملامت ہوا جس کا حاصل مکروہِ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور تحریمی سے کمتر۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۰۵)

☆......اور ہر مکروہِ تحریمی صغیرہ، اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۵۲۴)

بچے کو ایصال ثواب

سوال: اگر کسی کھانے پر یا شیرنی پر بچے کی فاتحہ دیکر مسکینوں کو کھلا دے تب اس کھانے کی فاتحہ یا شیرنی کا میت کو ثواب ملے گا یا نہیں۔ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ گے)

جواب: ضرور جائز ہے اور بے شک ثواب پہنچتا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے و الصَبِیُّ لَاشكَّ أنّه مِن أَھلِ الثوابِ و نُصوصُ الحدیثِ و ارشاداتُ العُلَماءِ مُطْلَقَةٌ لا تَخصِیصَ فِیھَاوَاللّٰہُ سُبحانَہٗ وَتَعَالٰی أعْلَمُ۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۱۲۴)

بیمار کی مزاج پُرسی

① ''عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ''۔[1]

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دُعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔ (ترمذی، ابوداود)

② عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَأَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيفًا ''.[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (احمد)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا''۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے۔ اور جنت کی ایک

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض، الحدیث: ۹۷۱، ج ۲، ص ۲۹۰، ''سنن أبی داود''، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادۃ، الحدیث: ۳۰۹۸، ج۳، ص۲۴۸.

2 ......''المعجم الأوسط''، باب الیاء من اسمه یعقوب، الحدیث: ۹۴۴۱، ج۶، ص ۴۷۱.

3 ......''سنن ابن ماجه''، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب إلخ، الحدیث: ۱۴۴۳، ج۲، ص ۱۹۲.

منزل کو تو نے (اپنا) ٹھکانا بنالیا۔ (ابن ماجہ)

④ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِیہَا''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے۔ (احمد، مالک)

⑤ ''عَنْ أَبِی سَعِیدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیضِ فَنَفِّسُوا لَہُ فِی أَجَلِہِ فَإِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطَیِّبُ بِنَفْسِہِ''۔[2]

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی مزاج پُرسی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج وغم دُور کرو اگر چہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

⑥ ''عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْعِیَادَۃِ سُرْعَۃُ الْقِیَامِ''۔[3]

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اُٹھ جائے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

⑦ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُودُ مُسْلِمًا فَیَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیمَ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے ''أَسْأَلُ

[1] ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٢٦٤، ج٥، ص٣٠ .

[2] ......"سنن الترمذی"، كتاب الطب، باب التداوی بالرماد، الحديث: ٢٠٩٤، ج ٤، ص٢٥، "سنن ابنِ ماجه"، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی عيادة المريض، الحديث: ١٤٣٨، ج٢، ص١٩٠.

[3] ......"شعب الإيمان" للبيهقی، باب فی عيادة المريض، الحديث: ٩٢٢١، ج٦، ص٥٤٢، "مشكاة المصابيح"، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض و ثواب المرض، الحديث: ١٥٩١، ج١، ص٣٠٣.

رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ أَنْ یَشْفِیَکَ إِلَّا شُفِیَ إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ''۔(۱) اللّٰہَ الْعَظِیمَ رَبَّ العرشِ العظیم أَنْ یَشْفِیکَ'' (۲) اگر موت کا وقت نہیں آ گیا ہے تو اسے ضرور شفا ہوگی۔(ابوداود، ترمذی)

چوری کا مال خریدنا کیسا؟

چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے، پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو، اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۷، ص ۱۶۵)

توبہ کے بعد گناہ کا طعنہ دینا...!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ عَیَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ وَحَسَّنَهُ. أَیْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ.

یعنی جو کسی مسلمان بھائی کو توبہ کے بعد اس گناہ کا طعنہ دے وہ نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ کا مرتکب نہ ہو اسے ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسے حسن کہا۔ یہاں وہ گناہ مراد ہے جس سے توبہ کر لی گئی ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۶۵۴)

---

(1)......"سنن أبی داود"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض إلخ، الحدیث: ۳۱۰۶، ج۳، ص ۲۵۱، "سنن الترمذی"، کتاب الطب، الحدیث: ۲۰۹۰، ج ٤، ص ۲٤، "مشکاة المصابیح"، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض وثواب المرض، الحدیث: ۱۵۵۳، ج ۱، ص ۲۹۸ .

(2)......''یعنی اللہ بزرگ و برتر سے دُعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے''۔

دوا

①''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً''۔[۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی ہے جس کے لیے شفا یعنی دوا نہ اُتاری ہو۔ (بخاری شریف)

②''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِیبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ''۔[۲]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب بیماری کو (اس کی صحیح) دوا پہنچادی جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بیمار اچھا ہوجاتا ہے۔ (مسلم شریف)

③''عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ''۔[۳]

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے دوا بھی، اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے۔لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو۔ (ابوداود)

④''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ نَهَی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیثِ''۔[۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے نجس دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔ (احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

---

[1] ......"صحیح البخاری"، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلخ، الحدیث: ٥٦٧٨، ج٤، ص١٦.

[2] ......"صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب لکل داء دواء إلخ، الحدیث: ٦٩-(٢٢٠٤) ص١٢١٠.

[3] ......"سنن أبی داود"، کتاب الطب، باب فی الأدویة المکروهة، الحدیث: ٣٨٧٤، ج٤، ص١٠.

[4] ......"سنن أبی داود"، کتاب الطب، باب فی الأدویة المکروهة، الحدیث: ٣٨٧٠، ج٤، ص٩، "سنن الترمذی"، کتاب الطب، باب ما جاء فیمن قتل نفسه بسم أو غیره، الحدیث: ٢٠٥٢، ج٤، ص٧، "سنن ابن ماجه"، کتاب الطب، باب النهی عن الدواء الخبیث، الحدیث: ٣٤٥٩، ج٤، ص٩٩.

اِنتباہ:

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔[1] (بہارشریعت، جلد۱۶،ص ۱۲۷)
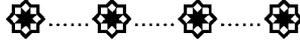
نیک بندے کی پانچ نشانیاں

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں نیک بندے کی پانچ نشانیاں ہیں:

(۱)......اچھی صحبت میں رہتا ہے۔(۲)......زبان وشرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔(۳)......دنیا کی نعمت کووبال اور دینی نعمت کوفضل رب ذوالجلال تصور کرتا ہے۔(۴)......حلال کھانا بھی اس خوف سے پیٹ بھر کرنہیں کھاتا کہ اس میں کہیں حرام نہ ملا ہوا ہو۔(۵)......اپنے علاوہ سب مسلمانوں کونجات یافتہ تصور کرتا اور خودکوگنہگار سمجھتے ہوئے اپنی ہلاکت کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔

(''المنبہات للعسقلانی''، باب الخماسی، ص۵۹، فیضان سنت جلداول،ص۷۰۲)

سود خور کے ساتھ سلوک

سودخور کہ علانیہ سود کھائے اور توبہ نہ کرے، باز نہ آئے، اس کے ساتھ میل جول نہ چاہئے اسے شادی وغیرہ میں نہ بلایا جائے۔ قَالَ اللہ تَعَالٰی: ﴿ وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴾ اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ، ج۱۷،ص۳۸۰)

[1]...... ''بہارشریعت''، باب عیادت وعلاج کا بیان، حصہ شانزدہم (۱۶)،ص۱۴۹.

دُعا تعویذ

①"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ"۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم نظر بد کے لیے دُعا تعویذ کرائیں۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ يَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ"۔[2]

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اسے دُعا تعویذ کراؤ اسے نظر بد لگی ہے۔ (بخاری، مسلم)

③"عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ نِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ"۔[3]

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان منتروں کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اپنے منتر مجھے سُناؤ، ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔ (مسلم شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

" یعنی اسمائے جن وشیاطین نباشد واز

یعنی منتر میں جن وشیاطین کے نام نہ ہوں۔ اور اس

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب الطب، الحديث: ٥٧٣٨، ج٤، ص٣١، "صحيح مسلم"، كتاب السلام، الحديث: ٥٥۔(٢١٩٥) ص١٢٠٦، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٤٥٢٧، ج٢، ص١٤٤.

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب الطب، باب رقية العين، الحديث: ٥٧٣٩، ج٤، ص٣١.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب لا باس بالرقى إلخ، الحديث: ٦٤۔(٢٢٠٠) ص١٢٠٨.

معانی آن کفر لازم نیاید ولہذا گفته اند کہ آنچہ معنی اومعلوم نہ باشد رُقیہ بآں نتواں کرد مگر آنکہ بہ نقل صحیح ازشارع آمدہ باشد'' (1)

(اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۴۰۴)

منتر کے معانی سے کفر لازم نہ آتا ہو۔(تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں)اور اسی لیے علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ جس منتر کا معنی معلوم نہ ہو اسے نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن جو شارع علیہ السلام سے صحیح طور پر منقول ہو (اسے پڑھ سکتے ہیں اگر چہ اس کا معنی معلوم نہ ہو)

دیوبندی عالم

دیوبندی عالم دین نہیں ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں عالم دین سمجھنا خود کفر ہے،علمائے حرمین شریفین نے انہیں لوگوں کے لئے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ :مَنْ شَکَّ فِی عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَر۔جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے تو وہ کافر ہوا۔

(فتاوی رضویہ، ج۱۶،ص۱۶۲)

عاق کرنے کا مسئلہ

اگر کوئی شخص لاکھ بار اپنے فرمانبردار خواہ نافرمان بیٹے کو کہے کہ میں نے تجھے عاق کیا یا اپنے ترکہ سے محروم کردیا تو نہ اس کا یہ کہنا کوئی نیا اثر پیدا کرسکتا ہے نہ وہ بدیں وجہ ترکہ سے محروم ہوسکے۔

(فتاوی رضویہ،ج۲۶،ص۸۵)

1 ......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الطب والرقی، الفصل الأول، ج۳، ص٦٤٦.

موت

① ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَکْثِرُوا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ لذتوں کو ختم کردینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''باب تمنی الموت و ذکرہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

ذکر موت کنایت ست از خوف وخشیت حق وعمل بمقتضائے آں وتوبہ واستغفار وتقدیم وترجیح نفع درآخرت والا ذکر موت و یاد داشتن آں بے عمل چیزے نیست بلکہ تواند کہ سبب قساوت قلب گردد چنانکہ ذکر حق سبحانہ و تعالی بہ غفلت۔[2]

(اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۶۵۳)

یعنی موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے۔ اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے۔ ورنہ بغیر عمل کے صرف موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ غفلت اور بے عملی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (قساوت قلبی کا سبب ہے)

② ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّی أَحَدُکُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَإِمَّا مُسِیئًا فَلَعَلَّهُ یَسْتَعْتِبُ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لیے کہ) وہ یا تو نیکوکار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہوجائے اور یا بدکار

1 ...... ''سنن الترمذی''، کتاب الزهد، باب ما جاء فی ذکر الموت، الحدیث: ۲۳۱۴، ج۴، ص۱۳۸، ''سنن النسائی''، کتاب الجنائز، باب کثرة ذکر الموت، الحدیث: ۱۸۲۱، ص۳۱۱.

2 ...... ''اشعة اللمعات''، کتاب الجنائز، باب تمنی الموت وذکره، ج۱، ص۶۹۷.

3 ...... ''صحیح البخاری''، کتاب المرضی، باب نهی تمنی المریض إلخ، الحدیث: ۵۶۷۳، ج۴، ص۱۳.

ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ توبہ کرکے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرلے۔ (بخاری شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

آرزوئے مرگ بجہت ضرر دنیا مانند مرض یا فقر یا مانند آن مکروہ است زیرا کہ آن علامت بے صبری وبستوہ آمدن از تقدیر الٰہی و ناراض بودن از آن است اما از جہت محبت وشوق بلقائے الٰہی تعالیٰ وخلاص از تنگنائے ایں سرائے ومحنت آن ووصول بملك آخرت ونعیم آن نشان ایمان و کمال اوست و ہمچنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی۔[1]

یعنی دنیوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ بے صبری اور تقدیری الٰہی سے ملال وناراضگی کی نشانی ہے لیکن خدائے تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لئے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۶۵۳)

③ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ''[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ حضور نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں حضور نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر

❶......''اشعة اللمعات''، كتاب الجنائز، باب تمنی الموت وذكره، ج۱، ص۶۹۷.

❷......''سنن الترمذی''، كتاب الجنائز، الحديث: ۹۸۵، ج۲، ص۲۹۶، ''سنن ابن ماجه''، باب ذكر الموت إلخ، الحديث: ۴۲۶۱، ج۴، ص۴۹۶، ''مشكاة المصابيح''، الحديث: ۱۶۱۲، ج۱، ص۳۰۶.

جس بندہ کے دل میں ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ اسے وہ چیز دے گا جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس سے وہ ڈرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

④ ''عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْرَءُ وا سُوْرَۃَ یٰس عَلٰی مَوْتَاکُمْ''.[1]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۂ یٰس شریف پڑھو۔ (احمد، ابوداود)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

ظاہر آنست کہ مراد محتضر باشد وعمل نیز ہم بریں ست واحتمال دارد کہ مراد بعد از موت درخانہ یا برسرِ قبر۔[2]

یعنی ظاہر مراد یہ ہے کہ موت کے وقت سورۂ یٰس پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے۔ اور ہوسکتا ہے یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۲۶۲)

⑤ ''عَنْ أَبِی سَعِیدٍ وَأَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاکُمْ لا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ''۔[3]

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

تلقین کی صورت یہ ہے کہ موت کے وقت حاضرین بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ کریں۔

❀......❀......❀......❀

---

1 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی برزۃ الأسلمی، الحدیث: ۲۰۳۲۳، ج۷، ص۲۸۶، ''سنن أبی داود''، کتاب الجنائز، باب القراءۃ عند المیت، الحدیث: ۳۱۲۱، ج۳، ص۲۵۶.

2 ......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الجنائز، باب ما یقول عند من حضرہ الموت، ج۱، ص۷۰۶.

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی لا إلہ إلا اللہ، الحدیث: ۱-(۹۱۶) ص۴۵۶.

① ”عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا“۔[1]

حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضور کی صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہے تھے) تو حضور نے فرمایا اسے غسل دو طاق، یعنی تین یا پانچ یا سات بار، اور غسل کا سلسلہ داہنی جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کریں۔ (بخاری)

میت کو غسل دینے میں کلی نہ کرائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔[2] (بہارشریعت)

② ”عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ“۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہیے کہ اچھا کفن دے۔ (مسلم شریف)

حضرتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”مراد بہ تحسین کفن آنست کہ تمام باشد ونظیف و سفید و بے اسراف و تبذیر، ونوو شستہ دراں، برابر ست اما آنچہ مُسرفان کنند بریا وتکبر حرام ومکروہ است اشد

یعنی اچھے کفن کا مطلب یہ ہے کہ کفن پورا ہو اور صاف ستھرا ہو وسفید ہو اور اس میں اسراف و بے جا خرچ نہ ہو۔ نیا کفن اور پرانا جو دھویا ہوا ہو دونوں کا حکم ایک ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کرنے والے جو رِیا اور تکبّر سے کرتے ہیں وہ سخت مکروہ اور

1 ......”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب ما یستحب إلخ، الحدیث: ۱۲۵۴، ج۱، ص۴۲۶.

2 ...... ”بہارِشریعت“، ج۱،ص۸۱۱، ”الفتاوی الھندیة“، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ج۱، ص۱۵۸.

3 ......”صحیح مسلم“، کتاب الجنائز، با ب فی تحسین کفن المیت، الحدیث: ۴۹۔(۹۴۳) ص ۴۷۰.

حرمت و کراہت''۔[1]

اشد حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلداول، ص۶۷۲)

③ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ''۔[2]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔ (ابوداود، ترمذی)

ضروری انتباہ:

(۱)......عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کاندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اُتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔[3] (بہارشریعت، جلد چہارم، ص۵۱۹)

(۲)......میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفّار کا طریقہ ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلداول ص:۶۰۰ میں ہے: ''يُوضَعُ يَدَاهُ فِي جَانِبَيْهِ لَا عَلَى صَدْرِهِ لِأَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الْكُفَّارِ''۔[4]

(۳)......بعض جگہ میت کے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں کہ ''جیسے نماز کے قیام میں'' یہ بھی منع ہے۔

(٤)......میت کا تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہیے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ فتاوٰی عالمگیری جلداول مصری ص:۱۵۰، ہدایہ جلداول ص:۱۳۷، اور ردالمحتار جلداول ص:۶۰۳ میں ہے: ''اَلْاِزَارُ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ'' یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔[5] اسی طرح بہارِ شریعت میں ہے۔ لہٰذا

1......''اشعة اللمعات''، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، ج۱، ص۷۱۷.

2......''سنن أبي داود''، كتاب الطب، باب في الأمر بالكحل، الحديث: ۳۸۷۸، ج٤، ص۱۲، ''سنن الترمذي''، كتاب الجنائز، باب ما يستحب من الأكفان، الحديث: ۹۹۶، ج۲، ص۳۰۱.

3...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۸۱۳.

4......''الدر المختار ورد المحتار''، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في القراءة إلخ، ج۳، ص۱۰۵.

5......''الفتاوى الهندية''، كتاب الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۰، ''الهداية''، باب الجنائز، فصل =

بعض لوگ جوناف سے پنڈلی تک رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

(۵)......عورت کی اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونا چاہیے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے۔ اورعرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہونا چاہیے۔اور جولوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بے جااور خلافِ سنّت ہے۔[۱] (بہارشریعت)

(٦)......عورت کے لیے سینہ بند پستان سے ناف تک ہواور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے:''**وَالْأَوْلَى أَنْ تَكُونَ الْخِرْقَةُ مِنْ الثَّدْيَيْنِ إِلَى الْفَخِذِ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ**''۔[۲]

(۷)......سینہ بندلفافہ کےاوپرہونا چاہیے۔فتاوی عالمگیری جلداول ص:۱۵۱میں ہے:''**ثُمَّ الْخِرْقَةُ بَعْدَ ذَلِكَ تُرْبَطُ فَوْقَ الْأَكْفَانِ فَوْقَ الثَّدْيَيْنِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ**''.[۳]

اورفتح القدیرمیں ہے:''**فِي شَرْحِ الْكَنْزِ فَوْقَ الْأَكْفَانِ**'' یعنی شرح کنزالدقائق میں سینہ بندکی جگہ سب کپڑوں کےاوپر مذکورہے۔[٤]

لہذا سینہ بندکوسب کپڑوں سے پہلے لپیٹنے کا جوعام رواج ہے وہ غلط ہے۔

= فی التکفین، ج ۱، ص۸۹، "رد المحتار"، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الکفن، ج۳، ص ۱۱۲.

❶...... ''بہارِشریعت''، ج۱،ص۸۲۱، "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص ۱٦۱.

❷......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فی التكفين، ج۱، ص ۱٦۰.

❸......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فی التكفين، ج۱، ص ۱٦۱.

❹......" فتح القدير"، باب الجنائز، فصل فی تكفينه، ج۲، ص۱۱۸.

جنازہ

①''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَکُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَکُ سِوَى ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِکُمْ''۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جنازہ کے لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک آدمی کا جنازہ ہے تو اسے خیر کی (منزل) کی طرف جلد پہنچانا چاہیے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو بُرے کو اپنی گردنوں سے جلد اُتار دینا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّی عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ''.[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر اور حصولِ ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے۔ جس میں سے ہر قیراط اُحد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

③''عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام ایک جنازہ کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے

---

[1] ......''صحیح البخاری''، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، الحدیث: ۱۳۱۵، ج۱، ص۴۴۴، ''صحیح مسلم''، کتاب الجنائز، باب الاسراع بالجنازة، الحدیث: ۵۰-(۹۴۴) ص۴۷۰.

[2] ......''صحیح البخاری''، کتاب الإیمان، باب اتباع الجنازة من الإیمان، الحدیث: ۴۷، ج۱، ص۲۹، ''صحیح مسلم''، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة علی إلخ، الحدیث: ۵۶-(۹۴۵) ص۴۷۲.

شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ"۔[1]

ارشاد فرمایا کہ واجب ہوگئی پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا اس پر حضور نے ارشاد فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا (یارسول اللہ) کیا چیز واجب ہوگئی، فرمایا جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"مراد ثنائے اہلِ خیر وصلاح وصدق وتقوی بے مدخلیت غرض نفسانی ست که آن علامت بودن مردست از اہل جنت والا اگر بعضے از فساق وفجار بغرضے از اغراض یکے از اہل فسق بستایند یا یکے صالحے رانکوہش کنند قطع بداں نتواں کرد۔[2]

یعنی اہلِ خیر وصلاح اور صدق وتقویٰ والوں کی ایسی تعریف مراد ہے جس میں نفسانی غرض شامل نہ ہو اس لیے کہ ایسی ہی تعریف آدمی کے جنتی ہونے کی نشانی ہے ورنہ اگر بعض فاسق وفاجر کسی غرض سے کسی فاسق کی تعریف کریں یا کسی نیک صالح آدمی کی برائی کریں تو اس کی وجہ سے (جنتی یا جہنمی ہونے کا) یقین نہیں کر سکتے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۶۸۲)

④ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ"۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی نہ دو۔ (بخاری)

⑤ "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، الحديث: ١٣٦٧، ج١، ص٤٦٠، "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خيرا إلخ، الحديث: ٦٠-(٩٤٩) ص٤٧٣.

2 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الأول، ج١، ص٧٢٧.

3 ......"صحيح البخاری"، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من سب إلخ، الحديث: ١٣٩٣، ج١، ص٤٧٠.

وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ"۔[۱] کرواوران کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔

(ابوداود،ترمذی)

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

ایں مخصوص ست بمسلمانان وصالحان وآنکہ آشکارا فسق نکنند وظلم نہ کنند۔[۲] (اشعۃ اللمعات جلد،اول)

یعنی یہ حکم ان نیک مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے جوعلانیہ فسق وظلم نہیں کرتے ہیں۔

⑥ "عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ إِنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ أَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ"۔[۳]

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت امام حسن بن علی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قریب سے گزرا تو حضرت امام حسن کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس نہیں کھڑے ہوئے۔حضرت امام حسن نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس نے کہاہاں لیکن پھراس کے بعد بیٹھے رہتے تھے(اور کھڑے نہ ہوتے تھے)۔(نسائی)

اشعۃ اللمعات ترجمۂ مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت ہے کہ:

"پس حکم سابق منسوخ شد وایں نسخ درجنازہ یہود باشد یا مطلق والله اعلم وظاہر ثانی ست"۔[٤]

یعنی تو پہلا حکم منسوخ ہوگیااور یہ منسوخ ہوناصرف یہودی جنازہ کے بارے میں ہے یاہرایک کے لیے،خدائے تعالیٰ بہتر جانتاہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سب کے لیے ہے۔

---

❶......"سنن أبی داود"، کتاب الأدب، باب فی النهی عن سب الموتی، الحدیث: ٤٩٠٠، ج٤، ص٣٦٠، "سنن الترمذی"، کتاب الجنائز، الحدیث: ١٠٢١، ج٢، ص٣١٢.

❷......"اشعة اللمعات"،کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازة والصلاة علیها، الفصل الثانی، ج١، ص٧٣٢.

❸......"سنن النسائی"، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی ترك القیام، الحدیث: ١٩٢١، ص٣٢٦.

❹......"اشعة اللمعات"، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازة والصلاة علیها، ج١، ص٧٣٤.

فتاویٰ عالمگیری جلداول مصری ص:۱۵۲ میں ہے:

''لَا یَقُوْمُ لِلْجَنَازَةِ إِلَّا أَنْ یُرِیْدَ أَنْ یَشْهَدَهَا''۔(۱) یعنی جنازہ کے لیے نہ کھڑا ہو لیکن اس میں شرکت کا ارادہ ہو تو کھڑا ہو سکتا ہے۔

اور طحطاوی ص:۳۶۷ میں ہے:

'' فَهُوَمَكْرُوْهٌ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِي ''(۲) یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

شوھر کا عورت پر حق

ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ! شوہر کا عورت پر کیا حق ہے۔ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اسے اس پر رکھی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۴۳۸)

استاد کا شاگرد کو سزا دینا

ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت وعدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۵۳)

---

❶......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الفصل الرابع فی حمل الجنازة، ج۱، ص۱٦۲.

❷......"حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح"، باب احكام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، ص ٦۰۷.

دفنِ میت

① ''عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔[1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے۔ اور دوسرے (حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو) بغلی نہیں کھودتے تھے۔ (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال پر) صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جوان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے بغلی قبر تیار کی۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

② ''عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ شَهِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِنَازَةَ رَجُلٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ اسْتَقْبِلْ بِهِ اسْتِقْبَالًا وَقُولُوا جَمِيعًا بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَضَعُوهُ لِجَنْبِهِ وَلَا تَكُبُّوهُ لِوَجْهِهِ وَلَا تُلْقُوهُ لِظَهْرِهِ''۔[2]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا اے علی مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ[3] پڑھو۔ اور اس کو کروٹ پر رکھو۔ منہ کے بل اوندھا نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چت لٹاؤ۔ (بدائع الصنائع)

---

❶...... "شرح السنة"، كتاب الجنائز، باب اللحد، الحديث: ١٥٠٤، ج٣، ص٢٦٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، الحديث: ١٧٠٠، ج١، ص٣٢٣.

❷...... "بدائع الصنائع"، كتاب الصلاة، فصل في سنة الدفن، ج١، ص٤٧٣.

❸...... یعنی خدائے تعالیٰ کے نام سے اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق تجھے قبر میں اتارتا ہوں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے۔ اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بہارِ شریعت جلد چہارم ص: ۵۴۵ میں ہے: ''میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں۔''(۱)

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص: ۱۵۵ میں ہے: ''وَیُوضَعُ فِی الْقَبْرِ عَلَی جَنْبِہِ الْأَیْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ کَذَا فِی الْخُلَاصَۃِ''۔(۲)

اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول، ص: ۶۲۶ میں ہے: ''وَیَنْبَغِی کَوْنُہُ عَلَی شِقِّہِ الْأَیْمَنِ''۔(۳)

اور بحرالرائق جلد ثانی ص: ۱۹۴ میں ہے: ''یَکُونُ عَلَی شِقِّہِ الْأَیْمَنِ''۔(۴)

اور بدائع الصنائع جلد اول، ص: ۳۱۹ میں ہے: ''وَیُوضَعُ عَلَی شِقِّہِ الْأَیْمَنِ مُتَوَجِّھًا إِلَی الْقِبْلَۃِ''۔(۵)

اور مراقی الفلاح میں ہے: ''یُوَجَّہُ إِلَی الْقِبْلَۃِ''۔(۶)

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنے پہلو پر لٹانا بہتر ہے۔

فتح القدیر جلد ثالث ص: ۹۵ پر ہے:

''إِنَّہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْقَبْرِ الشَّرِیفِ الْمُکَرَّمِ عَلَی شِقِّہِ الْأَیْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ''.(۷) یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والی قبر شریف میں قبلہ رُو اپنے داہنے پہلو پر (رونق افروز) ہیں۔

اور طحطاوی ص: ۲۶۹ میں ہے:

''وَیُسْنَدُ الْمَیِّتُ مِنْ وَرَائِہِ بِنَحْوِ تُرَابٍ لِئَلَّا یَنْقَلِبَ''۔(۸) یعنی میت کو کروٹ پر لٹانے میں اس کی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگادی جائے تاکہ وہ پلٹ نہ جائے۔

---

1 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۸۴۴، ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص ۱۶۶.

2 ...... ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الفصل السادس فی القبر والدفن إلخ، ج۱، ص۱۶۶.

3 ...... ''الدر المختار ورد المحتار''، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۶۷.

4 ...... ''البحر الرائق''، کتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاتہ، ج۲، ص۳۳۹.

5 ...... ''بدائع الصنائع''، کتاب الصلاۃ، فصل فی سنۃ الدفن، ج۲، ص۶۳.

6 ...... ''مراقی الفلاح''، باب أحکام الجنائز، فصل فی سنۃ الدفن، ص۳۴۳.

7 ...... ''فتح القدیر''، کتاب الحج، باب مسائل منثورہ، ج۳، ص۱۶۹.

8 ...... ''حاشیۃ الطحطاوی''، کتاب الصلاۃ، باب أحکام الجنائز، فصل فی حملھا ودفنھا، ص۶۰۹.

③ ''عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّار أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا''۔[1]

حضرت سفیان تمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر شریف کو دیکھا جو اُونٹ کے کوہان کی طرح (اُٹھی ہوئی) تھی۔ (بخاری)

④ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْهِ''۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا۔ اور پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رُباح تھے۔ انہوں نے مشک سے پانی چھڑکا اور سرہانے سے چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا۔ (بیہقی، مشکوۃ)

انتباہ :

(۱)...... مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى پڑھیں۔[3] (طحطاوی، بہار شریعت)

(۲)...... شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔[4] (بہار شریعت)

(۳)...... میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنا بہتر ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص: ۶۳۳ میں ہے۔ ''كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهُ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِلْمَيِّتِ''۔[5]

(۴)...... پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہ شریف یا سینہ پر کلمہ طیبہ لکھنا بھی جائز ہے۔ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے

1 ...... ''صحيح البخاری''، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی إلخ، الحديث: ۱۳۹۰، ج۱، ص۴٦۹.

2 ...... ''سنن البيهقی''، كتاب الجنائز، باب رش الماء على القبر إلخ، الحديث: ٦٧٤٢، ج۳، ص۵۷۷، ''مشكاة المصابيح''، باب دفن الميت، الحديث: ۱۷۱۰، ج۱، ص۳۲٤.

3 ...... ''حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح''، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، ص ٦۱۱، ''بہار شریعت''، ج۱، ص۸۴۵، ''الجوهرة النيرة''، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱٤۱.

4 ...... ''بہار شریعت''، ج۱، ص۸۴۸، الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۸۵.

5 ...... ''الدر المختار ورد المحتار''، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۸۵.

سے پہلے کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔[1] (ردالمحتار، جلد اول، ۶۳۴)

(۵)......دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

(۶)......علماء سادات اور مشائخ کرام کی قبروں پر قبہ یا عمارت بنانا جائز ہے۔ ردالمحتار جلد اول ص: ۶۲۷ میں ہے: ''قِيلَ لَا يُكْرَهُ الْبِنَاءُ إِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَايِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ''۔[2]

نیز درمختار، باب الدفن اور طحطاوی ص: ۳۷۰ میں ہے: '' لَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ''۔[3]

(۷)......اولیائے کرام کی اظہارِ عظمت کے لیے ان کے مزارات پر چادر ڈالنا، پھول رکھنا اور ان کے مزارات کے قریب چراغ روشن کرنا جائز ہے۔[4] (ردالمحتار، عالمگیری، حدیقہ ندیہ)
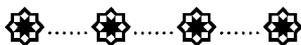
تنگ دستی دور کرنے کا وظیفہ

عرض: آمدنی کی قلت اور اہل وعیال کی کثرت، سخت کلفت (یعنی تکلیف) ہے۔

ارشاد: ''یَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَاب'' ۵۰۰ بار، اول وآخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشاء قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو، پڑھا کرو۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص۲۵۶)

---

1 ......"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٨٦.

2 ......"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٧٠.

3 ......"الدر المختار"، باب الدفن، ج٣، ص١٦٩ـ١٧٠، " حاشية الطحطاوی"، كتاب الصلاة، ص٦١١.

4 ......"رد المحتار"، كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٩، "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة إلخ، ج٥، ص٣٥١، "الحديقة الندية"، ج٢، ص ٦٣٠.

میت پر رونا

①''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ''[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خبر دار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب خدائے تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا۔(اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے۔اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔(جب کہ اس نے رونے کی وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے)۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَ مِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَ مِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ''۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو آنسو آنکھ سے ہو اور جو غم سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (مشکوۃ)

③''عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مرجاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ

---

[1] ......''صحيح البخاري''، كتاب الجنائز، الحديث: ١٣٠٤، ج١، ص٤٤١، ''صحيح مسلم''، الحديث: ١٢-(٩٢٤) ص٤٦٠، ''مشكاة المصابيح''، الحديث: ١٧٢٤، ج١،ص٣٢٦ .

[2] ......''مشكاة المصابيح''، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الحديث: ١٧٤٨، ج١، ص٣٣١.

وَلَدَ عَبْدِی فَیَقُولُونَ نَعَمْ فَیَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَیَقُولُونَ نَعَمْ فَیَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِی فَیَقُولُونَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُولُ اللّٰهُ ابْنُوا لِعَبْدِی بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَیْتَ الْحَمْدِ''۔[1]

سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کرلی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں، پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوہ کو توڑلیا۔ تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندہ نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون پڑھا تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد، ترمذی)

④ ''عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یُتَوَفّٰی لَهُمَا ثَلَاثَةٌ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ إِیَّاهُمَا فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ اثْنَانِ قَالَ أَوْ اثْنَانِ قَالُوا أَوْ وَاحِدٌ قَالَ أَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ إِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهٖ إِلَی الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ''۔[2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے مرجائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر دو بچے انتقال کرجائیں تو حضور نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اور اگر ایک فوت ہوجائے تو حضور نے فرمایا ایک کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل جو ساقط ہوجاتا ہے اپنی ماں کو ''آنول''[3] کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا۔ جب کہ ماں (اس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو۔ (احمد، مشکوۃ)

⑤ ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي موسى الأشعري، الحديث: ١٩٧٤٦، ج٧، ص١٧١، "سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب، الحديث: ١٠٢٣، ج٢، ص٣١٣.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث زيد بن خالد الجهني، الحديث: ٢٢١٥١، ج٨، ص٢٥٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الحديث: ١٧٥٤، ج١، ص٣٣٢.

3 ...... ''نومولود بچے کی ناف'' جو انتڑی یا جھلی کی طرح ہوتی ہے۔

نَعُیُ جَعُفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوا لِآلِ جَعُفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ مَا یَشْغَلُھُمْ''۔[1]

جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو اس لیے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھے گی۔ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ)

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"دریں حدیث دلیل است بر آنکہ مستحب ست خویشاں وہمسائیگان ودوستان راتہیئہ طعام مراہل میت را"۔[2]

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو میت کے گھر پکا ہوا کھانا لانا مستحب ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول)

انتباہ:

(۱)......نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں۔ بالاجماع حرام ہے۔[3] (بہارشریعت بحوالہ جوھرہ)

(۲)......گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر مٹی ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کوٹنا سب جاہلیت کے کام ہیں۔ ناجائز اور گناہ ہیں۔[4] (فتاوی عالمگیری، جلد اول مصری، ص۱۵۷)

(۳)......آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔[5] (بہارشریعت)

(٤)......تعزیت مسنون ہے اور اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے، اور اگر کوئی

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الجنائز، باب الطعام یصنع لأھل المیت، الحدیث: ۱۰۰۰، ج۲، ص۳۰۲،
"سنن أبی داود"، کتاب الجنائز، باب صنعۃ الطعام لأھل المیت، الحدیث: ۳۱۳۲، ج۳، ص۲٦۱،
"سنن ابن ماجہ"، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام إلخ، الحدیث: ۱٦۱۰، ج۲، ص۲۷٤.

2 ......"اشعۃ اللمعات"، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الثانی، ج۱، ص۷۵۳.

3 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۸۵۴، "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹.

4 ......" الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، مسائل فی التعزیۃ، ج۱، ص۱٦۷.

5 ......''بہارشریعت''، ج۱، ص۸۵۵، "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹.

موجود نہ تھا یا علم نہ تھا تو بعد میں حرج نہیں۔[1] (بہار شریعت، بحوالہ ردالمحتار وغیرہ)

(۵)......تعزیت میں یہ کہے کہ خدائے تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے، یا اسی کے مثل دوسرے جملے کہے۔

(٦)......میت کے گھر صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ ہے۔[2]

(بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

(۷)......میت کے گھر والے تیجہ کے دن یا اس کے بعد میت کے ایصالِ ثواب کے لیے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلائیں تو بہتر ہے لیکن دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۱۵۷ میں ہے: ''**لَا یُبَاحُ اتِّخَاذُ الضِّیَافَةِ عِنْدَ ثَلاثَةِ أَیَّامٍ کَذَا فِی التَّتَارُخَانِیَّة**''۔[3]

اور ردالمحتار جلد اول ص:۶۲۹ اور فتح القدیر جلد دوم ص:۱۰۲ میں ہے: ''**وَیُکْرَہُ اتِّخَاذُ الضِّیَافَةِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ أَھْلِ الْمَیِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَھِیَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ**''۔[4]

(۸)...... تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے لیکن بالغ اگر اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔[5] (بہار شریعت بحوالہ خانیہ)

---

1 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۸۵۲، "رد المحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی کراھة إلخ، ج۳، ص۱۷۷.

2 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۸۵۴، "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، ج۵، ص ۳٤٤.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، مسائل فی التعزیة، ج۱، ص۱٦۷.

4 ......"رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۷۵، "فتح القدیر"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل فی الدفن، ج۲، ص۱٥۱.

5 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱، ص۸۵۳، "الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر والاباحة، ج٤، ص ۳٦٦.

① ''عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقْرِبَائِهِ''۔[1]

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ باتیں ہیں۔ پہلی ہی مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخشا جائے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ جنت میں دکھایا جائے گا۔ عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوریں دی جائیں گی۔ اور اس کے عزیزوں میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

② ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ''۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

③ ''عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص

---

1 ......''سنن ابن ماجه''، كتاب الجهاد، باب فضل الشهادة إلخ، الحديث: ۲۷۹۹، ج۳، ص ۳۶۰، ''سنن الترمذي''، الحديث: ۱۶۶۹، ج۳، ص ۲۵۰، ''مشكاة المصابيح''، الحديث: ۳۸۳۴، ج۲، ص ۳۰.

2 ......''صحيح مسلم''، كتاب الامارة، باب من قتل فى سبيل إلخ، الحديث: ۱۲۰۔(۱۸۸۶) ص ۱۰۴۷.

الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ''۔(۱)

خدائے تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرمادیتا ہے۔اگر چہ وہ اپنے بستر پر مرے۔(مسلم شریف)

④ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ''(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مرگیا اور جہاد نہ کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی۔ (مسلم شریف)

⑤ ''عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ''۔(۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو۔ (ابوداود،نسائی)

⑥ ''عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ''۔(٤)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کوئی مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے،کوئی شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور کوئی اپنی بہادری وشجاعت دکھانے کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے راہِ حق میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری،مسلم)

❁.....❁.....❁.....❁

1 ......''صحيح مسلم''،كتاب الامارة، باب استحباب طلب إلخ، الحديث: ١٥٧-(١٩٠٩) ص١٠٥٧.

2 ......''صحيح مسلم''، كتاب الامارة، باب ذم من مات إلخ، الحديث: ١٥٨-(١٩١٠) ص ١٠٥٧.

3 ......''سنن أبي داود''، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، الحديث: ٢٥٠٤، ج٣، ص١٦، ''سنن النسائي''، كتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، الحديث: ٣٠٩٣، ص٥٠٣.

4 ......''صحيح البخاري''، كتاب الجهاد والسير، باب قاتل لتكون كلمة الله هي العلى، الحديث: ٢٨١٠،ج٢، ص٢٥٦، ''صحيح مسلم''، كتاب الامارة، الحديث: ١٤٩-(١٩٠٤) ص ١٠٥٥.

قبروں کی زیارت

① ''عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا''۔[1]

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو۔ (مسلم)

② ''عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ''۔[2]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ انکی زیارت کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

انتباہ :

(۱)......قبروں کی زیارت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے: '' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ '' پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے بعدہٗ جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں تلاوت کرے مثلاً سورۂ یٰس، سورۂ ملک، چاروں قُل، سورۂ فاتحہ، الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک، آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ وغیرہ پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں سب مؤمنین ومؤمنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ [3] (ردالمحتار)

---

1 ......''صحیح مسلم''، کتاب الجنائز، الحدیث: ۱۰۶۔(۹۷۷) ص۴۸۶.

2 ......''سنن ابن ماجه''، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی زيارة القبور، الحديث: ۱۵۷۱، ج۲، ص۲۵۲.

3 ......''رد المحتار''، کتا الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی زیارة القبور، ج۳، ص۱۷۸۔۱۷۹.

(۲)......اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔[1] (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

(۳)......اولیائے کرام کی زیارت کرنا خدائے تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور زائرین کو کافر و بدعتی کہنا کھلی ہوئی گمراہی اور بدعقیدگی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اول ص:۲۴۵، آیتِ کریمہ: ﴿ **اَبْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ** ﴾ کے تحت ہے کہ:

"مِنَ الضَّلَالِ الْبَيِّنِ وَالْخُسْرَانِ الظَّاهِرِ تَكْفِيرُ الْمُسْلِمِينَ بِزِيَارَةِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ زَاعِمِينَ أَنَّ زِيَارَتَهُمْ مِنْ عِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ كَلَّا بَلْ هِيَ مِنْ جُمْلَةِ الْمَحَبَّةِ فِي اللَّه"۔[2]

یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت عبادتِ غیر اللہ ہے کھلی ہوئی گمراہی اور خسارے کا سبب ہے۔ (اولیاء کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ الحبُّ فِي الله میں سے ہے۔

(٤)......منکراتِ شرعیہ اگر ایامِ عرس میں پائے جائیں تو ان کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرے اس لیے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے بُرا جانے اور اصلاح کی جدوجہد کرے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول ص:٦٣١ میں ہے:" قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتَاوِيهِ وَلَا تُتْرَكُ لِمَا يَحْصُلُ عِنْدَهَا مِنْ مُنْكَرَاتٍ وَمَفَاسِد كَاخْتِلَاطِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْقُرُبَاتِ لَا تُتْرَكُ لِمِثْلِ ذٰلِكَ بَلْ عَلَى الْإِنْسَانِ فِعْلُهَا وَإِنْكَارُ الْبِدَعِ بَلْ وَإِزَالَتُهَا إِنْ أَمْكَنَ اهـ. قُلْت وَيُؤَيِّدُ مَا مَرَّ مِنْ عَدَمِ تَرْكِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَإِنْ كَانَ مَعَهَا نِسَاءٌ وَنَائِحَاتٌ تَأَمَّلْ"۔[3]

(٥)......عورتوں کو عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اس لیے کہ وہ جزع فزع کریں گی۔

(٦)......اولیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ پر برکت کے لیے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ناجائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول ص:٦٣١ میں ہے: " وَالتَّبَرُّكُ بِزِيَارَةِ قُبُورِ الصَّالِحِينَ فَلَا بَأْسَ إِذَا كُنَّ عَجَائِزَ وَيُكْرَهُ إِذَا كُنَّ شَوَابَّ كَحُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ"۔[4]

---

1. ......"بہارِ شریعت"، ج۱، ص۸۴۸، "رد المحتار"، کتاب الصلاة، مطلب فی زیارة القبور، ج۳، ص۱۷۷.
2. ......"تفسیر الصاوی"، سورة المائدة، ج۱، ص۴۹۷.
3. ......"رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، ج۳، ص۱۷۸.
4. ......"رد المحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، ج۳، ص۱۷۸.

اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کے مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

''حَاصِلُه أَنَّ مَحَلَّ الرُّخْصَةِ لَهُنَّ إِذَا كَانَتِ الزِّيَارَةُ عَلَى وَجْهٍ لَيْسَ فِيْهِ فِتْنَةٌ''۔[1]

یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کے لیے اجازت صرف اس صورت میں ہے جب کہ زیارت ایسے طریقے پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔ (طحطاوی، ص ۳۷۶)

اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔[2] (بہارِ شریعت، جلد چہارم ص ۵۴۹)

(۷)......مزاراتِ مقدسہ پر ہاتھ پھیرنا، بوسہ دینا، ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے اس لیے کہ یہ چیزیں عاداتِ نصاریٰ میں سے ہیں۔ جیسا کہ اشعۃ اللمعات، جلد اول، باب زیارت القبور، ص: ۷۱۶ میں ہے: ''مسح نہ کند قبر را وبوسہ ندہد آنرا ومنخی نہ شود وروئے بہ خاک نہ مالد کہ ایں عادت نصاریٰ ست''۔[3]

اور فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری ص: ۳۰۴ میں ہے:

''وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰى''۔[4]

یعنی قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے بوسہ دے اس لیے کہ وہ عاداتِ نصاریٰ میں سے ہے۔

اور فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۸ میں ہے۔ مزارات کو بوسہ نہ دینا چاہیے[5]۔

(۸)......قبر کو سجدہ[6] کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

❁......❁......❁......❁

---
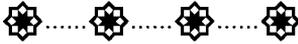
1 ......''حاشية الطحطاوي''، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل في زيارة القبور، ص ۶۲۰.

2 ......''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۸۴۹.

3 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الأول، ج۱، ص۷۶۳.

4 ......''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور إلخ، ج۵، ص ۳۵۱.

5 ......''الفتاوى الرضوية''، ج۹، ص ۵۲۸.

6 ......شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۲۳۰ میں ہے: ''اَلسَّجْدَةُ حَرَامٌ لِغَيْرِهٖ سُبْحَانَه'' یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے۔ (''شرح الفقه الأكبر''، ص ۱۸۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ نمبر ۲۳۱ میں جواہر الاخلاطی سے ہے۔ ''قَالَ الْفَقِيْهُ أَبُوْ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِنْ سَجَدَ لِلسُّلْطَانِ بِنِيَّةِ الْعِبَادَةِ أَوْ لَمْ تَحْضُرْهُ النِّيَّةُ فَقَدْ كَفَرَ'' یعنی فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر عبادت کی نیت سے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو کافر ہو گیا۔ (''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، ج۵، ص۳۶۸)

ایصالِ ثواب

① ’’عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ أَبُوداؤد وَالنِّسَائِی‘‘۔[1] (مشکوۃ، ص ۱۶۹)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے۔ سرکارِ اقدس نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے)۔ (ابوداود، نسائی)

② ’’عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ‘‘۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکی۔ میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے سننے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی رُوح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ (مسلم، جلد اول، ص ۳۲۴)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

’’فِی هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر میت

---

1 ......’’مشکاة المصابیح‘‘، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة، الحدیث: ۱۹۱۲، ج۱، ص۳۶۳، ’’سنن أبی داود‘‘، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ج۲، ص۱۸۰، ’’سنن النسائی‘‘، کتاب الوصایا، باب ذکر الاختلاف علی سفیان، الحدیث: ۳۶۶۳، ص۶۰۰.

2 ......’’صحیح مسلم‘‘، کتاب الزکاة، باب وصول ثواب الصدقة إلخ، الحدیث: ۵۱۔(۱۰۰۴) ص۵۰۲.

تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذٰلِكَ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ"۔[1]

کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ وثواب پہنچتا ہے۔اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

(نووی شرح مسلم، جلد اول، ص ۳۲۴)

(ان احادیث کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔)

(۱)......میت کے ایصالِ ثواب کے لیے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں وغیرہ کھدوا کر اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے۔

(۲)......میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے۔تفسیر عزیزی پارہ عم ص:۱۱۳ میں ہے:"مردہ در آن حالت مانند غریقی ست که انتظار فریاد رسی می برد وصدقات وادعیه وفاتحه دریں وقت بسیار بکارمی آید وازیں جاست که طوائف بنی آدم تایکسال وعلی الخصوص تایك چلّه بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند"۔[2]

(۳)......ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

(٤)......کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۂ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا" **هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ** "یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۵)......غریب ومسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصالِ ثواب کیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا۔اسی طرح اگرچہ غریب ومسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا۔لیکن اس ثواب کو پہلے ہی سے بخش دینا بھی جائز ہے۔

(٦)......کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا،اور غازی میاں کا مرغا وغیرہ اس لیے کہ ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک **"بیر اُمّ سعد"** ہی کے نام سے مشہور ہے۔

❁......❁......❁......❁

1......"نووی شرح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت إلیه، ج٤، ص ٩٠.

2......"تفسیر عزیزی"، پارہ عم، ص ١١٣.

کتابُ الزکاۃ

① ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ فِيهِ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ''۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ (ترمذی)

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ''۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص سونے یا چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کا حق یعنی زکاۃ نہ ادا کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ (مسلم)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکوۃ نہیں ادا کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے سر پر

---

[1] ......''سنن الترمذی''، کتاب الزکاۃ، باب لا زکاۃ علی المال إلخ، الحدیث: ۶۳۱، ج۲، ص۱۲۹.

[2] ......''صحیح مسلم''، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۴-(۹۸۷) ص۴۹۱.

مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ﴾".[1]

دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد حضور نے (پارہ ۴ رکوع ۹ کی) آیت کریمہ تلاوت کی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ إلخ یعنی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جسے خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی (تو انجام کار) ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (بخاری)

④ "عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أَصَابِعَهُ"۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا۔ یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔ (احمد)

⑤ "عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَتَتَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي أَيْدِيهِمَا سُوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسُوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ"۔[3]

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خدائے تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۱۴۰۳، ج۱، ص۴۷۴.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی هریرة، الحدیث: ۸۹۴۲، ج۳، ص ۳۲۱.

3 ......"سنن الترمذی"، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی زکاۃ الحلی، الحدیث: ۶۳۷، ج۲، ص۱۳۲.

تو پھر ان کی زکوۃ ادا کیا کرو۔(ترمذی)

⑥ ''عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِى نُعِدُّ لِلْبَيْعِ''۔(1)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لیے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوۃ نکالا کریں۔ (ابوداود)

⑦ ''عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ''۔(2)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے حضور نے انہیں بھیجا تھا۔ روای نے کہا کہ حضور نے معاذ بن جبل کو حکم فرمایا تھا کہ وہ گیہوں، جو، انگور اور کھجور کی پیداوار میں (مسلمانوں سے) زکوۃ وصول کریں۔(شرح السنۃ، مشکوۃ)

انتباہ:

(۱)......زکوۃ کے سلسلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے زائد اور دین سے فارغ ہوں۔(3)

(۲)......زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ ہے۔(4)

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۱۶۰ میں ہے:''تَجِبُ عَلَى الْفَوْرِ عِنْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ حَتّٰى

---

1 ......''سنن أبي داود''، كتاب الزكاة، باب العروض إذا كانت إلخ، الحديث: ١٥٦٢، ج٢،ص١٣٦.

2 ......''مشكاة المصابيح''،كتاب الزكاة، باب ما يجب فيه الزكاة، الفصل الثاني، الحديث: ١٨٠٣، ج١، ص٣٤٣، '' شرح السنة''، كتاب الزكاة، باب زكاة الثمار وخرصها، ج٣، ص٣٤٤.

3 ......مالک نصاب کی یہ تعریف صرف اموال باطنہ کے لحاظ سے ہے۔۱۲منہ

4 ......''بہارِ شریعت''، ج۱،ص۸۷۴، ''الفتاوى الهندية''، كتاب الزكاة، ج١، ص١٧٠.

یَأْثَم بِتَأْخِیرِہٖ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ"۔[۱]

(۳)......زکوۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں نہیں لگایا جاسکتا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلداول مصری ص:۱۷٦ میں ہے: "لَا یَجُوزُ أَنْ یَبْنِیَ بِالزَّکَاۃِ الْمَسْجِدَ وَکَذَا الحجِّ وَکُلُّ مَا لا تَمْلِیکَ فِیہِ وَلَا یَجُوزُ أَنْ یُکَفَّنَ بِھَا مَیِّتٌ وَلَا یُقْضَی بِھَا دَیْنُ الْمَیِّتِ کَذَا فِی التَّبْیِینِ ملخصاً"۔[۲]

(٤)......مالِ زکوۃ اگر مسجد اور مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صَرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دے دیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔[۳] (ردالمحتار، بہارشریعت)

(۵)......وہابیہ زمانہ کہ توہین خدا وتنقیص شانِ رسالت کرتے ہیں جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا ہے اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں زکوۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔[٤] (بہارشریعت)

(٦)......گیہوں، جَو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلّے، السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربز، تربز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاریاں سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔[۵] (عالمگیری، بہارشریعت)

(۷)......جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے۔ اور جس کی آب پاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیدوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔ اور اگر پانی خرید کر آب پاشی کی جب بھی بیسواں حصہ واجب ہے[٦]۔ (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول فی تفسیر الزکاة إلخ، ج۱، ص۱۷۰.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۸.

3 ......''بہارشریعت''، ج۱ص۸۹۰، "رد المحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن إلخ، ج۳، ص۲۲۷.

4 ......''بہارشریعت''، ج۱ص۹۳۳.

5 ......''بہارشریعت''، ج۱ص۹۱۸، "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸٦.

6 ......کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (تابش)۔ "الدر المختار ورد المحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج۳، ص۳۱٦.

(۸)......جس چیز میں عُشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔کھیتی کے اخراجات یعنی ہل، بیل حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں منہا نہیں کیا جائے گا۔[1] (درمختار، بہارشریعت)

باریک کپڑوں میں عورت کی نماز کا حکم

عرض: عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں یا کان کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ، ٹخنوں تک دونوں پاؤں، ان میں اختلاف روایات ہے۔ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصدا (یعنی جان بوجھ کر) کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلاقصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللّٰہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی۔(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ ، مطلب فی النظر إلی وجه الامرد، ج۲، ص ۱۰۰) اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ، حصہ اول، ص ۷۷)

[1]...... ''بہارشریعت''، ج۱،ص۹۱۸، ''الدر المختار''، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۷ .

صدقۂ فطر

①"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے واجب ٹھہرایا صدقۂ فطر کو غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے، اور بوڑھے ہر مسلمان پر، ایک صاع جو یا کھجور، اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي آخِرِ رَمَضَانَ أَخْرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ"۔(۲)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے۔ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جَو یا نصف صاع گیہوں۔ (ابوداود، نسائی)

③"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابوصغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی

❶......"صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر إلخ، الحديث: ١٥٠٤، ج١، ص٥٠٧، "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر إلخ، الحديث: ١٣-(٩٨٤) ص٤٨٩.

❷......"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح، الحديث: ١٦٢٢، ج٢، ص١٦١، "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب الحنطة، الحديث: ١٥٧٧، ص٢٧٥.

عَلَى كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى أَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللّٰهُ وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهُ"۔(۱)

طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ خدائے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا۔ (ابوداود)

④ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ"۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے صدقۂ فطر اس لیے مقرر فرمایا تاکہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لیے خوراک ہو جائے۔ (ابوداود)

⑤ "عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ"۔(۳)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کر دے کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، نابالغ ہو یا بالغ۔ (ترمذی)

انتباہ:

(۱)......صدقۂ فطر مالکِ نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جب کہ بچہ مالکِ نصاب نہ ہو اور اگر ہو تو بچہ کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔(۴) (درمختار، بہارِ شریعت)

(۲)......صدقۂ فطر کے مسئلے میں مالکِ نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات

1......"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من روى نصف صاع إلخ، الحديث: ۱۶۱۹، ج۲، ص۱۶۱.

2......"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، الحديث: ۱۶۰۹، ج۲، ص۱۵۷، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ۱۸۱۸، ج۱، ص۳۴۶.

3......"سنن الترمذي"، كتاب الزكاة إلخ، باب ما جاء في صدقة الفطر، الحديث: ۶۷۴، ج۲، ص۱۵۱.

4......"الدر المختار ورد المحتار"، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۷. "بہارِ شریعت"، ج۱، ص۹۳۶۔

تولہ سونا کا مالک ہو۔ یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

(۳)......صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔[1] (بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم ص:۷۶ میں ہے: "**تَجِبُ الْفِطْرَةُ وَإِنْ أَفْطَرَ عَامِدًا**"۔ پھر دو سطر کے بعد ہے: "**مَنْ أَفْطَرَ لِكِبَرٍ أَوْ مَرَضٍ أَوْ سَفَرٍ يَلْزَمُهُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ**"۔[2]

(٤)......اگر باپ غریب ہو یا مر گیا ہو تو دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ درمختار باب صدقۃ الفطر میں ہے: "**وَالْجَدُّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِهِ أَوْ فَقْرِهِ**"۔[3]

(٥)......گیہوں، جو، کھجور اور منقّٰی کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرہ اور کوئی غلہ تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔[4] (بہار شریعت)

(٦)......عید کے دن طلوعِ فجر کے بعد عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص:۱۸۰ میں ہے: "**وَالْمُسْتَحَبُّ لِلنَّاسِ أَنْ يُخْرِجُوا الْفِطْرَةَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ**"۔[5]

(٧)......ماہِ رمضان اور رمضان سے پیشتر صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص:۱۷۹ میں ہے: "**وَإِنْ قَدَّمُوهَا عَلَى يَوْمِ الْفِطْرِ جَازَ وَلَا تَفْضِيلَ بَيْنَ مُدَّةٍ وَمُدَّةٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ**"۔[6] اور درمختار میں ہے: "**صَحَّ أَدَاؤُهَا إِذَا قَدَّمَهُ عَلَى يَوْمِ الْفِطْرِ أَوْ أَخَّرَهُ**"۔[7]

---

1. ...... "بہارشریعت"، ج۱، ص۹۳۶، "رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳٦۷.
2. ......"رد المحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳٦۷.
3. ......"الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃالفطر، ج۳، ص۳٦۸.
4. ...... "بہارشریعت"، ج۱، ص۹۳۹، "الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷۳.
5. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲.
6. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲.
7. ......"الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷٦.

(۸)......صاع کا وزن تین سو اکیاون ۳۵۱ روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے پچھتر روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لیے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے۔

شرح وقایہ جلد اول ص:۲۳۹ میں ہے: ''اَلصَّاعُ كَيْلٌ يَسَعُ فِيهِ ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ''۔[1]

اور ایک رطل نصف مَن ہے۔ شامی جلد دوم ص:۷۹ میں ہے: ''وَالرِّطْلُ نِصْفُ مَنٍّ''۔[2]

تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار مَن اناج آئے۔ ''مَن'' کو ''مُد'' بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم ص:۷۹ پر ہے۔ ''اَلْمُدُّ وَالْمَنُّ سَوَاءٌ كُلٌّ مِنْهُمَا رُبُعُ صَاعٍ''۔[3]

اور مَن جس کو مُد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے اور ہر استار ساڑھے چار مثقال، تو ہر مَن ایک سو اسی مثقال ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول ص:۲۴۰ میں ہے: ''إِنَّ الْمَنَّ أَرْبَعُونَ أَسْتَاراً وَالْاَسْتَارُ أَرْبَعَةُ مَثَاقِيلَ وَنِصْفُ مِثْقَالٍ فَالْمَنُّ مِئَةٌ وَّثَمَانُوْنَ مِثْقَالًا''۔[4]

تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۴ مَن x ۱۸۰ مثقال = ۷۲۰ مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے۔ پھر اناج ہلکے بھاری ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ صاع کی تقدیر میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض آئمہ نے ماش وعدس یعنی مسور اور اُرد کا اعتبار کیا ہے۔ اور صدر الشریعہ صاحبِ شرح وقایہ نے فرمایا کہ ماش وعدس گیہوں سے بھاری ہوتے ہیں لہذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی ۷۲۰ سات سو بیس مثقال ماش وعدس آئے گا چھوٹا ہوگا اور وہ پیمانہ کہ جس میں ۷۲۰ سات سو بیس مثقال گیہوں آئے بڑا ہوگا۔ لہذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں کا اعتبار کیا جائے۔ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت یہ ہے:

''اَلْمَاشُ أَثْقَلُ مِنَ الحِنطَةِ وَالحِنطَةُ مِنَ الشَّعِيرِ فَالْمِكْيَالُ الَّذِى يَمْلأُ بِثَمَانِيَةِ أَرْطَالٍ مِنَ الْمج يَمْلأُ بِأَقَلَّ مِنْ ثَمَانِيَةِ أَرْطَالٍ مِنَ الْحِنْطَةِ الجيدةِ الْمُكْتَنِزَةِ فَالأَحوطُ فِيهِ أَن يَقدرَ الصَّاع

---

1 ......''شرح الوقاية''، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر فى البر وغيره، ص ۳۰۰.

2 ......''رد المحتار''، كتاب الزكاة، مطلب فى تحرير الصاع والمد والمن والرطل، ج۳، ص۳۷۳.

3 ......''رد المحتار''، كتاب الزكاة، مطلب فى تحرير الصاع والمد والمن والرطل، ج۳، ص۳۷۳.

4 ......''شرح الوقاية''، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر فى البر وغيره، ص ۳۰۱.

بِثَمَانِية أَرْطَالٍ مِنَ الْحِنطة الجيدةِ"[1] (شرح وقايه، جلد اول، ص ۲۳۹)

اور چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے لہذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سوبیس مثقال جو آئے بڑا ہوگا۔ اسی لیے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبِ شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کرکے فرمایا کہ سب سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظّمہ کے مشائخ موجودین وسابقین کا عمل اور فتوی اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جو کا اعتبار کیا جائے۔

جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم ص: ۸۰ پر ہے: "وَلَكِنْ عَلَى هَذَا الْأَحْوَطِ تَقْدِيرُهُ بِالشَّعِيرِ وَلِهَذَا نَقَلَ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ عَنْ حَاشِيَةِ الزَّيْلَعِيِّ لِلسَّيِّدِ مُحَمَّد أَمِينِ مِيرْغَنِيٍّ أَنَّ الَّذِى عَلَيْهِ مَشَايِخُنَا بِالْحَرَمِ الشَّرِيفِ الْمَكِّيِّ وَمَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ مَشَايِخِهِمْ وَبِهِ كَانُوا يُفْتُونَ تَقْدِيرُهُ بِثَمَانِيَةِ أَرْطَالٍ مِنْ الشَّعِيرِ وَلَعَلَّ ذَلِكَ لِيَحْتَاطُوا فِي الْخُرُوجِ عَنِ الْوَاجِبِ بِيَقِينٍ لِمَا فِي مَبْسُوطِ السَّرَخْسِيِّ مِنْ أَنَّ الْأَخْذَ بِالِاحْتِيَاطِ فِي بَابِ الْعِبَادَاتِ وَاجِبٌ اهـ فَإِذَا قُدِّرَ بِذَلِكَ فَهُوَ يَسَعُ ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ مِنَ الْعَدَسِ وَمِنَ الْحِنْطَةِ وَيَزِيدُ عَلَيْهَا أَلْبَتَّةَ بِخِلَافِ الْعَكْسِ فَلِذَا كَانَ تَقْدِيرُ الصَّاعِ بِالشَّعِيرِ أَحْوَطَ"۔[2]

خلاصہ کلام یہ ہے صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں ۷۲۰ سات سوبیس مثقال جو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظّمہ کے مشائخ کا معمول ومفتی بہ ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۷۲۰ مثقال x $۴\frac{۱}{۲}$ = ۳۲۴۰) سات سوبیس مثقال یعنی تین ہزار دوسوچالیس ماشے جو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۳۲۴۰ ماشے÷۱۲=۲۷۰ تولے) تین ہزار دوسوچالیس ماشے یعنی ۲۷۰ تولے جو آئیں۔ اور چونکہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشے ہوتا ہے اس لیے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۳۲۴۰ ماشے÷ $۱۱\frac{۱}{۴}$ ماشے=۲۸۸ روپیہ بھر) بتیس سوچالیس ماشے یعنی دوسو اٹھاسی روپیہ بھر جو آئیں۔ اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر سے زیادہ

---

1 ......"شرح الوقاية"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر فى البر وغيره، ص ٣٠٠.

2 ......"رد المحتار"، كتاب الزكاة، مطلب فى مقدار الفطرة بالمد الشامى ، ج٣، ص٣٧٦.

آئے گا۔ پھر چونکہ گیہوں جَو سے بھاری ہوتا ہے تو جس پیمانہ میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جَو آئے گا اسی پیمانہ میں گیہوں ایک سو چوالیس روپیہ بھر سے زیادہ آئے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جَو آئے اسی پیمانہ میں ½ ۱۷۵ ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر گیہوں آئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول لاہوری ص: ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جَو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار مسطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جَو کی جگہ ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیہوں آئے۔[1] تو نصف صاع گیہوں صدقہ فطر کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک اور آٹھ آنے بھر ہے اس لیے کہ انگریزی سیر اسی روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے (منظر الفتاویٰ) اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲ کلو گرام ۴۶ $\frac{۱۲۳}{۱۶۰}$ گرام یعنی دو کلو اور تقریباً ۴۷ گرام ہوگا کیونکہ اسی روپیہ بھر کا سیر نو سو تینتیس گرام کا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بات متحقق ہوگئی اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ کا مسلک غایت احتیاط اور اعلیٰ درجہ تحقیق پر مبنی ہے۔

❁......❁......❁......❁

عورتوں کا بناؤ سنگار کرنا

عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگار کر کے دلھن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انھیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں۔ اور دلھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ انکی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۱۲۶)

---

[1] ...... ''فتاوی رضویہ (مخرجہ)''، ج ۱، ص ۷۹۷۔

سخی اور بخیل

①"عَنْ أَبِی سَعِیدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِئَةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ"۔(1)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداود)

②"عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللّٰهِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ"۔(2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے۔ (ترمذی)

③"عَنْ أَبِی بَكْرِ نِ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ"۔(3)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتائے۔ (ترمذی)

④"عَنْ أَبِی سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور

---

1 ......"سنن أبی داود"، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی کراهية إلخ، الحديث: ۲۸۶۶، ج۳، ص۱۵۵.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب البر والصلة إلخ، باب ما جاء فی السخاء، الحديث: ۱۹۶۸، ج۳، ص۳۸۷.

3 ......"سنن الترمذی"، کتاب البر والصلة إلخ، باب ما جاء فی السخاء، الحديث: ۱۹۷۰، ج۳، ص۳۸۸.

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ''۔[1]

علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بد خلقی جمع نہیں ہوتی۔ (ترمذی)

⑤ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ إِسْحٰقُ إِلَّا أَنَّ الْأَبْرَصَ أَوِ الْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا۔ اور پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کا کوڑھ زائل ہو گیا اور اس کے جسم کا رنگ نکھر گیا اور جلد خوش رنگ ہو گئی اس کے بعد فرشتہ نے کہا تجھ کو کس قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے اونٹ کہا یا گائے (حدیث کے راوی حضرت اسحاق کو شک ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا گائے) بہر حال کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ بتلائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹنیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے ان میں

[1] ......''سنن الترمذی''، کتاب البر والصلة إلخ، باب ما جاء فی البخل، الحدیث: ۱۹۶۹، ج۳، ص۳۸۷.

بِـهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْکَ قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِـدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا قَالَ فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِـنَ الْإِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِـنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْـئَتِـهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُـمَّ بِکَ أَسْـأَلُکَ بِـالَّذِي أَعْطَاکَ اللَّوْنَ الْـحَسَـنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَـلَيْهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَـأَنِّـي أَعْـرِفُکَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْـرَصَ يَقْذَرُکَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاکَ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ هٰـذَا الْـمَـالَ كَـابِـرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَـاذِبًـا فَصَيَّرَکَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَأَتَى الْأَقْـرَعَ فِـي صُورَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هٰذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَـاذِبًـا فَـصَيَّرَکَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَأَتَى الْأَعْـمَـى فِـي صُـورَتِـهِ وَهَيْـئَتِـهِ فَقَـالَ رَجُلٌ مِسْـكِيـنٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَـفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِکَ أَسْـأَلُکَ بِـالَّـذِي رَدَّ عَـلَيْکَ بَـصَـرَکَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ

برکت عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز زیادہ پسند ہے اس نے کہا خوبصورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یعنی گنجا پن۔ حضور نے فرمایا کہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن زائل ہو گیا اور خوبصورت بال اسے عطا کیے گئے۔ پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے اس نے کہا گائیں، چنانچہ اس کو حاملہ گائیں عطا کردی گئیں اور فرشتہ نے اس کو دعا دی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھ کو واپس کردے تا کہ میں اپنی آنکھوں سے لوگوں کو دیکھوں۔ حضور فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کی بینائی اس کو مرحمت فرمادی پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے؟ اس نے کہا بکریاں چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے مال میں خدا نے برکت دی اور کوڑھی اور گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے۔ اور اندھے

اَللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِی فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰہِ لَا اَجْھَدُکَ الْیَوْمَ شَیْئًا اَخَذْتَہٗ لِلّٰہِ فَقَالَ اَمْسِکْ مَالَکَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیتُمْ فَقَدْ رَضِیَ عَنْکَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْکَ"۔[1]

کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں نظر آنے لگے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ کوڑھی کی صورت میں اس کوڑھی کے پاس پہنچا؟۔ اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرا وسیلہ سفر مفقود ہے اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی اور تیری مدد سے ہوسکتا ہے۔ پس میں تجھ سے اس کی ذات کا وسیلہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال دیا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں تیری کچھ مدد کرسکوں) فرشتے نے اس کے جواب میں کہا میں گویا تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے کہا یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسلٍ اپنے خاندان سے (وراثت) میں ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کردے جیسا کہ تو پہلے تھا اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کی صورت میں اُسی گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا تو فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کردے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مرد مسکین اور مسافر ہوں میرا سامانِ سفر جاتا رہا، بس اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے پھر تیرے ذریعہ ممکن ہے تو میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کرلوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا بے شک میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی پس تجھ کو جس قدر چاہیے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ قسم ہے خدا کی آج میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔ فرشتے نے یہ سن کر کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا۔ اور تیرے ساتھیوں سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوا۔ (بخاری، مسلم)

[1] ......"صحیح البخاری"، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث أبرص وأعمی إلخ، الحدیث: ٣٤٦٤، ج٢، ص٤٦٣، "صحیح مسلم"، کتاب الزھد والرقائق، الحدیث: ١٠ ـ (٢٩٦٤) ص١٥٨٤.

بھیک مانگنا کیسا ہے؟

① ”عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُضْغَةُ لَحْمٍ۔(١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی۔ یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا۔ (بخاری، مسلم)

② ”عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ“۔(٢)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی لذت سے اس کے چہرے کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے۔ اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

③ ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ. اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم منبر پر تشریف فرما تھے۔ صدقہ کا اور بھیک مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے

---

1 ...... صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مشکوۃ المصابیح میں ” مُزْعَةُ لَحْمٍ “ کے الفاظ ہیں۔

”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب من سال الناس تکثرا، الحدیث: ١٤٧٤، ج١، ص٤٩٧،

”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب کراھة المسألة للناس، الحدیث: ١٠٤ـ(١٠٤٠) ص ٥١٨.

2 ......”صحیح البخاری“، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة، الحدیث: ١٤٧١، ج١، ص٤٩٧.

الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ "۔[۱]

ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا۔ (بخاری، مسلم)

④ " عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا "۔[۲] (ابو داود، ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو نمایاں کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے۔ (ابو داود، ترمذی)

⑤ " عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ "۔[۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ گویا انگارہ مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم مانگے۔ (مسلم)

انتباہ :

(۱)......آج کل بہت سے لوگوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں۔ ہل بیل والے ہیں کھیتی کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور ان

---

❶......"صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، لا صدقة إلا عن ظهر غنى، الحديث: ۱۴۲۹، ج۱، ص۴۸۲، "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اليد العليا إلخ، الحديث: ۹۴-(۱۰۳۳) ص۵۱۵.

❷......"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، الحديث: ۱۶۳۹، ج۲، ص۱۶۸، "سنن الترمذي"، كتاب الزكاة إلخ، الحديث: ۶۸۱، ج۲، ص۱۵۴، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ۱۸۴۶، ج۱، ص۳۵۱.

❸......"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، الحديث: ۱۰۵-(۱۰۴۱) ص ۵۱۸.

کو بھیک دینے والے گنہ گار ہوتے ہیں: ''لِأَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ ﴿لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾'' (پارہ ٦، رکوع ٥)۔

(۲)......ڈھول، ہارمونیم، سارنگی بجانے والوں اور گانے والوں کو بھیک دینا منع ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد دوم ص:۳۰ میں ہے: ''بناید داد سائلے را کہ طبل زدہ برور ہامی گردد ومطرب راکہ از ہمہ افحش ست''۔[1]

(۳)......آج کل اکثر لوگ اندھے، لولے لنگڑے، اپاہج کو بھیک نہیں دیتے اور گانے والی، جوان نامحرم عورتوں سے گانا سنتے اور انہیں بھیک دیتے ہیں یہ سخت ناجائز اور حرام ہے۔

أَنَا الْحَقّ یا أَنَا الْاَحَقّ

حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق (میں ہی زیادہ حق دار ہوں)، ابتلائے الٰہی کے لیے سامعین کے فہم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں۔ ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتیں، ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہہ ڈالا۔ دوسری رات قصداً جاگتے رہے، جب وہ اپنے وقتِ معمول پر اٹھ کر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہو لیے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں۔ یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریبِ صبح انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور وہ ان کی بہن کے دہن مبارک کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پینا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا۔ بہن! تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لیے بھی چھوڑ دو۔ انہوں نے صرف ایک جرعہ ان کے لیے چھوڑا جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و در و دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے انا الاحق بے شک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ٦٢٧)

---

1 ......''اشعة اللمعات''، کتاب الزکاة، باب من لا تحل له المسئلة ومن تحل له، ج ٢، ص ٣١.

کتابُ الصّوم

روزہ

① ’’عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ‘‘۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

’’کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت ست از پیاپے فرستادن رحمت وصعود اعمال بے مانع واجابت دعا۔ وکشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق وحسن قبول وبستہ شدن درہائے دوزخ از تنزیہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش و تخلص از بواعث

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب ہے پے در پے رحمت کا بھیجا جانا، اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہِ الٰہی میں اعمال کا پہنچنا اور دعا کا قبول ہونا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جانے کا معنی ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسنِ قبول عطا فرمانا۔ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب ہے روزہ داروں کے نفوس کو ممنوعاتِ شرعیہ

---

[1]...... ’’صحیح البخاری‘‘، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده، الحدیث: ۳۲۷۷، ج۲، ص۳۹۹، ’’صحیح مسلم‘‘، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحدیث: ۲۔(۱۰۷۹) ص۵۴۳۔

معاصی وقمع شہوات ودر زنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی ووساوس"۔ [1]

کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر اُبھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہش کا توڑنا اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیئے جانے کا معنی ہے بُرے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔ (اشعۃ اللمعات، جلد دوم، ص۷۲)

② "عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم)

③ "عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ"۔ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے

---

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الصوم، الفصل الأول، ج۲، ص۷۷.

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب فضل ليلة القدر، الحديث: ۲۰۱٤، ج۱، ص۶۶۰، "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب فی قيام إلخ، الحديث: ۱۷۵-(۷۶۰) ص۳۸۲.

3 ......"سنن الترمذی"، كتاب الصوم، باب ما جاء فی فضل إلخ، الحديث: ۶۸۲، ج۲، ص۱۵۵، "سنن =

متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ، اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

④ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ"۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم ہے۔ (احمد، نسائی، مشکوۃ)

⑤ "عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے شعبان کے آخر میں وعظ فرمایا۔ اے لوگو تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام کرنا (نماز پڑھنا) تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام یعنی نفل عبادت کرے تو ایسا ہے جیسے اور مہینہ میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے ایک فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا

= ابن ماجه"، كتاب الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، الحديث: ١٦٤٢، ج٢، ص٢٩٦.

[1]......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي هريرة، الحديث: ٩٠٠١، ج٣، ص ٣٣١، "سنن النسائي"، كتاب الصيام، الحديث: ٢١٠٣، ص٣٥٥، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ١٩٦٢، ج١، ص٣٧٢.

يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مُذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ"۔(۱)

مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کردی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کرے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور جو اپنے غلام پر اس مہینہ میں تخفیف کرے یعنی کام لینے میں کمی کردے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ (بیہقی)

⑥"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغْفَرُ لِأُمَّتِهِ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر رات میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے عرض کیا گیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے

---

❶......"شعب الإيمان" للبيهقي، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳۶۰۸، ج۳، ص ۳۰۵.

قَضٰى عَمَلَهُ''۔[1]

والوں کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کرلے۔ (احمد)

⑦ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ''۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص کو روزہ کی حالت میں خود بخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں۔اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا واجب ہے۔ (ترمذی،ابوداود)

⑧ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ رکھ کر) بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو خدائے تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث شریف کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ایں کنایت ست از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم وشرعیت آں ہمیں گرسنگی وتشنگی نیست بلکه کسر شہوت واطفائے نائرہ نفسانیت است تانفس از امارگی برآید ومطمئنه گردد۔[4] (اشعة اللمعات، جلد دوم، ص۸۵)

یعنی مطلب یہ ہے کہ روزہ قبول نہ ہوگا اس لیے کہ روزہ کے مشروع اور واجب کرنے کا مقصد یہی بھوک اور پیاس نہیں ہے بلکہ لذتوں کی خواہشات کا توڑنا اور خود غرضی کی آگ کو بجھانا مقصود ہے تاکہ نفس خواہشات کی جانب راغب ہونے کی بجائے حکمِ الٰہی پر چلنے والا ہوجائے۔

---

1 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي هريرة، الحديث: ۷۹۲۲، ج۳، ص ۱۴۴.

2 ......''سنن الترمذي''، كتاب الصوم إلخ، باب ما جاء فيمن استقاء إلخ، الحديث: ۷۲۰، ج۲، ص۱۷۳،
''سنن أبي داود''، كتاب الصوم، باب الصائم يستقي عامدًا، الحديث: ۲۳۸۰، ج۲، ص۴۵۴.

3 ......''صحيح البخاري''، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول إلخ، الحديث: ۱۹۰۳، ج۱، ص۶۲۸.

4 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم، الفصل الأول، ج۲، ص۹۰.

⑨ ''عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ حَمُولَةٌ تَأْوِي إِلَى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ''۔[1]

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچادے تو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے جہاں بھی رمضان آ جائے۔(ابوداود)

⑩ ''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلَى''۔[2]

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (شرعی) مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی مسافر چار رکعت والی فرض نماز دو پڑھے) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کردیا (یعنی ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کرلیں)۔ (ابوداود، ترمذی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''افطار مرضع وحبلی را بر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ را یا نفس ایشاں را''۔[3]

(اشعۃ المعات جلد دوم ص ۹۴)

یعنی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت صرف اس صورت میں ہے کہ بچہ کو یا خود اس کو روزہ سے نقصان پہنچے۔ (ورنہ رخصت نہیں ہے)

⑪ ''عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے

---

1 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند سلمة بن المحبق، الحديث: ۱۵۹۱۲، ج۵، ص۳۸۹.

2 ......''سنن أبي داود''، كتاب الصوم، باب اختيار الفطر، الحديث: ۲۴۰۸، ج۲، ص۴۶۶، ''سنن الترمذي''، كتاب الصوم، باب الرخصة في الإفطار للحبلى إلخ، الحديث: ۷۱۵، ج۲، ص۱۷۰.

3 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الصوم، باب صوم المسافر، الفصل الثاني، ج۲، ص۱۰۰.

كَصِيَامِ الدَّهرِ''۔[1]

رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔ (مسلم)

⑫ ''عَنْ أَبِی قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ''۔[2]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کا گناہ دور کردے گا۔ (مسلم)

واضح ہو کہ عرفہ کا روزہ میدانِ عرفات میں منع ہے۔[3] (بہارِ شریعت)

⑬ ''عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُورَاءَ وَالْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ''۔[4]

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورہ کا روزہ۔ ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) ہر مہینہ کے تین روزے دو رکعتیں فجر کی فرض سے پہلے۔ (نسائی)

⑭ ''عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ''۔[5]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب (کسی) مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہو تو تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو (روزہ) رکھو۔ (ترمذی، نسائی)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة إلخ، الحديث: ٢٠٤ـ(١١٦٤) ص٥٩٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة إلخ، الحديث: ١٩٦ـ(١١٦٢) ص٥٨٩.

3 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۰۱۰۔

4 ...... "سنن النسائی"، كتاب الصيام، باب كيف يصوم ثلثة أيام إلخ، الحديث: ٢٤١٣، ص٣٩٥.

5 ...... "سنن الترمذی"، كتاب الصوم عن رسول الله، باب ما جاء فی صوم ثلاثة أيام إلخ، الحديث: ٧٦١، ج٢، ص١٩٣، "سنن النسائی"، كتاب الصيام، باب الاختلاف على موسى بن طلحة فی الخبر إلخ، الحديث: ٢٤٢١، ص٣٩٦.

انتباہ :

(۱)......یکم شوال اور۱۰،۱۱،۱۲ذی الحجہ کوروزہ رکھنا مکروہ تحریمی اورنا جائز ہے۔[1]

(طحطاوی،ص۳۸۷، درمختار،ردالمحتار،ج۲،ص۸۶)

(۲)......احتلام ہوجانے یاہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیااوراسی حالت میں پورادن گزاردیاتو وہ نمازوں کے چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہ گار ہوگامگرروزہ اداہوجائے گا۔

بحرالرائق جلددوم ص:۲۷۳میں ہے:''**لَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا لَا يَضُرُّهُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ**''۔[2]

اورفتاویٰ عالمگیری جلداول مصری ص:۱۸۷میں ہے:''**وَمَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَوِ احْتَلَمَ فِي النَّهَارِ لَمْ يَضُرَّهُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ**''۔[3]

(۳)......مریض کومرض بڑھ جانے یادیر میں اچھاہونے یاتندرست کوبیمارہوجانے کاگمان غالب ہوتو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔اس کی ظاہرنشانی پائی جاتی ہے۔یااس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یاکسی سُنی مسلمان طبیب حاذق مستورالحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبردی ہو۔اوراگرنہ کوئی علامت ہونہ تجربہ،نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایابلکہ کسی کافریافاسق یابدمذہب ڈاکٹریاطبیب کے کہنے سے روزہ توڑدیاتوکفارہ لازم آئے گا۔[4] (ردالمحتار،جلددوم ص۱۲۰،بہارشریعت)

(٤)......جوشخص رمضان میں بلاعذرعلانیہ قصداً کھائےتوسلطان اسلام اسےقتل کردے۔[5]

(شامی،بہارشریعت)

1......"حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"،كتاب الصوم، فصل في صفة الصوم وتقسيمه، ص ٦٤٠، "الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩١.

2......"البحر الرائق"، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسده، ج٢، ص٤٧٦.

3......"الفتاوى الهندية"،كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج١، ص ٢٠٠.

4......''بہارِشریعت''،ج۱،ص۱۰۰۳، "رد المحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣-٤٦٤.

5......''بہارِشریعت''،ج۱،ص۹۸۸، "رد المحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الكفارة، ج٣، ص٤٤٩.

(۵)......معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا پینا جائز نہیں۔[1]

(درمختار، فتاوی رضویہ)

لہذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد اب کھاپی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل بمبئی وغیرہ کی اکثر مساجد میں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی افطار کے وقت مسجدوں کی بڑی بے حرمتی کرتے ہیں جو ناجائز اور حرام ہے۔ امام اور متولیانِ مسجد کو اس امر پر توجہ کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

بے اذن شوہر گھر سے نکلنے کا وبال

ایک زن (یعنی خاتون) خَثْعَمِیَّہ نے خدمتِ اقدسِ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے سنائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے کہ میں زَنِ بے شوہر ہوں اس کے ادا کی اپنے میں طاقت دیکھوں تو نکاح کروں ورنہ یوں ہی بیٹھی رہوں۔ فرمایا: تو بیشک شوہر کا حق زوجہ پر یہ ہے کہ عورت کجاوہ پر بیٹھی ہو اور مرد اُسی سواری پر اس سے نزدیکی چاہے تو انکار نہ کرے، اور مرد کا حق عورت پر یہ ہے کہ اس کے بے اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے اگر رکھے گی تو عبث (بے کار) بھوکی پیاسی رہی روزہ قبول نہ ہوگا اور گھر سے بے اِذنِ (یعنی بے اجازتِ) شوہر کہیں نہ جائے اگر جائے گی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے، عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک پلٹ کر آئے۔ یہ ارشاد سن کر ان بی بی نے عرض کی: ٹھیک ٹھیک یہ ہے کہ میں کبھی نکاح نہ کرونگی۔

(مجمع الزّوائد، ج٤، ص٥٦٣، حدیث ٧٦٣٨، بحوالہ "پردے کے بارے میں سوال جواب" ص۱۳۰)

---

[1]......"الدر المختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج٣، ص٥٠٦، "الفتاوی الرضویة"، ج٨، ص٩٢.

رُویت ہلال

①''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ''۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو۔ اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔ اور اگر ابر یا غبار ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن کی) مقدار پوری کرلو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''قول منجمین نامقبول ونامعتبر ست در شرع واعتماد برآں نہ تواں کرد وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب واتباع رضی اللہ تعالی عنہم وسلف وخلف رحمۃ اللہ تعالی علیہم بداں عمل ننمودہ اند واعتبار نہ کردہ اند''۔[2]

یعنی شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول و غیر معتبر ہے۔ اس پر بھروسہ نہیں کرسکتے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، نیز سلف و خلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اور نہ اعتبار فرمایا۔

②''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم إلخ، الحديث: ١٩٠٦۔ ١٩٠٧، ج١، ص٦٢٩، "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، الحديث: ٣۔(١٠٨٠) ص٥٤٣.

2 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الصوم، باب رؤية الهلال، الفصل الأول، ج٢، ص٨٢.

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْیَتِہِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْیَتِہِ فَإِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَأَکْمِلُوا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلاثِینَ ''۔[1]

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرلو۔ (بخاری، مسلم)

③ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّی رَأَیْتُ الْھِلالَ یَعْنِی ھِلالَ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ أَذِّنْ فِی النَّاسِ أَنْ یَصُومُوا غَدًا ''۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، عرض کیا ہاں، فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں حضور نے ارشاد فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''دریں حدیث دلیل ست برآنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبروے در ماہ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت''۔[3]

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہ رمضان میں مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، جلد دوم، ص ۷۹)

---

1 ...... ''صحیح البخاری''، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا رأیتم إلخ، الحدیث: ۱۹۰۹، ج۱، ص۶۳۰، ''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۸-(۱۰۸۱) ص۵۴۶.

2 ...... ''سنن أبی داود''، کتاب الصوم، باب فی شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان، الحدیث: ۲۳۴۰، ج۲، ص۴۴۰، ''سنن الترمذی''، کتاب الصوم إلخ، باب ما جاء فی الصوم بالشھادۃ، الحدیث: ۶۹۱، ج۲، ص۱۵۹، ''سنن النسائی''، کتاب الصیام، الحدیث: ۲۱۱۰، ص۳۵۶.

3 ...... ''اشعۃ اللمعات''، کتاب الصوم، باب رؤیۃ الھلال، الفصل الثانی، ج۲، ص۸۴.

انتباہ:

(۱)......چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں۔

اوّل چاند کی خبر:

۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان المبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں باوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان پر سے دیکھنا کافی ہے ورنہ ایک کثیر جماعت چاہیے جو اپنی آنکھ سے چاند کا دیکھنا بیان کرے باقی گیارہ مہینوں کے چاند کے لیے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو عادلوں کی گواہی ضروری ہے اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔

درمختار مع ردالمحتار جلد دوم، ص:۹۳ میں ہے: ”قُبِلَ بِلَا دَعْوَى وَبِلَا لَفْظِ أَشْهَدُ وَبِلَا حُكْمٍ وَمَجْلِسِ قَضَاءٍ لِلصَّوْمِ مَعَ عِلَّةٍ كَغَيْمٍ وَغُبَارٍ خَبَرُ عَدْلٍ أَوْ مَسْتُورٍ لَا فَاسِقٍ اتِّفَاقًا. ملخصاً“۔[1]

پھر اسی کتاب کے ص:۹۵ پر ہے: ”قُبِلَ بِلَا عِلَّةٍ جَمْعٌ عَظِيمٌ يَقَعُ الْعِلْمُ الشَّرْعِيُّ وَهُوَ غَلَبَةُ الظَّنِّ بِخَبَرِهِمْ وَصَحَّحَ فِي الْأَقْضِيَةِ الِاكْتِفَاءَ بِوَاحِدٍ إِنْ جَاءَ مِنْ خَارِجِ الْبَلَدِ أَوْ كَانَ عَلَى مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ وَاخْتَارَهُ ظَهِيرُ الدِّينِ“۔[2]

اور بحر الرائق جلد دوم ص:۲۶۹ میں ہے: ”أَمَّا فِي هِلَالِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأَهِلَّةِ فَإِنَّهُ لَا يُقْبَلُ فِيهِ إِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ عُدُولٍ أَحْرَارٍ غَيْرِ مَحْدُودِينَ كَمَا فِي سَائِرِ الْأَحْكَامِ“۔[3]

دوم شهادة على الشهادة:

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ جب کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ

1......”الدر المختار ورد المحتار“، كتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج٣، ص٤٠٦.

2......”الدر المختار ورد المحتار“، كتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج٣، ص٤٠٩.

3......”البحر الرائق“، كتاب الصوم، ج٢، ص٤٧٠.

ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں میں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ۔

درمختار مع ردالمحتار جلد چہارم ص:۴۰۹ میں ہے:''**اَلشَّهَادَةُ عَلَى الشَّهَادَةِ مَقْبُولَةٌ وَإِنْ كَثُرَتْ اسْتِحْسَانًا**''۔[1]

اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری ص:۴۱۰ میں ہے:''**وَيَنْبَغِي أَنْ يَذْكُرَ الْفَرْعُ اسْمَ الشَّاهِدِ الْأَصْلِ وَاسْمَ أَبِيهِ وَجَدِّهِ حَتَّى لَوْ تَرَكَ ذٰلِكَ فَالْقَاضِي لَا يَقْبَلُ شَهَادَتَهُمَا**''۔[2]

سوم شهادة على القضا:

یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اس گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دار القضا میں موجود تھے۔ انہوں نے یہاں آ کر مفتی کے سامنے کہا کہ ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رؤیت فلاں دن کی شام کو ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوتِ ہلال فلاں روز کا حکم دیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ الامام الغزی ص:۶ اور فتح القدیر جلد دوم ص:۲۴۳ میں ہے:''**لَوْ شَهِدُوا أَنَّ قَاضِيَ بَلْدَةِ كَذَا شَهِدَ عِنْدَهُ اثْنَانِ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ فِي لَيْلَةِ كَذَا وَقَضَى بِشَهَادَتِهِمَا جَازَ لِهٰذَا الْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِشَهَادَتِهِمَا لِأَنَّ قَضَاءَ الْقَاضِي حُجَّةٌ وَقَدْ شَهِدُوا بِهِ كَذَا فِي شَرْحِ الْكَنْزِ**''۔[3]

چهارم استفاضه :

یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید و رمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک

---

1 ......"الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج١١، ص٢٨٥.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادى عشر فى الشهادة على الشهادة، ج٣، ص٥٢٤.

3 ......"الفتاوى الإمام الغزى"، ص ٦، "فتح القدير"، كتاب الصوم، فصل فى رؤية الهلال، ج٢، ص٣١٩.

زبان خبر دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں، نیز ایسا شہر کہ جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نا اہل ہو یا محقق اور معتمد ہو۔ مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں عید و رمضان خود مقرر کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے۔ تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔[1] (فتاوی رضویہ، جلد چہارم، ص۵۵۳)

اور جیسا کہ درمختار بحث رویت ہلال میں ہے: ''لَوْ اسْتَفَاضَ الْخَبَرُ فِي الْبَلْدَةِ الْأُخْرَى لَزِمَهُمْ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْمَذْهَبِ، مُجْتَبَى وَغَيْرُهُ''۔[2]

اور شامی جلد دوم ص:۹۷ پر ہے: ''قَالَ الرَّحْمَتِيُّ مَعْنَى الاسْتِفَاضَةِ أَنْ تَأْتِيَ مِنْ تِلْكَ الْبَلْدَةِ جَمَاعَاتٌ مُتَعَدِّدُونَ كُلٌّ مِنْهُمْ يُخْبِرُ عَنْ أَهْلِ تِلْكَ الْبَلْدَةِ أَنَّهُمْ صَامُوا عَنْ رُؤْيَةٍ لَا مُجَرَّدِ الشُّيُوعِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ بِمَنْ أَشَاعَهُ كَمَا قَدْ تَشِيعُ أَخْبَارٌ يَتَحَدَّثُ سَائِرُ أَهْلِ الْبَلْدَةِ وَلَا يُعْلَمُ مَنْ أَشَاعَهَا كَمَا وَرَدَ أَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَجْلِسُ الشَّيْطَانُ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَحَدَّثُونَ بِهَا وَيَقُولُونَ لَا نَدْرِي مَنْ قَالَهَا فَمِثْلُ هٰذَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُسْمَعَ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَثْبُتَ بِهِ حُكْمٌ اهـ قُلْت وَهُوَ كَلَامٌ حَسَنٌ''۔[3]

پنجم اکمالِ عدت:

یعنی جب ایک مہینہ کا تیس دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گیا اور اس حساب سے تیس دن پورے ہو گئے مگر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑے گا۔

درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص:۹۷ میں ہے: ''بَعْدَ صَوْمِ ثَلَاثِينَ بِقَوْلِ عَدْلَيْنِ حَلَّ الْفِطْرُ وَبِقَوْلِ

---

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص ٤١٤ ـ ٤١٥.

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الصوم، مطلب ما قاله السبكى من الاعتماد إلخ، ج٣، ص٤١٣.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الصوم، مطلب ما قاله السبكى من الاعتماد إلخ، ج٣، ص٤١٣.

عَدْلٍ لَا، لٰكِنْ نَقَلَ ابْنُ الْكَمَالِ عَنِ الذَّخِيرَةِ إِنْ غُمَّ هِلَالُ الْفِطْرِ حَلَّ اتِّفَاقًا. ملخصاً''۔[1]

(۲)......اگر چاند شرعی طریقہ سے ثابت ہوجائے تو اہلِ مغرب کا دیکھنا اہلِ مشرق کے لیے لازم ہوگا۔

جیسا کہ فتاویٰ الامام الغزی ص:۵ میں ہے: ''يَلْزَمُ أَهْلَ الْمَشْرِقِ بِرُؤْيَةِ أَهْلِ الْمَغْرِبِ عَلٰى مَا هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى كَمَا فِي فَتْحِ الْقَدِيْرِ وَالْخُلَاصَةِ''۔[2]

(۳)......جنتری:

جنتری سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے: ''لَا عِبْرَةَ بِقَوْلِ الْمُؤَقِّتِيْنَ وَلَوْ عُدُوْلًا عَلَى الْمَذْهَبِ''۔[3]

اور شامی جلد دوم ص:۹۴ پر ہے: ''لَا يُعْتَبَرُ قَوْلُهُمْ بِالْإِجْمَاعِ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُنَجِّمِ أَنْ يَعْمَلَ بِحِسَابِ نَفْسِهِ''۔[4]

(٤)......اخبار:

اخبار سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا اس لیے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح ہو تو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ ''فَإِنَّهُمْ لَمْ يَشْهَدُوْا بِالرُّؤْيَةِ وَلَا عَلٰى شَهَادَةِ غَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا حَكَوْا رُؤْيَةَ غَيْرِهِمْ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيْرِ''۔[5] (ردالمحتار، جلد دوم، ص۹۷)

(۵)......خط:

خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہوگا اس لیے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے۔ لہٰذا اس سے علمِ یقینی حاصل نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے: ''لَا يُعْمَلُ بِالْخَطِّ''۔[6] ہدایہ میں ہے: ''اَلْخَطُّ يُشْبِهُ الْخَطَّ فَلَا يُعْتَبَرُ''۔[7]

1 ......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۳۔٤۱٤.
2 ......''الفتاوی الإمام الغزی''، ص٥ .
3 ......''الدر المختار''، کتاب الصوم، مطلب لا عبرة بقول الموقتين فی الصوم، ج۳، ص٤٠٨ .
4 ......''رد المحتار''، کتاب الصوم، مطلب لا عبرة بقول الموقتين فی الصوم، ج۳، ص٤٠٨ .
5 ......''رد المحتار''، کتاب الصوم ، ج۳، ص٤١٣ .
6 ......''الدر المختار''، کتاب القضاء، مطلب لا یعمل بالخط، ج٨، ص١٥٢ .
7 ......''الهداية''، کتاب الزكاة، باب فيمن يمر علی العاشر، ج١، ص١٠٤ .

(٦)......تار اور ٹیلی فون:

تار اور ٹیلیفون بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لیے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے، تار و ٹیلیفون میں وہ بھی مفقود، نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لیے کہ ایک آواز سے دوسری آواز مل جاتی ہے۔ تو تار اور ٹیلی فون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہوسکتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری ص: ٣٥٧ میں ہے: ''لَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَا يَسَعُهُ أَنْ يَشْهَدَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ غَيْرَهُ إِذِ النَّغْمَةُ تُشْبِهُ النَّغْمَةَ''۔[1]

(٧)......ریڈیو اور ٹیلیویژن:

ریڈیو اور ٹیلیویژن میں تار و ٹیلیفون سے زیادہ دشواریاں ہیں اس لیے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

غرضیکہ یہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہوسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ خط، تار، ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے پھر فیصلہ ہوتا ہے۔

تعجب ہے کہ جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی اُمور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیوں کر مان سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی اوپر گزر چکا ہے کہ:

''فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ''۔[2] یعنی اگر چاند مشتبہ ہوجائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری، مسلم)

مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ کے بہت سے مسلمان کہ ان میں اکثر بے نمازی و بے روزہ دار ہوتے ہیں، ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ایک ہنگامہ کھڑا کر کے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان ناسمجھ مسلمانوں کو اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادِ گرامی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِين بِجَاهِ حَبِيْبِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالَى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة إلخ، ج٣، ص٤٥٢.

2 ......"صحيح البخارى"، كتاب الصوم، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم إلخ، الحديث: ١٩٠٧، ج١، ص٦٢٩، "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، الحديث: ١٨-(١٠٨١) ص٥٤٦.

(۸)...... جہاں سلطانِ اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہو تو شہر کا سب سے بڑا سُنّی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہو تو عامہ مومنین کے سامنے چاند کی گواہی دی جائے۔[1]

(فتاوی رضویہ، جلد چہارم، ص ۵۴۷)

اور حدیقہ ندیہ میں ہے:

''إِذَا خَلا الزَّمَانُ مِنْ سُلْطَانٍ ذِی كِفَايَةٍ فَالْأُمُورُ مُوْكَلَةٌ إِلَى الْعُلَمَاءِ وَيَلْزَمُ الْأُمَّةَ الْمَرْجُوْعُ إِلَيْهِمْ وَيَصِيْرُوْنَ وِلاةً فَإِذَا عَسَرَ جَمْعُهُمْ عَلَى وَاحِدٍ اِستَقلّ كلّ قطر باتّبَاعِ عُلَمَائِهِ فَإِنْ كَثُرُوْا فَالْمُتَّبَع أَعْلَمُهُمْ فَإِنْ اسْتَوَوا أقرع بَيْنَهُمْ''۔[2]

یعنی جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملاتِ شرعیہ میں کفایت کر سکے تو سب شرعی کام علماء کے سپرد ہوں گے اور تمام معاملاتِ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کرنا مسلمانوں پر لازم ہوگا۔ وہی علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کی اتباع کریں۔ پھر اگر ضلع میں عالم بہت زیادہ ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ احکام شرع جانتا ہو اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے گا۔

(۹)...... بے نمازی، یا نماز پڑھتا ہو مگر ترک جماعت کا عادی ہو، داڑھی منڈھے داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھانے والے یہ سب فاسق معلن ہیں ان کی گواہی شرعاً معتبر نہیں۔ یونہی کافر، بدمذہب، مجنون، نابالغ کی گواہی بھی شرع کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں۔ (عامہ کتب)

(۱۰)...... چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔[3]

(بہارشریعت، پنجم ص ۶۸۵)

اور جیسا کہ درمختار میں ہے:

'' إِذَا رَأَوْا الْهِلَالَ يُكْرَهُ أَنْ يُشِيرُوا إِلَيْهِ''۔[4]

یعنی چاند دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کرنا مکروہ ہے۔

---

1 ......"الفتاوی الرضویة"، ج ۱۰، ص ٤٠٦.

2 ......"الحديقة الندية"، النوع الثالث فی أنواع العلوم الثلاثة إلخ، ج ۱، ص ۳۵۱.

3 ......''بہارِشریعت''، ج۱، ص۹۸۰، "رد المحتار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۹.

4 ......"الدر المختار"، كتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۹.

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۱۸۴ میں ہے:

''تُكْرَهُ الْإِشَارَةُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ''۔[1] یعنی چاند دیکھ کر اشارہ کرنا مکروہ ہے ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔

(۱۱)......مسلمانوں کو اپنے معاملات میں عربی اسلامی تاریخ وسنہ کا اعتبار کرنا واجب ہے۔ دوسری تاریخ وسنہ کا اعتبار کرنا جائز نہیں۔

جیسا کہ تفسیر کبیر جلد چہارم ص:۴۴۵ میں ہے: '' قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْآيَةِ[2] أَنْ يَعْتَبِرُوْا فِي بُيُوْعِهِمْ وَمَدَدِ دُيُوْنِهِمْ وَأَحْوَالِ زَكَوَاتِهِمْ وَسَائِرِ أَحْكَامِهِمُ السَّنَةَ الْعَرَبِيَّةَ بِالْأَهِلَّةِ وَلَا يَجُوْزُ لَهُمْ اِعْتِبَارُ السَّنَةِ الْعَجَمِيَّةِ وَالرُّوْمِيَّةِ ''۔[3]

مرد کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا

سوال: عورت اجنبی مَنِہار (یعنی چوڑیاں بیچنے والے) کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیکر اس سے چوڑیاں پہن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا کرنے والی عورت گنہگار اور جہنم کی سزاوار ہے۔ اگر شوہر ومحارم غیرت نہ کھائیں اور باوجود قدرت نہ روکیں تو وہ بھی ''**دیّوث**'' اور جہنم کے حقدار ہیں۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو اس حال میں دیکھ لے کہ کسی غیر مرد نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے تو مرنے مارنے کے لیے تیار ہو جائے مگر صد کروڑ افسوس! یہی بیوی جب چوڑیاں پہننے کے لیے غیر مرد کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیتی ہے تو شوہر کا خون بالکل بھی جوش نہیں مارتا! میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے جب مَنِہار کے ہاتھوں چوڑیاں پہننے کے بارے میں حکم شرعی دریافت کیا گیا تو فرمایا: حرام حرام حرام ہے، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے رَوا رکھتے ہیں وہ **دیّوث** ہیں۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۱۸۶)

---

1 ......''الفتاوی الهندية''، كتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۷.

2 ...... أی: ﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ﴾ (پاره ۱۰، رکوع ۱۱).

3 ......''التفسير الكبير''، سورة التوبة، ج۶، ص۴۳.

شب قدر

①''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرُمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ''۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بےنصیب ہو۔ (ابن ماجہ)

②''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ''۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (بخاری)

③''عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قُولِي اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي''۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھ کو شبِ قدر معلوم ہوجائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ ''أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي''۔[4] (ترمذی)

---

[1]......"سنن ابن ماجه"، كتاب الصيام، باب ما جاء في فضل شهر إلخ، الحديث: ١٦٤٤، ج٢، ص٢٩٨.

[2]......"صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب تحري ليلة إلخ، الحديث: ٢٠١٧، ج١، ص٦٦١.

[3]......"سنن الترمذي"، كتاب الدعوات إلخ، باب ما جاء في عقد إلخ، الحديث: ٣٥٢٤، ج٥، ص٣٠٦.

[4]......یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرمادے۔

④ ’’عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ‘‘۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (طاعت وعبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے، اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔(مسلم)

⑤ ’’عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهَى بِهِمْ مَلَائِكَتَهُ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ أَجِيرٍ وَفَّى عَمَلَهُ ؟ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاؤُهُ أَنْ يُوَفَّى أَجْرُهُ قَالَ مَلَائِكَتِي عَبِيدِيْ وَإِمَائِي قَضَوْا فَرِيضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعِجُّوْنَ إِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِي وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لَأُجِيبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ‘‘۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب شبِ قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کردے، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اسکو پورا معاوضہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کیے ہوئے) فرض کو ادا کردیا اب وہ گھروں سے دعا کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی بخشش ورحمت اپنی عظمت شان اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا

---

1 ......’’صحيح مسلم‘‘، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر إلخ، الحديث: ٨ـ(١١٧٥) ص٥٩٩.

2 ......’’شعب الإيمان‘‘ للبيهقي، كتاب في ليلة العيدين ويومهما، الحديث: ٣٧١٧، ج٣، ص٣٤٣.

ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ پس مسلمان واپس ہوتے ہیں۔ عیدگاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

⑥ ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ''۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شَدَّ مِئْزَرَهُ کے تحت فرماتے ہیں: ''کنایت ست از اجتہاد در عبادات زیادہ بر عادت یا کنایت از گوشہ گرفتن از زناں''۔[2]

(اشعۃ اللمعات، جلد دوم، ص ۱۱۵)

انتباہ :

بعض جگہ شب قدر میں عشاء کی نماز کے لیے سات بار اذان کہتے ہیں یہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

دلھن کے قدموں کا دھوون چھڑکنا کیسا؟

سوال: دُلہن کے پاؤں دھو کر اس کا پانی گھر کے چاروں کونوں میں چھڑکنا کیسا ہے؟

جواب: مستحب ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزّت فرماتے ہیں: دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۲۹۵)

---

1 ......''صحیح البخاری''، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر إلخ، الحدیث: ۲۰۲٤، ج۱، ص۶۶۳.

2 ......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الصوم، باب لیلۃ القدر، الفصل الأول، ج۲، ص۱۲۳.

اِعتکاف

①''عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ''۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ ''۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (ترمذی، ابوداود)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''اعتکاف در ظاہر مذہب حنفیہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم برآں تا انکہ گذشت ازیں عالم''۔[3]

یعنی ظاہر مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت موکدہ ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد دوم، ص ۱۱۸)

---

1 ......''صحیح البخاری''، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر إلخ، الحدیث: ۲۰۲٦، ج۱، ص٦٦٤، ''صحیح مسلم''، کتاب الاعتکاف، الحدیث: ٥-(۱۱۷۲) ص۵۹۸.

2 ......''سنن الترمذی''، کتاب الصوم إلخ، باب ما جاء فی الاعتکاف إذا خرج منه، الحدیث: ۸۰۳، ج۲، ص۲۱۲، ''سنن أبی داود''، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، الحدیث: ۲٤٦۳، ج۲، ص٤۸۸.

3 ......''اشعة اللمعات''، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۲، ص۱۲۵.

انتباہ:

(۱)......اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

"**واجب**" کہ اعتکاف کی منّت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں تین دن اعتکاف کروں گا۔ تو بچہ کے تندرست ہونے پر روزہ کے ساتھ تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔

"**سنت مؤکدہ**" کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ہو اور تیسویں رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا۔ اور ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہو گئے۔

ان دونوں کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ "**مستحب**" ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص: ۱۹۷ میں ہے: "**يَنْقَسِمُ إِلَى وَاجِبٍ وَهُوَ الْمَنْذُورُ تَنْجِيزًا أَوْ تَعْلِيقًا وَإِلَى سُنَّةٍ مُؤَكَّدَةٍ وَهُوَ فِي الْعَشْرِ الْأَخِيرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِلَى مُسْتَحَبٍّ وَهُوَ مَا سِوَاهُمَا هَكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ**"۔[1]

(۲)......اعتکاف کرنے والا دنیوی بات نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ حدیث شریف پڑھے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں پڑھے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص: ۱۹۸ میں ہے: "**لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا بِخَيْرٍ وَيُلَازِمِ التِّلَاوَةَ وَالْحَدِيثَ وَالْعِلْمَ وَتَدْرِيسَهُ وَسِيَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَأَخْبَارَ الصَّالِحِينَ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ**" ملخصاً۔[2]

(۳)......مستحب اعتکاف کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو دروازہ پر دخولِ مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلیں جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا۔ نیت کے الفاظ یہ ہیں:

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۲.

’’بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ‘‘۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی برکت کے ساتھ میں داخل ہوا اور اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ بارِ الٰہا! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔
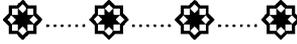
زیارات اولیاء وکرامات اولیاء

☆......کبھی زیارت، اہلِ قبور سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ قبورِ صالحین کی زیارت کے بارے میں احادیث آئی ہیں۔ (جذب القلوب ترجمہ از فارسی)

☆......علامہ نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ بَاقِیَۃٌ بَعْدَ مَوْتِھِمْ اَیْضًا وَمَنْ زَعَمَ خِلَافَ ذٰلِکَ فَھُوَ جَاھِلٌ مُتَعَصِّبٌ وَلَنَا رِسَالَۃٌ فِیْ خُصُوْصِ اِثْبَاتِ الْکَرَامَۃِ بَعْدَ مَوْتِ الْوَلِیِّ ۔آہ مُلَخَّصًا (الحدیقۃُ الندیۃ :أوّلُھم آدم أبو البشر ۲۹۰/۱ نوریہ رضویہ سردار آباد) یعنی اولیاء کی کرامات بعد انتقال بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے، ہم نے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔

☆......امام شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول ہوا: مُعْجِزَاتُ الْاَنْبِیَاءِ وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ لَا تَنْقَطِعُ بِمَوْتِھِمْ (فتاوی جمال بن عمر مکی) یعنی انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں ان کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں۔

☆......امام ابن الحاج مدخل میں امام ابوعبداللہ بن نعمان کی کتاب مستطاب سفینۃ النجاء لاہل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء سے ناقل: تَحَقَّقَ لِذَوِی الْبَصَائِرِ وَالْاِعْتِبَارِ زِیَارَۃُ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ مَحْبُوْبَۃٌ لِاَجْلِ التَّبَرُّکِ مَعَ الْاِعْتِبَارِ فَاِنَّ بَرَکَۃَ الصَّالِحِیْنَ جَارِیَۃٌ بَعْدَ مَمَاتِھِمْ کَمَا کَانَتْ فِیْ حَیَاتِھِمْ ۔ (المدخل: فصل فی زیارۃ القبور، دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۹/۱) یعنی اہل بصیرت واعتبار کے نزدیک محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین کی زیارت بغرض تحصیل برکت وعبرت محبوب ہے کہ ان کی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں بعد وصال بھی جاری ہیں۔

☆......امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبری میں ارشاد فرماتے ہیں: جَمِیْعُ الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ یُشَفِّعُوْنَ فِیْ اَتْبَاعِھِمْ وَیُلَاحِظُوْنَھُمْ فِیْ شَدَائِدِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْبَرْزَخِ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُجَاوِزَ الصِّرَاطَ۔ (المیزان الکبری مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی ۹/۱)

تلاوتِ قرآن مجید

① ”عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ“۔(۱)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ (بخاری)

② ”عَنْ مُعَاذِ نِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا“۔(۲)

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں اور باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی دُنیا کے سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب کہ سورج کو اتنا قریب فرض کر لیا جائے کہ گویا تمہارے گھروں میں اتر آیا ہے پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا تو اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن کریم پر عمل کیا۔ (احمد)

③ ”عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ“۔(۳)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں الٓمّٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف

---

1 ......”صحيح البخاری“، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من إلخ، الحديث: ٥٠٢٧، ج٣، ص ٤١٠.

2 ......”سنن أبی داود“، كتاب الوتر، باب فی ثواب قراءة القرآن، الحديث: ١٤٥٣، ج٢، ص ١٠٠.

3 ......”سنن الترمذی“، كتاب فضائل القرآن عن رسول الله، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن إلخ، =

ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی، دارمی)

قرآن میں کل ۳۲۱۲۶۷۰ حروف ہیں تو پورے قرآن کی تلاوت سے ۳۲۱۲۶۷۰ نیکیاں ملیں گی۔

④ ”عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ“۔[1]

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا یہ سکینہ یعنی رحمت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی۔ (بخاری، مسلم)

⑤ ”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اَخَّرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا ہے کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا پاس بندھا ہوا تھا یکایک گھوڑا کودنے اُچھلنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے کودنے لگا آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو تکلیف نہ پہنچا دے اس خیال سے یحیی کو ہٹا کر

= الحدیث: ۲۹۱۹، ج٤، ص٤١٧، "سنن الدارمی"، الحدیث: ۳۳۰۸، ج۲، ص۵۲۱.

[1]......"صحیح البخاری"، کتاب فضائل القرآن، باب فضل الکھف، الحدیث: ۵۰۱۱، ج ۳، ص٤٠٦، "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، الحدیث: ۲٤٠_(۷۹۵) ص۳۹۹.

وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ"۔[1]

جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو اچانک دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کی طرح ہے جس میں چراغوں جیسی چمکتی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس واقعہ کو میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے ابن حضیر تلاوت کرتے رہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرا بیٹا یحیٰی قریب تھا مجھ کواندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے۔اس لیے میں یحیٰی کی طرف چلا گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کوئی چیز سائبان کی طرح نظر آئی جس میں چراغوں کی طرح چیزیں تھیں۔ پھر میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرات کو سننے آئے تھے۔اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نظروں سے نہ چھپتے۔ (بخاری، مسلم)

⑥ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا"۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز میں کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ توراۃ، انجیل اور زبور (یہاں تک کہ) قرآن میں اس کے مثل (کوئی دوسری سورۃ) نہیں نازل ہوئی۔ (ترمذی)

⑦ "عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب فضائل القرآن، باب نزول السكينة إلخ، الحديث: ٥٠١٨، ج٣، ص٤٠٨.

2 ......"سنن الترمذی"، الحديث: ٢٨٨٤، ج٤، ص٤٠٠، مشكاة المصابيح، ح:٢١٤٢، ج١، ص ٤٠٣.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰس وَمَنْ قَرَأَ يٰس كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِقِرَاءَ تِهَا قِرَاءَ ةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ"۔(۱)

نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ پس جو شخص سورۂ یٰس کو پڑھے اس کے لیے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔(ترمذی، دارمی)

⑧ "عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰس فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ"۔(۲)

حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دن کے شروع حصہ میں جو شخص سورۂ یٰس کو پڑھے تو اس کی حاجتیں پوری کردی جاتی ہیں۔ (دارمی)

⑨ "عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰس ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَاقْرَءُ وْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ"۔(۳)

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سورۂ یٰس کو پڑھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں تو اس سورۃ کو تم لوگ اپنے مُردوں کے پاس پڑھا کرو۔ (بیہقی)

⑩ "عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَعَرُوْسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمٰنُ"۔(۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن پاک کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔ (بیہقی)

⑪ "عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب فضائل القرآن عن رسول الله، باب ما جاء فی فضل یس، الحدیث: ٢٨٩٦، ج٤، ص٤٠٦، "سنن الدارمی"، کتاب ومن کتاب فضائل القرآن، الحدیث: ٣٤١٦، ج٢، ص٥٤٨.

2 ......"سنن الدارمی"، باب فی فضل یس، الحدیث: ٣٤١٨، ج٢، ص٥٤٩.

3 ......"شعب الإیمان" للبیهقی، کتاب ذکر سورة یس، باب من قرء إلخ، الحدیث: ٢٤٥٨، ج٢، ص٤٧٩.

4 ......"شعب الإیمان" للبیهقی، کتاب تخصیص سور منها بالذکر، الحدیث: ٢٤٩٤، ج٢، ص٤٩٠.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"۔[1]

علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا (پوری سورۃ) قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم، بخاری عن ابی سعد رضی اللہ عنہ)

⑫ "عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا"۔[2] (بخاری، مسلم)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ اعتنا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اپنی رسی سے اونٹ نکل جانے کی بہ نسبت قرآن سینہ سے جلد نکل جاتا ہے۔

⑬ "عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اِمْرَءٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ"۔[3]

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اور پھر اس کو بھول جائے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اعضاء جذام[4] کے سبب گل گئے ہوں گے۔ (ابوداود، دارمی)

اِنتباہ :

(۱)...... بیرونِ نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم پڑھنا مستحب اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت أَعُوذُ

1 ......"سنن الترمذی"، عن أبی أیوب، کتاب فضائل، الحدیث: ۲۹۰۵، ج٤، ص٤١٠.

2 ......"صحیح البخاری"، باب استذکار القرآن وتعاهده، الحدیث: ٥٠٣٣، ج٣، ص٤١٢، "صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین إلخ، باب الأمر بتعهد القرآن، الحدیث: ٢٣١-(٧٩١) ص٣٩٧.

3 ......"سنن أبی داود"، کتاب الصلاة، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه، الحدیث: ١٤٧٤، ج٢، ص١٠٧، "سنن الدارمی"، ومن کتاب فضائل القرآن، الحدیث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٥٢٩.

4 ......مردیکه بیفتد اعضائے او بعلت جزام که علّتے مشهور است۔ ("اشعة اللمعات"، ج٢، ص ١٦٣)

باللہ اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا مستحب ہے۔[1] (بہار شریعت)

(۲)......سورۂ توبہ کی ابتداء میں أَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنے کا نیا طریقہ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے بے اصل ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ کے کسی حصہ سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھے یہ محض غلط ہے۔[2] (بہار شریعت، جلد سوم، ص ۳۰۹)

(۳)......بعض جگہ '' لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ '' سے خارج نماز تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہ نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس آیت کے شروع میں بھی اَعُوْذُ ـــــ اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح قُل میں پنج آیت پڑھتے وقت ''وَإِلٰـهُكُمْ إِلٰـهٌ وَّاحِدٌ'' یا ''إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰہِ قَرِيْبٌ'' یا ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ'' سے تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں تو تعوذ و تسمیہ نہیں پڑھتے ایسا ہرگز نہ چاہیے۔

(٤)......مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے قرآن پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔[3] (بہار شریعت جلد سوم ص ۳۱۰)

اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص: ۳۸۳ میں ہے: ''يَجِبُ الاسْتِمَاعُ لِلْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ''۔[4]

(٥)......پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔[5] (بہار شریعت، جلد سوم، ص ۳۰۵)

اور درمختار میں ہے: ''حِفْظُ جَمِيْعِ الْقُرْآنِ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَحِفْظُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ'' ملخصاً۔[6]

---

1 ...... ''بہار شریعت''، ج۱، ص ۵۵۰.

2 ...... ''بہار شریعت''، ج۱، ص ۵۵۱.

3 ...... ''بہار شریعت''، ج۱، ص ۵۵۲.

4 ......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الصلاۃ، فروع فی القراءۃ خارج الصلاۃ، ج۲، ص ۳۲۸.

5 ...... ''بہار شریعت''، ج۱، ص ۵۴۵-۵۴۶، ''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص ۳۱۵ .

6 ......''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الفرق بین فرض العین وفرض الکفایۃ، ج۲، ص ۳۱۵.

(٦)......ث س ش ص، ت ط، ذ ز ض ظ، ا ء ع، ح ہ، ق ک، د ض، ج ز، ان حرفوں میں صحیح امتیاز رکھیں ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔[1] (بہار شریعت)

(٧)......جو لوگ ح، ط، ع، ص وغیرہ کے صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھتے ہوں انہیں لازم ہے کہ تصحیح حروف کے لیے حتی الامکان کوشش جاری رکھیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

جیسا کہ فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص:۹۵، اور شامی جلد اول ص:۴۰۹ میں ہے: "**مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى التَّلَفُّظِ بِحَرْفٍ مِنَ الْحُرُوفِ كَالرَّهْمٰنِ الرَّهِيمِ وَالشَّيْتَانِ الرَّجِيمِ، نَأْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَئِينُ، السِّرَاتَ، أَنْأَمْتَ، فَكُلُّ ذٰلِكَ حُكْمُهُ مَا مَرَّ مِنْ بَذْلِ الْجُهْدِ دَائِمًا وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ الصَّلَاةُ بِهِ**" ملخصاً۔[2]

(٨)......دیہاتوں میں مکتب کے اکثر مدرسین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پورے قرآن میں ذ ز ظ کو ج، ق کو ک، ش کو س اور غ کو گ پڑھاتے ہیں یہ سخت گناہ ہے۔ اور بعض تو بلا وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگاتے ہیں جو سخت ناجائز و حرام ہے۔ **كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى**: ﴿**لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ**﴾ (پارہ ۲۷، سورہ واقعہ)۔

(٩)......آج کل اکثر حافظ اس طرح قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ **يَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ** کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہیں چلتا۔ نہ تصحیح حروف ہوتی ہے۔ بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں۔ اور اس پر فخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا سخت حرام ہے۔[3] (بہار شریعت، جلد سوم، ص۳۰۶)

(١٠)......اوقات مکروہ یعنی طلوع و غروب کے وقت اور دوپہر میں تلاوت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ بہار شریعت جلد سوم ص:۲۳۰ میں ہے: "ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔"[4]

اور بحر الرائق جلد اول ص:۲۵۱ میں "البغیہ" کا یہ قول: "**الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

---

1 ...... "بہار شریعت"، ج۱، ص۵۵۷.

2 ......"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۹٦، "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص۲۵۵.

3 ...... "بہار شریعت"، ج۱، ص۵۴۷.

4 ...... "بہار شریعت"، ج۱، ص۴۵۵، "الدر المختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص٤٤.

فِی الْأَوْقَاتِ الَّتِی تُکْرَہُ فِیھَا الصَّلَاۃُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّسْبِیحُ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْآنِ" نقل کر کے لکھتے ہیں: "وَلَعَلَّهُ لِأَنَّ الْقِرَاءَۃَ رُکْنُ الصَّلَاۃِ وَھِیَ مَکْرُوھَۃٌ فَالْأَوْلَی تَرْکُ مَا کَانَ رُکْنًا لَھَا"۔(۱)

اور ردالمحتار جلد اول ص:۲۶۲ میں صاحب بحر کے قول "فَالْأَوْلَی" کے تحت ہے: "فَالْأَوْلَی أَيْ فَالْأَفْضَلُ لِیُوَافِقَ کَلامَ الْبُغْیَۃِ فَإِنَّ مفادَہُ أَنَّهُ لا کَرَاھَۃَ أَصْلًا لِأَنَّ تَرْکَ الْفَاضِلِ لا کَرَاھَۃَ فِیهِ"۔(۲)

❁......❁......❁......❁

عورت کا درزی کو ناپ دینا کیسا...؟

سوال: اسلامی بہن کا اپنے کپڑے کی سلائی کے لیے نامحرم درزی کو اپنے بدن کے ذریعے ناپ دینا کیسا ہے؟

جواب: حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ درزی بھی سخت گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہے۔ کیوں کہ بغیر نگاہیں جمائے اور بدن پر ہاتھ لگائے بغیر ناپ نہیں لیا جا سکتا۔ ممکن ہو تو اسلامی بہن ہی سے کپڑے سلوائے، یہ نہ ہو سکے تو پھر گھر کی خاتون ناپ لے اور کوئی محرم جا کر درزی کو سلوانے کے لیے دے آئے۔ اسلامی بہن بات بات پر گھر سے باہر نہ دوڑتی پھرے۔ صرف شرعی مصلحت کی صورت میں پردے کی تمام قیودات کے ساتھ باہر نکلے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۲۸۳)

باریک دوپٹا پھاڑ دیا

ایک مرتبہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت سراپا غیرت میں ان کے بھائی حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا حاضر ہوئیں انہوں نے باریک دوپٹا اوڑھ رکھا تھا، حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس دوپٹے کو پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹا اُڑھا دیا۔

(مؤطأ إمام مالك، ج۲، ص ۴۱۰، حديث ۱۷۳۹)

---

(1)......"البحر الرائق"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۴۳۷.

(2)......"رد المحتار"، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ج۲، ص۴۴.

کتاب الحج

① ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ أَفِي كُلِّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا وَالْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ''۔(1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا اگر میں ہاں کردوں تو ہر سال حج فرض ہوجائے اور اگر ہر سال فرض ہوجائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لیے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔ (احمد، نسائی، دارمی، مشکوۃ)

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احکام شرعیہ پر اختیار کلی رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے تو ہر سال حج کرنا فرض فرما دیتے۔

② ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ''۔(2)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو پھر جلد اس کو پورا کرے۔ (ابوداود، دارمی)

---

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن العباس، الحديث: ٢٦٤٢، ج١، ص٦٢٣، "سنن النسائي"، باب وجوب الحج، الحديث: ٢٦١٧، ص٤٣٢، "سنن الدارمي"، كتاب المناسك، الحديث: ١٧٨٨، ج٢، ص٤٦، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٢٥٢٠، ج١، ص٤٦٩.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب التجارة في الحج، الحديث: ١٧٣٢، ج٢، ص١٩٧، "سنن الدارمي"، كتاب ومن كتاب المناسك، من أراد الحج فليتعجل، الحديث: ١٧٨٤، ج٢، ص٤٥.

③ ''عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ [1] وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ''۔ [2]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو (یعنی قِران کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو متصلاً کرو) اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔ (ترمذی، نسائی)

④ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِي وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ''۔ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا اور پھر راستہ ہی میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ہمیشہ کے لیے مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

⑤ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً''۔ [4]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

⑥ ''عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

1 ......هو يحتمل الفقر الظاهر بحصول غنى اليد والفقر الباطن بحصول غنى القلب.(مرقاة المفاتيح، ح: ٢٥٢٤ ج٥، ص٣٩٨)

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الحج عن رسول الله، باب ما جاء في ثواب الحج والعمرة، الحديث: ٨١٠، ج٣، ص٢١٨، "سنن النسائي"، كتاب مناسك الحج، الحديث: ٢٦٢٨، ص٤٣٣.

3 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، كتاب فضل الحج والعمرة، من خرج إلخ، الحديث: ٤١٠٠، ج٣، ص٤٧٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب المناسك، الفصل الثالث، الحديث: ٢٥٣٩، ج١، ص٤٧٢.

4 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب المناسك، الفصل الأول، الحديث: ٢٥٠٩، ج١، ص٤٦٨.

أَبِی شَیْخٌ کَبِیرٌ لا یَسْتَطِیعُ الْحَجَّ وَلا الْعُمْرَةَ وَلا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ أَبِیکَ وَاعْتَمِرْ''۔[1] (ترمذی، ابوداود)

حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا بوڑھا باپ اتنا کمزور ہے کہ حج وعمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے آپ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرلے۔

⑦ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِی نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْهَا دَیْنٌ أَکُنْتَ قَاضِیَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ''۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مرگئی۔ آپ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کیا ہاں، آپ نے فرمایا تو پھر خدائے تعالیٰ کا قرض بھی ادا کر کہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ (بخاری، مسلم)

⑧ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ''۔[3] (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے (چاہے وہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو)۔

⑨ ''عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَکَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلاعَلَیْهِ أَنْ یَمُوتَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الحج عن رسول اللہ، باب ما جاء فی الحج عن الشیخ الکبیر والمیت، الحدیث: ۹۳۱، ج۲، ص۲۷۲، "سنن أبی داود"، کتاب المناسك، باب الرجل یحج عن غیره، الحدیث: ۱۸۱۰، ج۲، ص۲۳۲.

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب الإیمان والنذور، باب من مات وعلیه نذر، الحدیث: ۶۶۹۹، ج٤، ص۳۰۲.

3 ......"صحیح البخاری"، کتاب الجهاد والسیر، الحدیث: ۳۰۰۶، ج۲، ص۳۱۱.

يَهُـودِيًّـا أَوْ نَـصْـرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَـقُـولُ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾(پارہ ٤، رکوع ١)۔[1] (ترمذی)

مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

یعنی خدائے تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جب کہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔

انتباہ:

(۱)......دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔[2]
(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، ج٦ ص١٩ ٧)

(۲)......حج کرنے کے لیے بھی تصویر اور فوٹو کھنچانا جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفل۔ اس لیے کہ گناہ سے بچنا کسی نیکی کے اکتساب سے اہم واعظم ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص:٧٢٩ پر اشباہ سے ہے: "اِعْتِنَـاءُ الشَّرْعِ بِـالْـمَنْهِيَّاتِ أَشَدُّ مِنْ اِعْتِنَائِهِ بِالْمَأْمُورَاتِ"۔[3]

(۳)......عورت کو مکہ شریف تک جانے میں تین روز یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا ضروری ہے خواہ وہ جوان عورت ہو یا بوڑھی۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسبت کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ، بیٹا، اور بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضاعی بھائی باپ بیٹا وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔[4] (بہار شریعت)

(٤)......شوہر یا محرم جس کے ساتھ عورت سفر کرسکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جاسکتی۔[5] (عالمگیری، درمختار، بہار شریعت)

1......"سنن الترمذی"، کتاب الحج إلخ، باب ما جاء فی التغلیظ فی إلخ، الحدیث: ٨١٢، ج٢ ص٢١٩.

2...... "بہارِ شریعت"، ج١ ص١٠٣٦، "الدر المختار ورد المحتار"، مطلب فیمن حج بمال إلخ، ج٣، ص٥١٩.

3......"الفتاوی الرضویة"، ج٨، ص٤٠٦.

4...... "بہارِ شریعت"، ج١ ص١٠٤٤.

5...... "بہارِ شریعت"، ج١ ص١٠٤٤، "الدر المختار"، کتاب الحج، ج٣، ص ٥٣١-٥٣٢.

(۵)......عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔[1] (فتاوی رضویہ، جلد چہارم، ص۶۹۱)

بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز وحرام ہے۔

(٦)......عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔[2] (بہارشریعت)

(۷)......اگر حج کے مصارف کا مالک ہو اور احباب کے لیے تحفہ وتحائف لانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تب بھی حج کو جانا فرض ہے۔ اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔[3] (بہارشریعت)

(۸)......سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی حاضری اور بیت اللہ شریف نیز دیگر مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بعد حاجیوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے عزیز واقارب میں مذہبی رنگ پیدا کرتے مگر افسوس کہ ایسا کرنے کے بجائے وہاں سے ریڈیو لا کر اپنے عزیز واقارب کو دیتے ہیں جس سے وہ اکثر اوقات گانا بجانا سن کر گناہ کماتے رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ریڈیو لانے والے حاجی کا نامۂ اعمال بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

(پارہ ٦، رکوع ٥)

(۸)......جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ ونافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ یا حقوق العباد اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا۔ تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق کو معاف فرمادے اور حقوق العباد کو اپنے ذمۂ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے۔[4] (اعجب الامداد للامام احمدرضا)

---

1 ......"الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷۰٦۔۷۰۷.

2 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱،ص۱۰۴۵، "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص ۱۹۳.

3 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱،ص۱۰۴۰، "رد المحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال إلخ، ج۳، ص۵۲۸.

4 ......"أعجب الإمداد في مكفرات حقوق العباد"، ص۲۷.

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کرلیا یعنی سالہائے گزشتہ کی ماقبی زکوۃ ادا کردی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی، جس کا حق مارلیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا، جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کرالیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کردیا۔ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کرگیا۔ خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہرممکن کوشش کی تو اس کے لیے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔[۱] (اعجب الامداد)

ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود ان امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ ازسرِ نو اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ وحقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کے لیے وہ حج کافی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز وروزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف[۲] ہوتے اور نہ آئندہ کے لیے پروانۂ آزادی ملتا ہے بلکہ مقبول[۳] حج کی نشانی ہی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہوکر واپس ہو۔[۴] (اعجب الامداد)

آج کل بہت سے حضرات برسہابرس حقوق اللہ یعنی نماز وروزہ اور زکاۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی

---

1. ......"أعجب الإمداد فی مکفرات حقوق العباد"، ص۲۸.
2. ......ردالمحتار جلد دوم ص:۲۶۱ میں اس مسئلہ پر بحث کے بعد فرمایا کہ:"وَالْحَاصِلُ أَنَّ تَأْخِيرَ الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ وَتَأْخِير نَحْوِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مِنْ حُقُوقِهِ تَعَالَى فَيَسْقُطُ إِثْمُ التَّأْخِيرِ فَقَطْ عَمَّا مَضَى دُونَ الْأَصْلِ وَدُونَ التَّأْخِيرِ الْمُسْتَقْبَلِ قَالَ فِي الْبَحْرِ فَلَيْسَ مَعْنَى التَّكْفِيرِ كَمَا يَتَوَهَّمُهُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّ الدَّيْنَ يَسْقُطُ عَنْهُ وَكَذَا قَضَاءُ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ إِذْ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِذَلِكَ" پھر ص:۲۶۲ پر فرمایا "وَالْحَاصِلُ كَمَا فِي الْبَحْرِ أَنَّ الْمَسْأَلَةَ ظَنِّيَّةٌ فَلَا يُقْطَعُ بِتَكْفِيرِ الْحَجِّ لِلْكَبَائِرِ مِنْ حُقُوقِهِ تَعَالَى فَضْلًا عَنْ حُقُوقِ الْعِبَادِ"۔
   ("رد المحتار"، کتاب الحج، مطلب فی تکفیر الحج الکبائر، ج٤، ص٥٨۔٥٩)
3. ......اشعۃ اللمعات جلد دوم ص:۳۰۲ میں ہے:" گفتہ اند نشان حج مبرور آن ست کہ بہتر از انکہ رفتہ است برگردد بیاید راغب در آخرت وزاہد در دینا وبمعاصی عود نہ کند" ۱۲ منہ
   ("اشعة اللمعات"، کتاب المناسك ،الفصل الأول، ج٢، ص ٣٢٠)
4. ......"أعجب الإمداد فی مکفرات حقوق العباد"، ص٢٩.

کچھ پروانہیں کرتے، کسی کا قتل کرتے ہیں، کسی کی زمین غصب کر لیتے ہیں۔ کسی کا مال چراتے ہیں کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں۔ پھر حج کر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا سب گناہ معاف ہو گیا نہ اب چھوٹی ہوئی قضا نمازیں پڑھنی ہیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہے یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ ادا کریں۔

''آمِیْن بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ أَجْمَعِیْنَ''

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبہ کا کعبہ دیکھو

❁......❁......❁......❁

بی بی فاطمہ کے کفن کا بھی پردہ...!

سوال: کہتے ہیں، بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے کفن پر کسی غیر مرد کی نظر پڑنا بھی پسند نہیں تھا!

جواب: بے شک! سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد خاتون جنت، شہزادی کونین، حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ کے لبوں کی مسکراہٹ ہی ختم ہو گئی! اپنے وصال سے قبل صرف ایک ہی بار مسکراتی دیکھی گئیں۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے: حضرت سیدتنا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں بعد وفات میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑ کر اس پر کپڑا تان کر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھایا۔ آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۲۰۰، جذب القلوب مترجم، ص۲۳۱)

مدینہ طیبہ کی حاضری

①"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِى وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِى "۔(1) (دار قطنی، بیهقی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔

②"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ نِى زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ إِلا زِيَارَتِى كَانَ حَقًّا عَلَىَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ."۔(2)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو میری زیارت کے لیے آیا، سوائے میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ (دار قطنی ،طبرانی)

"اَللّٰهُمَّ(3) ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيبِكَ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيِّكَ الْمُجْتَبٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَا"

③"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِى بَعْدَ وَفَاتِى كَانَ كَمَنْ زَارَنِى فِى حَيَاتِى"۔(4)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات (دنیوی) میں زیارت سے مشرف ہوا۔ (دار قطنی ،طبرانی)

---

(1)......"سنن الدار قطنی"،كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٩، ج٢، ص ٣٥١، "شعب الإيمان" للبيهقی، كتاب فضل الحج والعمرة، الحديث: ٤١٥٩، ج٣، ص ٤٩٠.

(2)......"المعجم الأوسط" للطبرانی، من اسمه عبدان، الحديث: ٤٥٤٦، ج٣، ص٢٦٦.

(3)......اے اللہ! اپنے حبیب مصطفیٰ و نبی مجتبیٰ علیه التحية و الثناء کی شفاعت ہمیں عطا فرما۔١٢منه

(4)......"سنن الدار قطنی"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٧، ج٢، ص ٣٥١،=

انتباہ:

(۱)......زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔[1] (فتاوی رضویہ، بہار شریعت)

(۲)......حج کے لیے جانا اور سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے۔
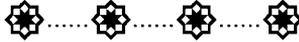
ہر حال میں پردہ

حضرت سیدتنا اُمّ خلاد رضی اللہ تعالی عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے نقاب ڈالے باپردہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے نقاب ڈال رکھا ہے! کہنے لگیں: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔

(سنن أبی داود، ج۳، ص ۹ حدیث ۲۴۸۸)

نظر کی حفاظت کی فضیلت

تاجدار مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان فرحت نشان ہے: جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی بار نظر کرے (یعنی بلاقصد) پھر اپنی آنکھ نیچی کر لے اللہ عزوجل اُسے ایسی عبادت عطا فرمائے گا، جس کی وہ لذت پائے گا۔

(مسند إمام أحمد بن حنبل، ج۸ ص ۲۹۹ حدیث ۲۲۳۴۱)

="المعجم الأوسط" للطبرانی، من اسمه جعفر، الحدیث:۳۳۷۶، ج۲، ص۳۰۶.

[1]...... ''بہارِ شریعت''، ج۱، ص۱۲۲۱، "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص ۷۶۳.

انبیائے کرام زندہ ہیں

① ”عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ“۔[1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے لہذا اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۱۲۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”پیغمبر خدا زندہ است به حقیقت حیات دنیاوی“۔[2]

یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۶۷۵)

اور حضرت مُلا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

”لَا فَرْقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ وَلِذَا قِيلَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا يَمُوتُونَ وَلٰكِنْ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ“۔[3]

یعنی انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں۔ (مرقاۃ جلد دوم مطبوعہ بمبئی ص ۲۱۲)

② ”عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ

---

1 ......”سنن ابن ماجه“، كتاب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته إلخ، الحديث: ۱٦۳۷، ج۲، ص۲۹۱، ”مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، الحديث: ۱۳٦٦، ج۱، ص۲٦٥.

2 ......”اشعة اللمعات“، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، ج۱، ص٦۱٥.

3 ......”مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح“، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۳٦٦، ج۳، ص٤٥۹.

اَلْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ''۔[1] نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر (کھانا) حرام فرمادیا ہے۔

(رواہ ابوداود، والنسائی، والدارمی، والبیہقی، وابن ماجہ کلہم عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مشکوۃ ص ۱۲۰)

حضرت مُلّا علی قاری رضی عنہ ربّہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ فِي قُبُوْرِهِمْ أَحْيَاءٌ''۔[2] یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مرقاۃ، جلد دوم ص ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

''حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست''۔[3] یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اوران کی زندگی سب مانتے آئے ہیں۔ کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۵۷۴)

انتباہ:

(۱)......انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اسی لیے شبِ معراج جب سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے

1......''سنن أبي داود''، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة إلخ، الحديث: ١٠٤٧، ج١، ص٣٩١، ''سنن النسائي''، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧، ''سنن الدارمي''، كتاب الصلاة، باب في فضل يوم الجمعة، الحديث: ١٥٧٢، ج١، ص٤٤٥، ''شعب الإيمان'' للبيهقي، كتاب فضل الصلاة إلخ، الحديث: ٣٠٢٩، ج٣، ص١٠٩، ''سنن ابن ماجه''، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، الحديث: ١٦٣٦، ج٢، ص٢٩٠، كلهم عن أوس بن أوس رضي الله تعالى عنه، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، الحديث: ١٣٦١، ج١، ص٢٦٥.

2......''مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، الحديث: ١٣٦١، ج٣، ص ٤٥٢-٤٥٤.

3......''اشعة اللمعات''، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثاني، ج١، ص٦١٣.

کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے کیسے آتے۔

(۲)......انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور رُوحانی نہیں ہے اسی لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں تقسیم کیا جاتا اور نہ ان کی بیویاں دوسرے سے نکاح کرسکتی ہیں۔ اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی ہیں۔

(۳)......انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب **''نورالایضاح''** کی شرح **''مراقی الفلاح''** میں فرماتے ہیں:

''وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِندَ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِيعِ الملاذِّ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حجبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ شَرِيْف المقامَاتِ''۔(۱)

یعنی یہ بات اربابِ تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے تمام لذت والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ کہ بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ (مع طحطاوی مصری ص ۴۴۷)

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول، ص: ۱۹۶ میں ہے:

''اَلْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ حَيَاةً حَقِيْقَةً''۔(۲)

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص: ۲۸۴ میں ہے:

''إِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ

یعنی بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باحیات ہیں

---

(1)......"مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الحج، باب زيارة النبی صلی الله عليه وسلم، ص ۴۳۰.

(2)......"نسيم الرياض شرح شفا القاضی عياض"، ج۱، ص۱۷۴.

وَيُسْتَمَدُّ مِنْهُ الْمَدَدُ الْمُطْلَقُ"۔(1)

انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اوران سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اورحضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب سلوک أقرب السبل بالتوجه إلى سيد الرسل مع أخبار الأخيار مطبوعہ رحیمیہ دیوبندص۱۶۱میں فرمایا کہ:

"باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یك کس رادریں مسئله خلافے نیست که آں حضرت صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بحقیقتِ حیات بے شائبه مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ست وبراعمال اُمت حاضرو ناظر و مرطالبان حقیقت راو متوجہان آں حضرت رامضیض و مربی"۔

یعنی علمائے امت میں اتنے اختلافات و کثرت مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیاتِ (دنیوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔اس حیات نبوی میں مجاز کی آمیزش اورتاویل کا وہم نہیں ہےاورامت کے اعمال پر حاضروناظر ہیں۔نیز طالبانِ حقیقت کے لیےاوران لوگوں کے لیے کہ آنحضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضوران کو فیض بخشنے والےاوران کے مربی ہیں۔

(٤)......پارہ۲۳آخری رکوع کی آیت کریمہ "اِنَّکَ مَيِّتٌ"میں جوحضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے موت آنا ذکرفرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اوران احادیث کریمہ میں حیات سے بعد وصال کی حقیقی زندگی مراد ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

1......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"،كتاب المناسك، الحديث: ٢٧٥٦، ج٥، ص٦٣٢.

کتابُ البیوع

حلال روزی

① ’’عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ‘‘۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

② ’’عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ‘‘۔[2]

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بیہقی، مشکوۃ)

③ ’’عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ‘‘۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب کہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری شریف)

---

1 ......’’شعب الإیمان‘‘ للبیہقی، الحدیث: ۸۷۴۱، ج۶، ص۴۲۰، ’’مشکاۃ المصابیح‘‘، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۸۱، ج۱، ص۵۱۷.

2 ......’’مشکاۃ المصابیح‘‘، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۷۸۷، ج۱، ص۵۱۷.

3 ......’’صحیح البخاری‘‘، کتاب البیوع، باب من لم یبال حیث کسب إلخ، الحدیث: ۲۰۵۹، ج۲، ص۷.

انتباہ :

(۱)......چکی والے گیہوں وغیرہ پیسنے کے بعد فی کلوتیس چالیس گرام آٹا ''جرتی'' کہہ کر نکال لیتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ثبوت یہ ہے کہ چکی والے کے پاس دس پانچ کلوآٹا روزانہ فاضل بچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والے کچھ پیسا اور اپنے پیسے ہوئے میں سے کچھ آٹا اجرت ٹھہرادیں تو یہ بھی ناجائز اس لیے کہ قفیزطحان ہے۔ بہارِشریعت جلد چہاردہم ص:۱۴۱میں ہے۔اجارہ پر کام کرایا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں سے اتنا تم اجرت لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ اس میں سے دوسیر مزدوری لے لینا، یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جوآٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا (یا کھیت کٹوایا اور اسی میں سے اجرت دینا طے کیا) یہ سب صورتیں ناجائز[1] ہیں۔ملخصاً۔[2]

ہاں پیسہ اور کچھ گیہوں یا باجرہ وغیرہ اجرت مقرر کریں تو جائز ہے۔بہارِشریعت میں ہے کہ جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے ہی سے علیحدہ کردے کہ یہ تمہاری اجرت ہے۔مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا غلّہ اٹھانے والے کو اسی غلہ میں سے نکال کردے دیا کہ یہ تیری مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچادے (جیسا کہ) بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔[3]

(۲)......بعض لوگ اس طرح کھیت کٹواتے ہیں کہ ہم فی بیگھہ یا ہر روز چار سیر دھان مزدوری دیں گے مگر

---

1 ......درمختار میں ہے: ''لَوْ دَفَعَ غَزْلًا لِآخَرَ لِيَنْسِجَهُ لَهُ بِنِصْفِهِ أَوْ اسْتَأْجَرَ بَغْلًا لِيَحْمِلَ طَعَامَهُ بِبَعْضِهِ أَوْ ثَوْرًا لِيَطْحَنَ بُرَّهُ بِبَعْضِ دَقِيقِهِ فَسَدَتْ فِي الْكُلِّ لِأَنَّهُ اسْتَأْجَرَهُ بِجُزْءٍ مِنْ عَمَلِهِ وَالْأَصْلُ فِي ذَلِكَ نَهْيُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَفِيزِ الطَّحَّانِ'' ۔(''الدر المختار''،کتاب الاجارۃ، ج۹، ص۹۷) اورفتاوی عالمگیری جلد چہارم مصری ص:۴۲۹ میں ہے:'' لَا تَصِحُّ إِجَارَةُ الرَّحَى لِيَطْحَنَ بُرَّهُ بِبَعْضِ دَقِيقِهِ كَذَا فِي شَرْحِ أَبِي الْمَكَارِمِ '' ۱۲منہ۔(''الفتاوی الهندية''، کتاب الاجارۃ، الباب الرابع عشر، ج٤، ص٤٤٥)

2 ...... ''بہارِشریعت''، ج۳،ص۱۴۹۔

3 ...... ''بہارِشریعت''، ج۳،ص۱۴۹۔

یہ نہیں ٹھہراتے کہ ہم تمہارے کام کیے ہوئے میں سے دیں گے۔اب خواہ اسی کام کیے ہوئے میں سے دیں کوئی حرج(۱) نہیں۔

(۳)......کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اس میں سے کاٹ لیا۔ روئی کاتنے کے لیے دی تو کاتنے والے نے روئی نکال لی، کپڑا بننے کے لیے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا اور بھرنے کے لیے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا یہ سب ناجائز وحرام ہے۔

افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہوگئی ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں بلکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔ **اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔**

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

❁......❁......❁......❁

چار فرامین مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

(۱) نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔(۲) اگر اللہ عزوجل تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمہارے لیے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں۔(۳) بے شک اللہ عزوجل، اس کے فرشتے، آسمان اور زمین کی مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) لوگوں کو نیکی سکھانے والے پر ''صلوۃ'' بھیجتے ہیں۔ مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کی ''صلوۃ'' سے اس کی خاص رحمت اور مخلوق کی ''صلوۃ'' سے خصوصی دعائے رحمت مراد ہے۔(۴) بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(سنن ابن ماجه، ج۱، ص ۱۵۸، حدیث۲۴۳)

---

(۱)......درمختار کتاب الاجارہ میں ہے: ''وَالْحِیلَةُ أَنْ یَفْرِزَ الْأَجْرَ أَوَّلًا أَوْ یُسَمِّیَ قَفِیزًا بِلَا تَعْیِینٍ ثُمَّ یُعْطِیَهُ قَفِیزًا مِنْهُ فَیَجُوزُ''. ۱۲منه. (''الدر المختار''، کتاب الاجارة، ج۹، ص۹۷)

اچھا تاجر

① ''عَنْ أَبِی سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ''۔[1] (ترمذی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچے اور دیانت دار تاجر (کا حشر) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (علیہم السلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

② ''عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ''۔[2]

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن (بددیانت) تاجروں کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حرام سے بچے، جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے (تو اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا)

(ترمذی، ابن ماجہ)

③ ''عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ''۔[3]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا۔ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ (ابن ماجہ)

---

1 ...... ''سنن الترمذی''، کتاب البیوع عن رسول اللہ، باب ما جاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱۳، ج۳، ص۵.

2 ...... ''سنن الترمذی''، کتاب البیوع عن رسول اللہ، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۱٤، ج۳، ص۵، ''سنن ابن ماجہ''، الحدیث: ۲۱٤٦، ج۳، ص۱۰.

3 ...... ''سنن ابن ماجہ''، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، الحدیث: ۲۲٤۷، ج۳، ص۵۹.

انتباہ:

(۱)......مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں۔ نہ چمڑا پکانے کے کام میں لاسکتے ہیں۔[1] (شامی جلد۴،ص۱۲۰، بہارشریعت، جلد۱۱،ص۵۷۸)

(۲)......مردار کے چمڑے کو بھی بیچنا باطل ہے۔ جو پکایا ہوا نہ ہو اور دباغت کر لی ہو تو بیچنا جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، بہارشریعت)

دباغت کی تین صورتیں ہیں، کھارے نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھا لیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہو کر بدبو جاتی رہے۔[3] (بہارشریعت)

(۳)......کافر حربی کے ہاتھ مردار کی چربی اور چمڑا بیچنا جائز ہے۔[4] (بہارشریعت بحوالہ ردالمحتار)

(٤)......بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز ہے۔ بچے اسی کے ہیں جس کی گائے اور بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت ملے گی۔[5] (بہارشریعت، ج۱۴،ص۲۲۱۹)

اور جیسا کہ شامی جلد سوم ص:۳۶۱ میں ہے: **"إِذَا دَفَعَ الْبَقَرَةَ بِالْعَلَفِ لِيَكُونَ الْحَادِثُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ فَمَا حَدَثَ فَهُوَ لِصَاحِبِ الْبَقَرَةِ وَلِلْآخَرِ مِثْلُ عَلَفِهِ وَأَجْرُ مِثْلِهِ تَتَارْخَانِيَّة"**۔[6]

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری ص:۴۳۰ میں بھی ہے۔[7]

(۵)......کسی کو مرغی دی کہ جتنے انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد اور

---

1 ...... ''بہارِشریعت''، ج۲،ص۸۰۷، "رد المحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٦٧.

2 ...... ''بہارِشریعت''، ج۲،ص۸۰۷،"الدر المختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٦٥.

3 ...... ''بہارِشریعت''، ج۱،ص۴۰۲،"الدر المختار ورد المحتار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣٩٣_٣٩٥.

4 ...... ''بہارِشریعت''، ج۲،ص۷۷۵،"رد المحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٧، ص٤٤٢.

5 ...... ''بہارِشریعت''، ج۳،ص۱۵۱، "الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس فى الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٥.

6 ......"رد المحتار"، كتاب الشركة، مطلب يرجح القياس، ج٦، ص٤٩٩.

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس فى الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٥.

ناجائز ہے۔ انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے۔[1]

(فتاوی عالمگیری مصری، جلد۴،ص۴۳۰، بہار شریعت، جلد۱۴،ص۱۴۳)

(۶)......کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم پر دے دینا جائز ہے۔ یہ جھوٹ میں داخل نہیں ہے۔

(۷)......تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے ناجائز ہے۔[2] (بہار شریعت، جلد۱۱ص۸۷)

اور جیسا کہ درمختار باب البیع الفاسد میں ہے۔ **"وَلَمْ تَجُزْ إِجَارَةُ بِرْكَةٍ لِيُصَادُ مِنْهَا السَّمَکُ"**۔[3]

❁......❁......❁......❁

محرم کی قسمیں

سوال: محارم میں کون کون سے لوگ شامل ہیں؟

جواب: محارم میں تین قسم کے افراد داخل ہیں: (۱) نسب کی بنا پر جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔ (۲) رضاعت یعنی دودھ کے رشتے کی بنا پر جن سے نکاح حرام ہو۔ (۳) مصاہرت یعنی سسرالی رشتے کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہو جیسے سسر کے لیے بہو یا ساس کے لیے داماد۔ مصاہرت کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عورت جس مرد سے نکاح کرتی ہے تو اس مرد کے اصول وفروع (اصول سے مراد باپ دادا پردادا اوپر تک اور فروع سے مراد اولاد در اولاد در اولاد نیچے تک ہے) اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتے ہیں۔ یونہی شوہر پر اپنی بیوی کے اصول وفروع بھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتے ہیں نیز زنا اور دواعی زنا (یعنی زنا کی طرف دعوت دینے والے امور مثلاً شہوت کے ساتھ جسم کو بلا حائل چھونے یا بوسہ لینے) کے ذریعے مرد و عورت پر یہی احکام ثابت ہوں گے یعنی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ نسبی محارم کے سوا دونوں طرح کے محارم سے پردہ واجب بھی نہیں اور منع بھی نہیں، خصوصاً جب عورت جوان ہو یا فتنے کا خوف ہو تو پردہ کرے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۴۴)

---

1 ...... "بہارِ شریعت"، ج۳،ص۱۵۱، "الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج۲، ص۳۳۵.

2 ...... "بہارِ شریعت"، ج۲،ص۱۵۱، "الدر المختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲٤۸.

3 ......"الدر المختار"، كتاب البيوع، مطلب في حكم إيجار البرك للاصطياد، ج۷، ص۲٤۹.

سود کا بیان

① ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔ (مسلم شریف)

② ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً''۔[2]

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ (احمد، دارقطنی، مشکوۃ)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءً أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستّر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

④ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى إِلَيْهِ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے پاس کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجے

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة، باب لعن آكل الربا ومؤكله، الحديث: ١٠٦-(١٥٩٨) ص٨٦٢.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٠١٦، ج ٨، ص٢٢٣، "سنن الدار قطني"، الحديث: ٢٨١٩، ج٣، ص١٩، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٢٨٢٥، ج١، ص٥٢٤.

3 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحديث: ٢٢٧٤، ج٣، ص٧٢، "شعب الإيمان" للبيهقي، الحديث: ٥٥٢١، ج٤، ص٣٩٤.

وَلَا يَقْبَلْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ''۔(۱)

یا سواری کے لیے کوئی جانور پیش کرے تو اس سواری پر سوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرے البتہ قرض دینے سے پہلے آپس میں اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

''ہر قرضے کہ بکشد سودے را پس آں ربوا است''۔(۲)

یعنی ہر وہ قرض کہ جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۲۵)

انتباہ:

(۱)......سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے حرام سمجھ کر سود لینے والا فاسق مردود الشہادت ہے۔(۳) (بہار شریعت)

(۲)......عقد فاسد کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپیہ خریدے یا اس کے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ پر مسلمان سے روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔(٤) (شامی، بہار شریعت، ج۱۱، ص۱۵۳)

(۳)...... ہندوستان اگرچہ دار الاسلام ہے اس کو دار الحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لیے بادشاہ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہذا یہاں کے کفار کے اموال عقودِ فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔(۵) (بہار شریعت، جلد ۱۱ ص ۱۵۳)

---

1 ......''سنن ابن ماجه''، كتاب الصدقات، باب القرض، الحديث: ٢٤٣٢، ج٣، ص١٥٤.

2 ......''اشعة اللمعات''، كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الثالث، ج٣، ص٢٥.

3 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۷۶۸.

4 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۷۷۵، ''رد المحتار''، كتاب البيوع، مطلب في استقراض الدراهم عددا، ج۷، ص٤٤٢.

5 ...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۷۷۶.

(٤)...... ہندوستانی کفار کا مال چوری، ڈاکہ، مکاری اور فریب سے حاصل کرنا جائز نہیں۔

(٥)...... انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے جگہ جگہ جو بلاک قائم ہیں وہاں سے روپیہ وغیرہ زائد رقم دینے کی شرط پر بلاضرورت لانا اور انہیں نفع دینا منع ہے۔

(٦)...... بینک خواہ انڈیا (غیر مسلم حکومت) کا ہو یا کسی کافر حربی کا اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسی طرح انڈیا گورنمنٹ یا کافری حربی کے مسلم ملازمین کو فنڈ کا جو نفع ملتا ہے وہ بھی سود نہیں۔ البتہ مسلم بینک کا نفع سود ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ جلد اول ص:۳۹ پر ہے: ''گرفتن سود از حربیاں بایں وجہ حلال است کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقص عہد نہ باشد وحربی چوں خود بخود بدہد بلاشبہ حلال خواہد بود''۔

تجدید نکاح کا طریقہ

تجدید نکاح کا معنی ہے: ''نئے مَہر سے نیا نکاح کرنا''۔ اس کے لئے لوگوں اکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا۔ ہاں بوقت نکاح بطور گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ خطبہ نکاح شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام 618 ملی گرام چاندی) یا اس کی رقم مہر واجب ہے۔ مثلاً آپ نے پاکستانی 786 روپے ادھار مہر کی نیت کر لی ہے (مگر یہ دیکھ لیجئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت 786 پاکستانی روپے سے زائد تو نہیں) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ ''ایجاب'' کیجئے یعنی عورت سے کہیے: ''میں نے 786 پاکستانی روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا''۔ عورت کہے: ''میں نے قبول کیا''۔ نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی خطبہ یا سورۂ فاتحہ پڑھ کر ''ایجاب'' کرے اور مرد کہے: ''میں نے قبول کیا''، نکاح ہو گیا۔ بعد نکاح اگر عورت چاہے تو مہر معاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مرد بلا حاجت شرعی عورت سے مہر معاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۶۲۲)

① ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ''۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مدینہ کے لوگ پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی (پیشگی) بیع کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی بیع کرے اسے چاہیے کہ معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے۔ (بخاری، مسلم)

② ''عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي رَهَنَهُ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ''۔[2]

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز کو رہن کر دینے سے رہن کرنے والے کی ملکیت ختم نہیں ہوجاتی اس کے منافع کا حق دار راہن[3] ہے اور (چیز ضائع ہوجائے تو) مرتہن[4] تاوان کا ذمہ دار ہے۔ (مشکوۃ)

انتباہ :

(۱)......بیع سلم یعنی ایسی خرید و فروخت کہ جس میں قیمت نقد اور مال ادھار ہو جائز ہے۔ مثلاً زید نے

---

❶......''صحیح البخاری''، کتاب السلم، الحدیث: ۲۲۵۳، ج۲، ص۵۹، ''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ، الحدیث: ۱۲۷۔ (۱۶۰۴) ص۸۶۷، ''مشکاۃ المصابیح''، الحدیث: ۲۸۸۳، ج۱، ص۵۳۳.

❷......''مشکاۃ المصابیح''، کتاب البیوع، باب السلم والرھن، الحدیث: ۲۸۸۷، ج۱، ص۵۳۴.

❸......راہن جو دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے۔۱۲

❹...... مرتہن جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے۔۱۲

فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپیہ ہمیں دے دیجئے ہم فی روپیہ چار کلو گیہوں آپ کو فلاں تاریخ میں دے دیں گے۔ تو خواہ اس وقت یا ادائیگی کے وقت بازار کا بھاؤ فی روپیہ تین کلو ہو زید پر فی روپیہ چار کلو گیہوں دینا واجب ہوگا اس لیے کہ یہ بیع شرعاً جائز ہے بہ شرطیکہ مسلم فیہ [1] کی جنس بیان کر دی جائے کہ گیہوں دے گا یا جو۔ اور اس کی نوع بیان کر دی جائے کہ فلاں نام کا گیہوں دے گا اور یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ گیہوں اعلیٰ ہوگا یا اوسط یا ادنیٰ۔ نیز یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ گیہوں کتنا دے گا؟ کس تاریخ میں دے گا اور کس جگہ دے گا اور بھی کچھ شرطیں ہیں جن کی تفصیلات بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔

(۲)...... کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپیہ دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹی لگان دیتے رہیں گے۔ پھر جب تم روپیہ ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے یہ ناجائز ہے۔ اس لیے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

''كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا''۔ یعنی قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔

البتہ کافر حربی کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے اس لیے کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔

(۳)...... بعض لوگ کھیت اس طرح رہن رکھتے ہیں کہ مرتہن کھیت کو جوتے بوئے فائدہ حاصل کرے۔ اور کھیت کا دس پانچ روپیہ سال کرایہ مقرر کر دیتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ وہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی تو کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ واجبی اجرت سے کم طے پایا ہو اس لیے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے کھیت کرایہ پر دیا اور کرایہ پیشگی لے لیا۔ [2] (بہارِ شریعت، جلد ہفدہم ص ۳۹)

---

1 ...... مسلم فیہ۔ جس چیز کو فروخت کیا گیا ۱۲۔

2 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ ہفدہم، باب رہن کا بیان، ص ۳۹.

قرضدار کو مُہلت دینا

①"عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَنْجَاهُ اللَّهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔[1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرضدار کو مہلت دے یا قرض معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ (مسلم شریف)

②"عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ"۔[2]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (احمد، مشکوۃ)

③"عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ"۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مومن کی جان اپنے قرض کے سبب معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کردیا جائے۔

④"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة، باب فضل أنظار المعسر، الحديث: ۳۲۔ (۱۵۶۳) ص۸۴۵، "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الأفلاس والأنظار، الحديث: ۲۹۰۳، ج۱، ص۵۳۷.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عمران بن حصين، الحديث: ۱۹۹۹۷، ج۷، ص۲۲۴، "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الأفلاس والأنظار، الحديث: ۲۹۲۷، ج۱، ص۵۴۱.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز عن رسول الله، باب ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم إلخ، الحديث: ۱۰۸۱، ج۲، ص۳۴۱.

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْفَرُ لِلشَّھِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّیْنَ"۔[1]

ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

(مسلم شریف)

کافر کو مسلمان کرنے کا طریقہ

کافر کو مسلمان کرنے کے لئے پہلے اسے اس کے باطل مذہب سے توبہ کروائی جائے مثلاً مسلمان ہونے کا خواہش مند کرسچین ہے، تو اس سے کہئے: کہو، "میں کرسچین مذہب سے توبہ کرتا ہوں" جب وہ یہ کہہ لے پھر اسے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھایئے اگر عربی نہیں جانتا تو جو بھی زبان سمجھتا ہو اسی زبان میں ترجمہ بھی کہلوا لیجئے اگر وہ عربی کلمہ نہیں پڑھ پا رہا تو اسی کی زبان میں اس سے شہادتین کا اقرار با آواز کروا لیجئے یعنی وہ کہہ دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ اس طرح سے وہ شخص مسلمان ہو جائے گا۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۵۵۱)

پاؤں دھونے کی حکمتیں

پاؤں سب سے زیادہ دُھول آلود ہوتے ہیں۔ پہلے پہل INFECTION پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصہ سے شروع ہوتا ہے۔ وضو میں پاؤں دھونے سے گرد و غبار اور جراثیم بہ جاتے ہیں اور بچے کھچے جراثیم پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے نکل جاتے ہیں۔ لھذا وضو میں سنت کے مطابق پاؤں دھونے سے نیند کی کمی، دماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی (DEPRESSION) جیسے پریشان کن امراض دور ہوتے ہیں۔

(نماز کے احکام، ص۸۶)

[1] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت إلخ، الحدیث: ۱۱۹۔(۱۸۸۶) ص۱۰۴۶.

زمین پر ناجائز قبضہ

①"عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ"۔(۱)

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق دبالے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں کی (تہ) تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری شریف)

②"عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ"۔(۲)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (مسلم، بخاری)

③"عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلا لَا تَظْلِمُوْا اَلا لَا يَحِلُّ مَالُ اِمْرَءٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ"۔(۳)

حضرت ابوحرہ رقاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خبردار! (کسی پر) ظلم نہ کرنا (اور) کان کھول کر سن لو کہ کسی شخص کا مال (تمہارے لیے) حلال نہیں ہوسکتا مگر وہ خوشی دل سے راضی ہوجائے۔ (بیہقی)

(۱)......"صحیح البخاری"، کتاب المظالم والغضب، الحدیث: ۲۴۵۴، ج۲، ص۱۲۹.

(۲)......"صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الظلم إلخ، الحدیث: ۱۴۰۔(۱۶۱۰) ص۸۷۰،
"صحیح البخاری"، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع إلخ، الحدیث: ۳۱۹۸، ج۲، ص۳۷۷.

(۳)......"السنن الکبری" للبیہقی، کتاب الغصب، باب لا یملك إلخ، الحدیث: ۱۱۵۴۵، ج۶، ص۱۶۶.

کتابُ النکاح

①"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ"۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا، شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک متاعِ زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔ (مسلم)

③"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ"۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ رشتہ نکاح کے سوا (اور کوئی رشتہ) دیکھنے میں نہیں آیا جو دو اجنبی آدمیوں کے درمیان اتنی گہری محبت پیدا کردے۔ (ابن ماجہ)

---

1 ...... "صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب من لم یستطع إلخ، الحدیث: ٥٠٦٦، ج٣، ص٤٢٢، "صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن إلخ، الحدیث: ٣-(١٤٠٠) ص٧٢٤.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا إلخ، الحدیث: ٥٩-(١٤٦٧) ص٧٧٤.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، کتاب النکاح، باب ما جاء فی فضل النکاح، الحدیث: ١٨٤٧، ج٢، ص٤٠٧، "مشکاة المصابیح"، کتاب النکاح، الفصل الثالث، الحدیث: ٣٠٩٣، ج١، ص٥٧٠.

انتباہ:

(۱)......جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ بحالتِ تجرد وہ زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب ہے اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔[1]

(درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت)

(۲)......بعض لوگ بیوہ عورتوں کا نکاح کرنا خاندان کے لیے عار سمجھتے ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔

(۳)......مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہو سکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتدہ و مرتد سے۔[2]

(بہارشریعت بحوالہ درمختار)

اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص:۲۶۳ میں ہے:

''لَا یَجُوزُ لِلْمُرْتَدِّ أَنْ یَتَزَوَّجَ مُرْتَدَّةً وَلَا مُسْلِمَةً وَلَا کَافِرَةً أَصْلِیَّةً وَکَذٰلِکَ لَا یَجُوزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَّةِ مَعَ أَحَدٍ، کَذَا فِي الْمَبْسُوطِ''۔[3]

یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے کرنا جائز نہیں۔ اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

(٤)......وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں، وغیرہ بددینوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنا اہل سنت کے لیے ہرگز جائز نہیں۔

(٥)......پورے ہندوستان میں عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے

1...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۴۔۵، ''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب النکاح، ج٤، ص٧٢۔٧٣ .

2...... ''بہارِ شریعت''، ج۲، ص۳۱.

3......''الفتاوی الهندية''، کتاب النکاح، القسم السابع المحرمات بالشرك، ج١، ص٢٨٢.

اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضولی ہوا (عورت کی) اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لہذا یوں چاہیے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔[1] (بہار شریعت)

یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔

(٦)......بعض لوگ ایجاب و قبول کے الفاظ بہت آہستہ بولتے ہیں اگر اس قدر آہستہ بولے کہ حاضرین میں سے دو آدمیوں نے بھی ایجاب و قبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔

(٧)......نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا کو کلمۂ طیبہ اور ایمان مجمل و مفصل پڑھانا جیسا کہ رائج ہے بہتر ہے۔

(٨)......خطبۂ نکاح ایجاب و قبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

جمعہ کی امامت کا اہم مسئلہ

ایک بہت ضروری امر جس کی طرف عوام کی بالکل توجہ نہیں وہ یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جُمُعہ قائم کر لیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے اس لئے جُمُعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے۔ اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ (عالم) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ وہ احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کا قائم مقام ہے لہذا وہی جمعہ قائم کرے، بغیر اس کی اجازت کے جمعہ نہیں ہو سکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں۔ عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں ایسا جمعہ کہیں ثابت نہیں۔ (نماز کے احکام، ص ۴۳۳)

[1]......''بہارِ شریعت''، ج ۲، ص ۱۵.

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ. أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ. وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ. وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

صاحب بہار شریعت کا ارشاد

حضرت صدر الشریعہ مولینا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں، قبولیت دعاء کی ساعتوں کے بارے میں دو قول قوی ہیں (۱) امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے ختم نماز تک (۲) جمعہ کی پچھلی ساعت۔
(نماز کے احکام، ص ۴۱۰)

جمعہ کے معنی

مفسر شہیر حکیم الأمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں چونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع (اکٹھی) ہوئی کہ تکمیل خلق اسی دن ہوئی نیز حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی مٹی اسی دن جمع ہوئی نیز اس دن میں لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے اسے **جُمُعہ** کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے **عروبہ** کہتے تھے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۲، ص ۳۱۷)

دُعا بعد نکاح

أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا آدَمَ وَحَوَّآءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَةَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا يُوْسُفَ وَزُلَيْخَآ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ وَبِلْقِيْسَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَصَفُوْرَاءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلاةُ وَالسَّلامُ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةِ الْكُبْرٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ وَسَائِرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ. أَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. آمِيْنَ. آمِيْنَ. آمِيْنَ. بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

غائبانہ نماز جنازہ

میت کا سامنے ہونا ضروری ہے، غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہوسکتی۔

(الدر المختار ورد المحتار، ج۳، ص ۱۲۳)

توبہ کے تین رکن ہیں

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی فرماتے ہیں، ''توبہ کے تین رکن ہیں: (۱) اعتراف جرم (۲) ندامت (۳) عزم ترک۔ اگر گناہ قابل تلافی ہے تو اس کی تلافی بھی لازم۔ مثلاً تارک صلوۃ (یعنی نماز ترک کردینے والے) کی توبہ کے لئے نمازوں کی قضا بھی لازم ہے۔

(خزائن العرفان، ص۱۲، رضا اکیڈمی بمبئی)

مہر کا بیان

① ''عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوَفُّوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ''۔[1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ (یعنی دین مہر)۔ (بخاری، مسلم)

② ''عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِئَةِ دِرْهَمٍ''۔[2]

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور کا مہر آپ کی (اکثر) بیویوں کے لیے بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ تو سب مل کر پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا ہوتا ہے، لہذا بارہ اوقیہ اور ایک نش کا ۵۰۰ درہم ہوا۔ تفصیل یہ ہے ۱۲ اوقیہ × ۴۰ درہم = ۴۸۰ درہم + ۲۰ درہم = ۵۰۰ درہم پھر ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم کا ساڑھے سترہ سو ماشہ (۵۰۰ درہم × $\frac{1}{2}$۳ ماشہ = ۱۷۵۰ ماشہ) اور بارہ ماشہ کا تولہ ہوتا ہے تو ساڑھے سترہ

[1] ''صحيح البخاري''، كتاب الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، الحديث: ۲۷۲۱، ج۲، ص۲۲۰، ''صحيح مسلم''، كتاب النكاح، الحديث: ۶۳۔(۱۴۱۸) ص۷۳۶.

[2] ''صحيح مسلم''، كتاب النكاح، باب الصداق إلخ، الحديث: ۷۸۔(۱۴۲۶) ص۷۴۰، ''مشكاة المصابيح''، كتاب النكاح، باب الصداق، الفصل الأول، الحديث: ۳۲۰۳، ج۱، ص۵۸۸.

سو ماشہ کا ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا (۱۷۵۰ماشہ÷۱۲ماشہ=۱۴۵تولہ۱۰ماشہ) جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے تقریباً سوا سات سو روپیہ ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ چاندی کے مذکورہ بھاؤ اور سکۂ رائج الوقت کے حساب سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی (اکثر) بیویوں کا مہر تقریباً سوا سات سو روپیہ تھا۔

مسح کی حکمتیں

سر اور گردن کے درمیان ''حبل الورید'' یعنی شہ رگ واقع ہے اس کا تعلق ریڑھ کی ہڈی، حرام مغز اور جسم کے تمام تر جوڑوں سے ہے۔ جب وضو کرنے والا گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر شہ رگ میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی جسم کے تمام اَعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے اور اس سے اَعصابی نظام کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔

(نماز کے احکام، ص۸۴)

قیامت اور حشر کا فرق

عرض: قیامت اور حشر کا فرق، قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کیے جائیں گئے اور حشر میں پھر ازسرنو (یعنی نئے سرے سے) پیدا کیے جائیں گئے۔ اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعدِ قیامت حشر تک کے زمانے کا کوئی نام ہے یا نہیں اور قیامت کے کتنے عرصے کے بعد حشر ہوگا؟

ارشاد: وہ ''ساعت'' ہے، کبھی اسے قیامت بھی کہتے ہیں ورنہ قیامت وحشر ایک ہیں۔ ساعت وہ حشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے مَا بین النَّفُخَتَین (یعنی دو صور پھونکے جانے کا درمیانی زمانہ) کہتے ہیں۔ حشر چالیس برس بعد ہوگا۔

(الجامع لأحکام القران للقرطبی، سورۃ مؤمنون، تحت الایۃ، ۱۰۰، ج۶، ص۱۱۳)

مہر فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا)

حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کا مہر چار سو درہم[۱] یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولہ چاندی تھی جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے پانچ سو ساڑھے بیاسی روپیہ ہوئی۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد سوم ص: ۴۴۷ میں ہے:

''نَقَلَ ابْنُ الْهُمَام أَنَّ صَدَاقَ فَاطِمَةَ كَانَ أَرْبَعَ مِئَة دِرْهَم''۔[۲] یعنی امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا مہر چار سو درہم تھا۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ: ''مہر فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا چہار صد درہم بود'' ملخصاً۔[۳] (اشعۃ اللمعات، جلد ثالث، ص۱۳۷)

انتباہ :

(۱)......مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دس درہم ہے۔ درمختار باب المہر میں ہے: ''أَقَلُّهُ عَشَرَةُ دَرَاهِم'' یعنی مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (۲ تولہ ۷$\frac{1}{2}$ ماشہ چاندی) ہے۔[۴]

جس کی قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے چودہ روپیہ اٹھاون پیسہ ہوئی۔ اور اگر چاندی کا بھاؤ چھ روپیہ ہو جائے تو دس درہم کا ساڑھے سترہ روپیہ ہو جائے گا، خلاصہ یہ کہ چاندی کے نرخ کی کمی بیشی پر روپیہ سے ابتدائی مہر کی مقدار کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ لہذا اس گرانی کے زمانہ میں مہر کی کم سے کم مقدار تین روپیہ

---

1 ......یہ مسئلہ ائمہ محققین کے نزدیک مختلف فیہ ہے، انوار الحدیث کے چھٹے ایڈیشن سے ہم نے بھی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کا مہر اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیق کے مطابق کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (فتاوی فیض الرسول ۱/۷۱۶)

نوٹ: اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ فرماتے ہیں: چار سو مثقال چاندی مہر خاتونِ جنت رضی اللہ تعالی عنہا تھا، یہاں کے سکے سے ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ۱۲/۱۷۲)

2 ......''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح''، کتاب النکاح، الحدیث: ۳۳۰۴، ج۶، ص ۳۵۹۔ ۳۶۰.

3 ......''اشعۃ اللمعات''، ج۳، ص ۱۳۷.

4 ......''الدر المختار''، کتاب النکاح، باب المہر، ج۴، ص ۲۲۰.

ساڑھے دس آنہ سمجھنا غلطی ہے۔

(۲)......زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہزار دس ہزار بلکہ چالیس پچاس ہزار اور اس سے زیادہ مہر مقرر کر سکتے ہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔

(۳)......مہر کی تین قسمیں ہیں۔(۱) معجّل (۲) مؤجل (۳) مطلق۔ مہر معجّل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اور مؤجّل وہ مہر ہے کہ جس کی ادائیگی کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔ اور مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں عام طور سے رائج ہے۔

(٤)......مہر معجّل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور مؤجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد روک سکتی ہے پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مہر مطلق وصول کرنے کے لیے کبھی نہیں روک سکتی۔

(٥)......ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں[1] یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔

[1]......درمختار باب المہر کی عبارت ''صَحَّ حَطُّهَا'' کے تحت ردالمحتار میں ہے۔ وَلَا بُدَّ مِنْ رِضَاهَا وَأَنْ لَا تَكُونَ مَرِيضَةً مَرَضَ الْمَوْتِ .ملخصاً۔

("الدر المختار ورد المحتار"، كتاب النكاح، مطلب في حط المهر إلخ، ج٤، ص٢٣٩۔٢٤٠)

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۲۹۳ میں ہے۔ لَا بُدَّ فِي صِحَّةِ حَطِّهَا مِنَ الرِّضَا حَتَّى لَوْ كَانَتْ مُكْرَهَةً لَمْ يَصِحَّ وَمِنْ أَنْ لَا تَكُونَ مَرِيضَةً مَرَضَ الْمَوْتِ هٰكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. ١٢ منه.

("الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الفصل السابع في الزيادة إلخ، ج١، ص٣١٣)

①"عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ"۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لیے صرف مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے۔ (بخاری، مسلم)

③"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيْرًا"۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ (بے وجہ شرعی) دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر دعوت کے پہنچ جائے تو وہ چور کی طرح گیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔ (ابوداود)

❶......"صحيح البخاری"، كتاب المناقب، باب الصفرة للمتزوج، الحديث: ٥١٥٣، ج٣، ص٤٤٨،
"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب الصداق وجواز كونه إلخ، الحديث: ٨٠-(١٤٢٧)ص٧٤١.

❷......"صحيح البخاری"، كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة إلخ، الحديث: ٥١٧٧، ج٣، ص٤٥٥،
"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلخ، الحديث: ١٠٧-(١٤٣٢) ص٧٤٩.

❸......"سنن أبی داود"، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في إجابة الدعوة، الحديث: ٣٧٤١، ج٣، ص٤٧٩.

میاں بیوی کا باہمی برتاؤ

① ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ آمِرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا''۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی (دوسرے) کو سجدہ کرے تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ غیر خدا کو سجدہ حرام ہے اس لیے ایک عورت اپنے شوہر کو سجدہ تو نہیں کرسکتی البتہ اس کے لیے شوہر کی اطاعت کا حکم ضرور ہے)۔ (ترمذی)

② ''عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ''۔[2]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔ (ترمذی)

③ ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ''۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مسلمانوں میں کامل الایمان وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج إلخ، الحدیث: ١١٦٢، ج٢، ص٣٨٦، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء، الحدیث: ٣٢٥٥، ج١، ص٥٩٧.

2 ......''سنن الترمذی''، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج إلخ، الحدیث: ١١٦٤، ج٢، ص٣٨٦.

3 ......''سنن الترمذی''، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج إلخ، الحدیث: ١١٦٥، ج٢، ص٣٨٦.

④ ’’عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ‘‘۔ (۱)

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور (اگر کسی خلافِ شرع بات پر سزا دینی ہو تو) اس کے منہ پر نہ مارو، اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں ۔ (ابوداود، مشکوۃ)

⑤ ’’عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ‘‘۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل و انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اُٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک دھڑا الگ ہو گیا ہو گا۔ (مشکوۃ)

مختلف اعمال کے سبب نجات

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج رات میں نے ایک **عجیب خواب** دیکھا:

(۱)......ایک شخص پر عذاب قبر چھا گیا لیکن اس کے **وضو** (کی نیکی) نے اسے بچالیا۔

(۲)......ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا لیکن **ذکر اللہ عزوجل** (کرنے کی نیکی) نے اسے بچالیا۔

(۳)......ایک شخص کو اس کا اعمال نامہ الٹے ہاتھ میں دیا جانے لگا تو اس کا **خوف خدا عزوجل** آ گیا اور اس کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔

(٤)......ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا رہا مگر اس کی **سخاوت** آ گئی اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔

(’’شرح الصدور‘‘، ص۱۸۲، ’’فیضان سنت‘‘، جلد اول، ص۸۸۸)

---

1 ......’’سنن أبي داود‘‘، كتاب النكاح، باب في حق المراة على زوجها، الحديث: ۲۱٤۲، ج۲، ص۳۵۵، ’’مشكاة المصابيح‘‘، كتاب النكاح، باب عشرة النساء، الحديث: ۳۲۵۹، ج۱، ص۵۹۸.

2 ......’’مشكاة المصابيح‘‘، كتاب النكاح، باب القسم، الفصل الثاني، الحديث: ۳۲۳٦، ج۱، ص۵۹۳.

پردے کی باتیں

① ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا“۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا“ یعنی اے اللہ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر عورت مرد کے درمیان اسی صحبت میں لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (ابوداود، مشکوۃ)

② ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ الآية أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ“۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر یہ آیت کریمہ جو نازل کی گئی۔ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ إلخ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ اور پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالتِ حیض (میں ہمبستری) سے پرہیز کرو۔ (ترمذی)

③ ”عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

1 ......”سنن أبي داود“، كتاب النكاح، باب في جامع النكاح، الحديث: ۲۱٦۱، ج۲، ص۳٦۲، ”مشكاة المصابيح“، كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الأول، الحديث:۲٤۱٦، ج۱، ص۴٥۱.

2 ......”سنن الترمذي“، كتاب تفسير القران، باب ومن سورة البقرة، الحديث:۲۹۹۱، ج٤، ص٤٥۹.

الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لا يَسْتَحْيِيْ مِنْ الْحَقِّ لا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ"۔(۱)

ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات (کے اظہار) سے شرم نہیں فرماتا تم لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو۔ (احمد، ترمذی)

④ "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ"۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑤ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا"۔(۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے وہ ملعون ہے۔ (احمد)

مسافر بننے کیلئے شرط

سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ (یعنی تقریباً 92 کلو میٹر) کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ (یعنی 92 کلو میٹر سے کم) کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن (92 کلو میٹر) سے کم کا راستہ ہے یونہی ساری دنیا گھوم کر آئے مسافر نہیں۔ (الدر المختار، ج۲، ص ۲۰۹)

یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کی راہ کے سفر کا متصل ارادہ ہو، اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا مسافر نہ ہوا۔ (نماز کے احکام، ص۳۰۳)

❶......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث خزيمة بن ثابت، الحديث: ٢١٩٢٤، ج٨، ص٢٠١، "سنن الترمذي"، كتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية إلخ، الحديث: ١١٦٧، ج٢، ص٣٨٧.

❷......"سنن الترمذي"، كتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية إلخ، الحديث: ١١٦٨، ج٢، ص٣٨٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب المباشرة، الحديث: ٣١٩٥، ج١، ص٥٨٦.

❸......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ١٠٢١٠، ج٣، ص٥٢٢.

دیکھنا جائز نہیں

① ''عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ''۔ (۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی کام ہے۔ (ترمذی)

② ''عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟''۔ (۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ (ایک نابینا صحابی) حضرت ابنِ ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے حضور کی خدمت میں آ رہے تھے تو سرکار نے (ہم دونوں سے) فرمایا کہ پردہ کرلو (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضور نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی۔ (احمد، ترمذی، ابوداود)

یعنی مرد کے لیے جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔

---

(1)......''سنن الترمذی''، کتاب الرضاع، الحدیث: ۱۱۷۶، ج۲، ص۳۹۲.

(2)......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أم سلمة زوج إلخ، الحدیث: ۲۶۵۹۹، ج۱۰، ص۱۸۳، ''سنن الترمذی''، کتاب الأدب، باب ما جاء فی احتجاب النساء إلخ، الحدیث: ۲۷۸۷، ج٤، ص۳۵٦، ''سنن أبی داود''، کتاب اللباس، باب فی قوله عزوجل وقل للمومنات إلخ، الحدیث: ٤۱۱۲، ج٤، ص۸۷، ''مشکاة المصابیح''، کتاب النکاح، الحدیث: ۳۱۱٦، ج۱، ص۵۷۳.

③ ''عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي''۔[1]

حضرت جریر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم فرمایا۔ (مسلم)

④ ''عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ''۔[2]

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی پہلی نگاہ تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔ (ترمذی)

⑤ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ''۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں پیچھے جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو غیر عورت اچھی معلوم ہو پھر اس کا خیال دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے اور اس سے ہمبستری کرلے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے دل کے شہوانی خیال کو دور کردے گا۔ (مسلم شریف)

❀......❀......❀......❀
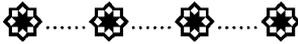
1......''صحیح مسلم''، کتاب الأداب، باب نظر الفجاءة، الحدیث: ٤٥۔(٢١٥٩) ص ١١٩٠.

2......''سنن الترمذی''، کتاب الأدب، باب ماجاء فی نظرة الفجاءة، الحدیث: ٢٧٨٦، ج٤، ص٣٥٦.

3......''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب ندب من رأی إلخ، الحدیث: ٩۔(١٤٠٣) ص٧٢٦، ''مشکاة المصابیح''، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة إلخ، الحدیث: ٣١٠٥، ج١، ص٥٧٢.

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی

① ’’عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ‘‘۔ (1)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خبردار! کوئی مرد کسی ثیّبہ یعنی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر صرف اس حالت میں کہ وہ مرد یا تو اس عورت کا شوہر ہو یا اس کا محرم۔ (مسلم شریف)

② ’’عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ‘‘۔ (2)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔ (ترمذی)

③ ’’عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ‘‘۔ (3)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ عورت کا دیور ہو تو فرمایا دیور تو موت ہے یعنی وہ اور بھی خطرناک ہے۔ (مسلم)

④ ’’عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعَ إِحْدَى نِسَائِهِ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنی ایک بیوی کے ہمراہ

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبية إلخ، الحدیث: ۱۹ ۔(۲۱۷۲) ص۱۱۹۶.

2 ...... "سنن الترمذی"، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراھية إلخ، الحدیث: ۱۱۷٤، ج۲، ص۳۹۱.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبية إلخ، الحدیث: ۲۰ ۔(۲۱۷۲) ص۱۱۹۶.

فَدَعَاهُ فَجَاءَ فَقَالَ يَا فُلَانُ هَذِهِ زَوْجَتِي فُلَانَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ"۔[1]

تھے اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا حضور نے اس کو بلا کر فرمایا اے فلاں! سن لے کہ یہ عورت میری فلاں بیوی ہے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ! جب میں کسی اور کے ساتھ بدگمانی نہیں کرتا تو معاذ اللہ آپ کے ساتھ بدگمانی کروں گا۔ سرکارِ اقدس نے فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ شیطان انسان کے بدن کے اندر خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ اس لیے یہ اندیشہ کچھ بعید نہیں کہ وہ تیرے دل میں وسوسہ ڈال دے کہ رسولِ خدا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہیں۔ (مسلم)

تنگدستی کے سبب ھلاکت.....!

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین دار کو اپنا دین بچانے کیلئے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک غار سے دوسری غار کی طرف بھاگنا پڑے گا تو جب ایسا زمانہ ہوگا تو روزی اللہ عزوجل کی ناراضگی ہی سے حاصل کی جائے گی، پھر جب ایسا زمانہ آجائے گا تو آدمی اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا، اگر اس کے بیوی بچے نہ ہوں تو وہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگا، اگر اس کے والدین نہ ہوئے تو وہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ فرمایا کہ: ''وہ اسے اس کی تنگ دستی پر عار دلائیں گے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے کاموں میں مصروف کردے گا۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب فی العزلۃ لمن لا یامن۔۔۔ الخ، رقم ۱۶، ج۳، ص۲۹۹)

[1]......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب بيان أنه يستحب إلخ، الحديث: ٢٣-(٢١٧٤) ص١١٩٧.

زنا، لواطت

① ’’عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لا یَزْنِی الزَّانِی حِینَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ‘‘۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے (اس وقت) مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہوجاتا ہے۔ (بخاری شریف)

② ’’عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَا مِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیهِمُ الزِّنَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیهِمُ الرِّشَا إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْبِ‘‘۔[2]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوتی ہے وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے۔ (احمد، مشکوۃ)

③ ’’عَنْ جابرٍ أَنَّ رَجُلًا زَنَی بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ‘‘۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور نے اسے سنگسار کرادیا یعنی لوگوں نے پتھروں سے مار مار کر اسے ہلاک کردیا۔ (ابوداود)

④ ’’عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُمُوهُ یَعْمَلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کو تم (حضرت)

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب المظالم والغضب، الحدیث: ۲۴۷۵، ج۲، ص۱۳۷.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص عن النبي صلی الله علیه وسلم، الحدیث: ۱۷۸۳۹، ج۶، ص۲۴۵، "مشکاة المصابیح"، کتاب الحدود، الحدیث: ۳۵۸۲، ج۱، ص۶۵۶.

3 ......"سنن أبی داود"، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك، الحدیث: ۴۴۳۸، ج۴، ص۲۰۱.

عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ"۔[1]

لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔ (ترمذی)

⑤ ''عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ رَزِیْن وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِیًا اَحْرَ قَهُمَا وَاَبَابَكْرٍ هَدَمَ عَلَیْهِمَا حَائِطاً''۔[2]

حضرت ابن عباس و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قومِ لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (رزین) اور انہیں کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعلِ بد کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرادی۔

انتباہ:

(۱)...... یہاں اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو زانی کو سو کوڑے مارے جاتے یا سنگسار کیا جاتا یعنی اس قدر پتھر مارا جاتا کہ وہ مرجاتا مگر اس حال میں زانی اور زانیہ کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا پورے طور پر بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کردیں تاوقتیکہ توبہ کرکے وہ اپنے گناہ سے باز نہ آجائیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(۲)......لواطت کرنے والے جسمانی طور پر بھی سخت سزا کے مستحق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر دیوار گرادی اور ایک روایت کے مطابق حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حکم دیا کہ انہیں قتل کردو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

زمانۂ موجودہ میں لواطت کرنے والے اور کرانے والے کے متعلق یہ حکم ہے کہ مسلمان ان سے پورے طور پر قطع تعلق کریں اور اس خبیث فعل سے باز آجانے کے لیے ان پر اپنی طاقت بھر اتنی سختی کریں کہ وہ اپنے اس گندے خلافِ فطرت فعل سے باز آجائیں اگر مسلمان اپنی غفلت سے کام لے کر خاموشی اختیار کریں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی، الحدیث: ۱۴۶۱، ج۳، ص۱۳۷.

2 ......"مشکاة المصابیح"، کتاب الحدود، الحدیث: ۳۵۸۳۔ ۳۵۸۴، ج۱، ص۶۵۶۔۶۵۷.

کتابُ الطّلاق

①''عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ''۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابوداود)

②''عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ''۔[2]

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی عذرِ مقبول کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (ترمذی، ابوداود)

③''عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَا بَیْنَ أَظْهُرِکُمْ''۔[3]

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں یہ سنتے ہی حضور غضب ناک ہو کر کھڑے ہوگئے پھر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ (نسائی)

معلوم ہوا کہ یکبارگی تین طلاقیں دینی حرام ہیں۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے تحت ہے:''اَلْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلَی أَنَّ التَّطْلِیْقَ بِالثَّلَاثِ حَرَامٌ لِأَنَّهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصِیْرُ غَضْبَانَ إِلَّا

1 ......''سنن أبی داود''، کتاب الطلاق، باب کراهیة الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج۲، ص۳۷۰.

2 ......''سنن الترمذی''، کتاب الطلاق واللعان إلخ، باب ما جاء فی المختلعات، الحدیث: ۱۱۹۱، ج۲، ص۴۰۲، ''سنن أبی داود''، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، الحدیث: ۲۲۲۶، ج۲، ص۳۹۰.

3 ......''سنن النسائی''، کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعة وما فیه إلخ، الحدیث: ۳۳۹۸، ص۵۵۴.

بِمَعْصِيَةٍ اهـ".[1]

④ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ تْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ عندَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْر وَمَا مَعَه إِلَّا مِثْلُ هُدْبَة الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ".[2] (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کر دی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر[3] سے نکاح کر لیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور نے فرمایا کہ تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جا سکتی ہو جب تک کہ عبدالرحمٰن سے تم اور تم سے وہ جنسی حظ نہ حاصل کر لیں۔ (بخاری، مسلم)

انتباہ :

(۱)......طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ رجعی، بائن اور مغلّظہ۔ طلاق رجعی کا مطلب یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اور بعد عدت عورت کی مرضی سے نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی مرضی سے شوہر عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے۔ اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق مغلّظہ کا مطلب یہ ہے عورت بغیر حلالہ شوہر اول کے لیے جائز[4] نہ ہوگی۔

(۲)......حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے وطی بھی کرے اب دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر

1......"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، الحديث: ٣٢٩٢، ج٦، ص ٤٣٥-٤٣٦.

2......"صحيح البخاری"، كتاب الشهادات، باب شهادة المختبی، الحديث: ٢٦٣٩، ج٢، ص١٨٩، "صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب لاتحل المطلقة ثلاثا إلخ، الحديث: ١١١-(١٤٣٣) ص ٧٥٠.

3......بفتح الزاء المنقوطة و كسر الباء الموحدة على وزن الامير ـ ١٢ منه

4......رجعی، بائن اور طلاق مغلّظہ کی صورتیں بہارِ شریعت (حصہ ۸) سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس لیے کہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔[1] (عالمگیری، بہار شریعت وغیرہ)

حدیث شریف میں حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر جو لعنت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ اور اگر ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط نہ لگائی جائے تو کوئی قباحت نہیں بلکہ اگر بھلائی کی نیت ہو تو مستحق اجر ہے۔

درمختار مع ردالمحتار جلد۲ ص:۵۵۹ میں ہے:

''لُعِنَ الْمُحَلِّلُ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ كَتَزَوَّجْتُكِ عَلَى أَنْ أُحَلِّلَكِ أَمَّا إِذَا أَضْمَرَ ذَٰلِكَ لَا يُكْرَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ مَأْجُورًا لِقَصْدِ الْإِصْلَاحِ''۔[2]

یعنی حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر اس صورت میں لعنت کی گئی ہے جب کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ مثلاً مرد عورت سے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس بات پر کہ تو شوہر اوّل کے لیے حلال ہو جائے لیکن اگر حلالہ کی نیت دل میں ہو (اور ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط کا ذکر نہ آئے) تو اس میں کوئی قباحت وکراہت نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔

(۳)......طلاق دینا جائز ہے لیکن بغیر وجہ شرعی ممنوع ہے۔

(٤)......وجہ شرعی ہو تو طلاق دینا مباح ہے بلکہ اگر عورت شوہر کو یا دوسروں کو تکلیف دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔[3] (بہار شریعت)

(۵)......اگر شوہر نامرد ہے یا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو کہ ہمبستری نہیں کر پاتا اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ اگر طلاق نہیں دے گا تو گنہ گار ہوگا۔[4]
(بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

---

1 ...... ''بہار شریعت''، ج۲،ص۱۷۷، ''الفتاوی الهندية''، کتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، ج۱، ص۴۷۳.

2 ......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الطلاق، مطلب في حيلة إسقاط عدة المحلل، ج۵، ص۵۱.

3 ...... ''بہار شریعت''، ج۲،ص۱۱۰.

4 ...... ''بہار شریعت''، ج۲،ص۱۱۰، ''الدر المختار''، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤١٤۔٤١٧ وغيره.

عدّت

① ”عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ“۔[1]

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سُبیعہ اسلمیہ کو شوہر کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بچہ تولد ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ حضور نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کرلیا۔ (بخاری شریف)

معلوم ہوا کہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ”عدت حاملِ وضع حمل ست“۔[2]

(اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۱۸۴)

اور بیوہ اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔ جیسا کہ پارہ ۲۔ رکوع ۱۴ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾۔

اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ جیسا کہ پارہ ۲۸۔ رکوع ۱۷ میں ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾۔

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئسہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۃ طلاق میں ہے: ﴿وَالّٰٓـئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِىْ لَمْ يَحِضْنَ﴾۔

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ یہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ

1 ......”صحيح البخاری“، كتاب الطلاق، باب وأولات الأحمال إلخ، الحديث: ۵۳۲۰، ج۳، ص۵۰۳.

2 ......”اشعة اللمعات“، كتاب النكاح، باب العدة، الفصل الأول، ج۳، ص۱۸۴.

﴿ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ﴾۔ (پارہ ۲، رکوع ۱۲)

اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لیے کوئی عدت نہیں جیسا کہ پارہ ۲۲ رکوع ۳ میں ہے: ﴿ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ ﴾۔

انتباہ:

عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

عورت کا اجنبی کے گھر ملازمت کرنا کیسا؟

سوال: کیا عورت اجنبی کے گھر ملازمت کرسکتی ہے؟

جواب: پانچ شرطوں کے ساتھ اجازت ہے چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں یہاں پانچ شرطیں ہیں:

(۱)...... کپڑے باریک نہ ہوں، جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔

(۲)...... کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیئات (یعنی سینے کا ابھار یا پنڈلی وغیرہ کی گولائی وغیرہ) ظاہر کریں۔

(۳)...... بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

(٤)...... کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف (یعنی معمولی سی) دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(۵)...... اوس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ (فتنہ کا گمان) نہ ہو۔ یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو (ملازمت وغیرہ) حرام۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲، ص ۲۴۸)

لمحۂ فکریہ

جہالت و بے باکی کا دور ہے مذکورہ پانچ شرائط پر عمل فی زمانہ مشکل ترین ہے، آج کل دفاتر وغیرہ میں مرد وعورت معاذ اللہ عزوجل اکٹھے کام کرتے ہیں اور یوں ان دونوں کیلئے بے پردگی، بے تکلفی اور بدنگاہی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے لہذا عورت کو چاہیے کہ گھر اور دفتر وغیرہ میں نوکری کے بجائے کوئی گھریلو کسب اختیار کیا جائے۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۶۰)

حلال اور حرام جانور

①"عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُومَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ"۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے گھریلو گدھوں، خچروں، درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کے گوشت کو خیبر کے دن حرام قرار دیا۔ (ترمذی)

②"عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ أَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَى"۔(۲)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔ (ابوداود)

③"عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ"۔(۳)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

④"عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ رَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا فَأَكَلَهَا"۔(٤)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نیل گائے دیکھا تو شکار کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے؟ عرض کیا ہاں، اس کی

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الأطعمة، باب ماجاء فی کراهية إلخ، الحديث: ١٤٨٣، ج٣، ص١٥٢.

2 ......"سنن أبی داود"، کتاب الأطعمة، باب فی أکل لحم الحباری، الحديث: ٣٧٩٧، ج٣، ص٤٩٦.

3 ......"صحيح البخاری"، الحديث: ٥٥١٧، ج٣، ص٥٦٣، "مشکاة المصابيح"، کتاب الصيد والذبائح، الحديث: ٤١١٢، ج٢، ص٨٠.

4 ......"صحيح البخاری"، کتاب الجهاد والسير، الحديث: ٢٨٥٤، ج٢، ص٢٦٩، "صحيح مسلم"، کتاب =

ران ہے، حضور نے اس کو قبول فرمایا اور کھایا۔ (بخاری، مسلم)

⑤ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ الْمَيْتَتَانِ الْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَالدَّمَانِ الْكَبِدُ وَالطِّحَالُ''۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مردار جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ مردار جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ (احمد، ابن ماجہ، مشکوۃ)

⑥ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ''۔(۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا اسے کھاؤ اور جو پانی میں مر کر تیرنے لگے اسے نہ کھاؤ۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

⑦ ''عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ إِنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا''۔(۳)

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اس ڈر سے نہ مارے کہ دوسرے سانپ اس سے بدلہ لیں گے تو ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

= الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، الحديث: ٦٣-(١١٩٦) ص٦١٣.

❶......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن خطاب، الحديث: ٥٧٢٧، ج٢، ص٤١٥، "سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب الكبد والطحال، الحديث: ٣٣١٤، ج٤، ص٣٢، "مشكاة المصابيح"، كتاب الصيد والذبائح، باب مايحل أكله إلخ، الحديث: ٤١٣٢، ج٢، ص٨٤.

❷......"سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الطافي من السمك، الحديث: ٣٨١٥، ج٣، ص٥٠٢، "سنن ابن ماجه"، كتاب الصيد، الحديث: ٣٢٤٧، ج٣، ص٥٨٨.

❸......"شرح السنة"، كتاب الطب والرقى، باب قتل الحيات، الحديث: ٣١٥٨، ج٦، ص٢٨٥، "مشكاة المصابيح"، كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم، الحديث: ٤١٣٨، ج٢، ص٨٥.

⑧ ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِی أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِئَةُ حَسَنَةٍ وَفِی الثَّانِیَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص گرگٹ یا چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارے اس کے نامۂ اعمال میں سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔ (مسلم شریف)

انتباہ :

(۱)......غُرَابُ الْأَبْقَع یعنی وہ کوّا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے درمختار میں ہے: لَا یَحِلُّ الْغُرَابُ الْأَبْقَعُ الَّذِی یَأْكُلُ الْجِیَفَ لِأَنَّهُ مُلْحَقٌ بِالْخَبَائِثِ۔

اور مہوکا کہ یہ کوّے کی طرح ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے۔[2] (ردالمحتار)

(۲)......مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں۔ جیسے کچھوا، مگرمچھ، وغیرہ۔

(۳)......جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے لہذا اس سے بچنا بہتر ہے۔[3] (بہار شریعت)

(٤)......پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی کہ جس سے مچھلی مرگئی اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مری ہے تو وہ مچھلی حلال ہے۔[4] (درمختار)

(۵)......خرگوش جو بلی کی طرح ایک تیز رفتار جانور ہوتا ہے حلال ہے، ہدایہ صفحہ ۴۲۵ میں ہے: ''لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْأَرْنَبِ لِأَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ أَكَلَ مِنْهُ حِینَ أُهْدِیَ إِلَیْهِ مَشْوِیًّا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِالْأَكْلِ مِنْهُ''۔[5]

1......''صحیح مسلم''، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، الحدیث: ۱٤۷۔(۲۲٤۰) ص۱۲۳۰.

2......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۹.

3......''بہارِ شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۲٦.

4......''الدر المختار''، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۲.

5......''الهداية''، کتاب الذبائح، فصل فیمایحل أکله وما لایحل، ج۲، ص۳۵۲.

شکار اور ذبح

① ''عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَحَدُنَا أَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَالَ أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ''۔[1]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر اور لاٹھی کی کھپچی سے اس کو ذبح کرسکتا ہے؟ حضور نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہو خون بہاؤ۔ (ذبح کا حق ادا ہو جائے گا)۔

(ابوداود، نسائی، مشکوۃ)

② ''عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلَ قَالَ إِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ''۔[2]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کتے یا باز کو تم نے سکھایا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو شکار پر چھوڑو تو جس جانور کو وہ تمہارے لیے پکڑ رکھے (اور خود نہ کھائے) تو اس کو تم کھالو۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالے حضور نے فرمایا جب شکار کو مار ڈالے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو شکار کو اس نے تیرے لیے پکڑ رکھا ہے۔ (ابوداود، مشکوۃ)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کی حفاظت

---

1 ...... "سنن أبی داود"، کتاب الضحایا، باب فی الذبیحة با لمروة، الحدیث: ۲۸۲۴، ج۳، ص۱۳۶، "سنن النسائی"، کتاب الضحایا، باب إباحة الذبح بالعود، الحدیث: ۴۴۰۸، ص۷۱۴، "مشکاة المصابیح"، کتاب الصید والذبائح، الفصل الثانی، الحدیث: ۴۰۸۱، ج۲، ص۷۶.

2 ...... "سنن أبی داود"، کتاب الصید، باب فی الصید، الحدیث: ۲۸۵۱، ج۳، ص۱۴۸، "مشکاة المصابیح"، کتاب الصید والذبائح، الفصل الثانی، الحدیث: ۴۰۸۳، ج۲، ص۷۶.

كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ"۔[1]

یا شکار کرنے یا کھیت کی نگہبانی کے مقاصد کے علاوہ صرف شوق کے لیے کتا پالے تو روزانہ ایک قیراط کی مقدار میں اس کا ثواب کم ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

④ "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَهُ اللَّهُ عَنْ قَتْلِهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّهَا؟ قَالَ أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا فَيَرْمِي بِهَا"۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے پرندے کو ناحق مارے تو خدائے تعالیٰ اس کے متعلق بھی باز پرس کرے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پرندوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا انہیں ذبح کرے تو کھائے نہ یہ کہ سر کاٹ کر پھینک دے۔ (احمد، نسائی، مشکوۃ)

⑤ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي أَيَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلُوا"۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں کچھ قومیں رہتی ہیں جن کے شرک کا زمانہ بہت قریب ہے (یعنی نومسلم ہیں) وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت وہ خدائے تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ۔ (بخاری)

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب إلخ ، الحديث: ٣٣٢٤، ج٢، ص٤٠٩، "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب إلخ، الحديث: ٥٨-(١٥٧٥) ص٨٥٠.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص، الحديث: ٦٥٦٢، ج٢، ص٥٦٧، "سنن النسائی"، كتاب الضحايا، باب من قتل عصفورا بغير حقها، الحديث: ٤٤٥٢، ص٧٢٠، "مشكاة المصابيح"، كتاب الصيد والذبائح، الحديث: ٤٠٩٤، ج٢، ص٧٧.

3 ......"صحيح البخاری"، كتاب البيوع، باب من لم ير الوساوس إلخ، الحديث: ٢٠٥٧، ج٢، ص٧.

⑥ ''عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ''۔[1]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب (جانور) ذبح کرنا چاہو تو ٹھیک سے ذبح کرو۔ اپنی چھری کو تیز کرلو اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (مسلم)

اِنتباہ :

(۱)......ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ ''حلقوم'' جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ ''مری'' جس سے کھانا پانی اترتا ہے، ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہوتی ہے۔ ان کو ''ودجین'' کہتے ہیں۔[2] (درمختار، بہارشریعت)

(۲)......چار رگوں میں سے تین کٹ گئیں یا ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔

(۳)......مشرک اور وہابی مرتد دہریہ نیچری کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔

(٤)...... ہندو نے کہا کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ میں مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ درمختار میں ہے: ''أَصْلُهُ أَنَّ خَبَرَ الْكَافِرِ مَقْبُولٌ بِالْإِجْمَاعِ فِي الْمُعَامَلَاتِ لَا فِي الدِّيَانَاتِ۔''[3]

(٥)......ذبح کرنے میں قصداً بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ نہ کہا تو جانور حرام ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو حلال ہے۔[4] (ہدایہ، جلد چہارم ص ۴۱۹، بہارشریعت)

(٦)......اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے۔ مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔[5] (ہدایہ، بہارشریعت)

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الصيد إلخ، باب الأمر باحسان إلخ، الحديث: ٥٧۔ (١٩٥٥) ص ١٠٨٠.

2 ......''بہارِشریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۱۵، "الدر المختار"، باب الذبائح، ج۹، ص ٤٩١-٤٩٣.

3 ......"الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص٥٦٩.

4 ......''بہارِشریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۱۹، "الهداية"، باب الذبائح، ج٢، ص٣٤٧.

5 ......''بہارِشریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۱۸، "الهداية"، باب الذبائح، ج٢، ص ٣٥٠.

(۷)......بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس چیزیں ناجائز ہیں: ۱۔اوجھڑی، ۲۔آنتیں، ۳۔مثانہ، ۴۔خصیے، ۵۔ذکر یعنی علامت نر، ۶۔فرج یعنی علامت مادہ، ۷۔پاخانہ کا مقام، ۸۔رگوں کا خون، ۹۔گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت میں نکلتا ہے، ۱۰۔دل کا خون، ۱۱۔جگر کا خون، ۱۲۔طحال کا خون، ۱۳۔پتہ، ۱۴۔پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے، ۱۵۔غدود، ۱۶۔حرام مغز، ۱۷۔گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک کھنچے رہتے ہیں، ۱۸۔ناک کی رطوبت، ۱۹۔نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی منی ہو، ۲۰۔وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے، ۲۱۔وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں، ۲۲۔بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح مر گیا۔

(۸)......اولیائے کرام کی نذر و نیاز کے جانور کا گوشت جائز ہے جب کہ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ أَکْبَر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ ص۴۲ پارہ دوم کی آیت کریمہ: ﴿وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ﴾ کے تحت ہے: ''اَلْبَقَرَۃُ الْمَنْذُوْرَۃُ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عَلَیْھَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ کَانُوْا یَنْذُرُوْنَھَا لَہٗ''۔[1]

(۹)......شکاری جانور کا کیا ہوا شکار مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اول۔ شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔ دوم۔ اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو دبوچ کر نہ مارا ہو۔ سوم۔ شکاری جانور بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ أَکْبَر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔ چہارم۔ اگر شکار کے مرنے سے پہلے شکاری اس کے پاس پہنچا تو اس نے بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ أَکْبَر کہہ کر اسے ذبح کیا ہو۔ ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔[2]

(خزائن العرفان)

(۱۰)......سکھائے ہوئے شکاری جانور کی پہچان یہ ہے کہ اگر شکار پر چھوڑا جائے تو چھوٹ جائے اور روکا جائے تو رک جائے اور شکار کیے ہوئے جانور کو مالک کے لیے چھوڑ رکھے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ تفسیر جلالین ص:۹۳ میں ہے: عَلَامَتُھَا اَنْ تُسْتَرْسَلَ إِذَا أُرْسِلَتْ وَتُنْزَجَرَ إِذَا زُجِرَتْ وَتُمْسِکَ الصَّیْدَ وَلَا تَأْکُلُ مِنْہ۔[3]

1......"التفسیرات الأحمدیة"، سورة البقرة، ص ٤٥.

2......"خزائن العرفان"، ص١٩٤.

3......" التفسیر الجلالین"، پاره ٦، سورة المائدة، ص٩٥.

(۱۱)......بندوق یا غلیل کا کیا ہوا شکار اگر مرجائے تو حرام ہے۔[1] (ردالمحتار، بہارشریعت) اور فتاوی قاضی خاں میں ہے۔ **لَا یَحِلُّ صَیْدُ البندَقۃِ وَالحَجرِ اھ**[2]

(۱۲)......جو شکار شوقیہ محض بغرض تفریح ہو، بندوق غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ درمختار، کتاب الصید میں ہے۔ **ھُوَ مُبَاحٌ اِلَّا لِلتَّلَھِّی کَمَا ھُوَ ظَاھِرٌ**"۔[3]

(۱۳)......بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈ کی کانٹے میں پرودیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے۔ کہ اس سے جانور کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح زندہ گھنیسا (کیچوا) کانٹے میں پروکر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔[4] (بہار شریعت، جلد ہفدہم ص ۲۷،۳۰)

(۱۴)......بعض لوگ قصاب کے پیشہ کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔[5] (بہارشریعت بحوالہ ردالمحتار)

سردرد کا ثواب

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا سردرد اور وہ کانٹا جو اسے چبھتا ہے یا اسے جو چیز تکلیف دیتی ہے اس کے عوض اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے گناہ مٹادے گا۔ (شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، رقم ۹۸۷۵، ج۷، ص۱۶۸)

---

1 ...... ''بہار شریعت''، حصہ ہفدہم، ص۲۷، "رد المحتار"، ج ۱۰، ص ۴۹.

2 ......"الفتاوی القاضی خان"، کتاب الصید والذبایح، ج۲، ص ۳۳۸.

3 ......"الدر المختار"، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۳.

4 ...... ''بہارِشریعت''، حصہ ہفدہم، ص۳۰.

5 ...... ''بہارِشریعت''، حصہ ہفدہم، ص۱۸.

قربانی

① ''عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ''۔[1]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ حضرات ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس سے ہم کوثواب ملے گا۔؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے عرض کیا اوراون یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال میں بھی ایک نیکی ملے گی۔ (احمد، ابن ماجہ)

② ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ ''۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ قربانی کے ایام میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالی کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالی کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

---

1 ......"المسند" أحمد بن حنبل، حديث زيد بن أرقم، الحديث: ١٩٣٠٣، ج٧، ص٧٨، "سنن ابن ماجه"، كتاب الأضاحي، باب ثواب الأضحية، الحديث: ٣١٢٧، ج٣، ص٥٣١.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأضاحي، باب ما جاء في فضل الأضحية، الحديث: ١٤٩٨، ج٣، ص١٦٢، "سنن ابن ماجه"، كتاب الأضاحي، الحديث: ٣١٢٦، ج٣، ص٥٣٠.

③ "عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ"۔[1]

حضرت حنش رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو دو دنبے ذبح کرتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور کی جانب سے قربانی کیا کروں تو میں (دوسرا دنبہ حضور کی جانب سے) قربانی کررہا ہوں۔ (ابوداود)

④ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا"۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

⑤ "عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ"۔[3]

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم بقرعید کا چاند دیکھو اور تم میں کا کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ بال منڈانے، ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکا رہے۔ (مسلم)

انتباہ :

(۱)......قربانی کے مسئلے میں صاحبِ نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

(۲)......جو مالکِ نصاب اپنے نام سے ایک بار قربانی کرچکا ہے اور دوسرے سال بھی وہ صاحبِ نصاب ہے تو پھر اس پر اپنے نام سے قربانی واجب ہے اور یہی حکم ہر سال کا ہے۔

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب الأضحية عن الميت، الحديث: ۲۷۹۰، ج۳، ص۱۲٤.

2 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأضاحي، باب الأضاحي واجبة أم لا، الحديث: ۳۱۲۳، ج۳، ص۵۲۹.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الأضاحي، باب النهي من دخل إلخ، الحديث: ٤١-(۱۹۷۷) ص۱۰۹۲.

حدیث میں ہے۔ ''إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً''۔[1] (ترمذی)

(۳)......اگر کوئی صاحبِ نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے دوسرے کی طرف سے کردے اور اپنے نام سے نہ کرے تو سخت گنہ گار ہوگا لہذا اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

(٤)......بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ ''اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی واجب ہے'' شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ مالکِ نصاب پر ہر سال اپنے نام سے قربانی واجب ہے۔

(۵)......دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوعِ صبح صادق کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد کرے۔ فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری ص ۲۶۰ میں ہے: ''وَالْوَقْتُ الْمُسْتَحَبُّ لِلتَّضْحِيَةِ فِي حَقِّ أَهْلِ السَّوَادِ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ''۔[2]

(٦)......شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔[3] (بہار شریعت)

(۷)......شہری آدمی کو قربانی کا جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا کے گوشت کو شہر میں منگا لینا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۰۹ میں ہے۔ ''حِيلَةُ مِصْرِيٍّ أَرَادَ التَّعْجِيلَ أَنْ يُخْرِجَهَا لِخَارِجِ الْمِصْرِ فَيُضَحِّي بِهَا إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ''۔[4]

(۸)......قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے: ''لَا يُعْطَى أَجْرُ الْجَزَّارِ مِنْهَا''۔[5]

(۹)......قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں۔[6]

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود، الحدیث: ۱۵۲۳، ج۳، ص۱۷۵.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الثالث فی وقت الأضحیة، ج۵، ص۲۹۵.

3 ......''بہارِ شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۳۷۔

4 ......"الدر المختار ورد المحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۲۹.

5 ......"الدر المختار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵٤۳ .

6 ......''بہارشریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۴۴۔

(۱۰)......قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔
'' إِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِیفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِینَ إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لَا شَرِیکَ لَهُ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ پھر أَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَکْبَرُ '' پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کریں۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ '' أَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ إِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ '' اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو مِنِّیْ کی جگہ مِنْ کے بعد اس کا نام لے۔[1]

کیا پردہ ضروری نہیں؟

سوال: '' آج کل پردہ ضروری نہیں'' ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: اس طرح کے کلمات کہنا انتہائی حماقت و جہالت اور نہایت ہی سخت بات ہے اس طرح کے کلمات سے مطلقا پردہ کی فرضیت کے انکار کا اظہار ہوتا ہے اور سرے سے پردے کی فرضیت ہی کا انکار کفر ہے البتہ پردہ کی فرضیت کا قائل ہے مگر پردے کی کسی خاص نوعیت (یعنی مخصوص طرز) کا انکار کرتا ہے جس کا تعلق ضروریات دین سے نہیں تو پھر حکم کفر نہیں لیکن یہ کسی مسلمان سے متصور نہیں کہ وہ مطلقا پردے کی فرضیت کا انکار کرے۔

مخلوط تعلیم

سوال: مخلوط تعلیم (Co-Education) کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: بالغان کی مخلوط تعلیم کا سلسلہ سراسر ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے کیونکہ اس میں شرعی پردہ کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

[1]...... ''بہار شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۵۰.

عقیقہ

①"عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا"۔[1]

حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے (کی پیدائش) کے ساتھ عقیقہ ہے لہذا اس کی جانب سے جانور ذبح کرو۔ (بخاری شریف)

②"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاودَ وَعِنْدَ النَّسَائِيْ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ"۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا۔ (ابوداود) اور امام نسائی کی روایت میں دو دو مینڈھے کا ذکر ہے۔

③"عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"۔[3]

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے کوئی اولاد پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ لڑکے کی جانب سے دو بکری اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے۔ (ابوداود)

اِنتباہ :

(۱)......عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکے تو جب چاہے کرسکتا ہے سنت ادا

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب العقيقة، باب إماطة الأذى إلخ، الحديث: ٥٤٧٢، ج٣، ص٥٤٧.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب في العقيقة، الحديث: ٢٨٤١، ج٣، ص١٤٣.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب في العقيقة، الحديث: ٢٨٤٢، ج٣، ص١٤٣.

ہو جائے گی۔[1]

(۲)......لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے لیکن اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی کے عقیقہ میں بکرا ذبح کیا جب بھی حرج نہیں۔[2] (بہار شریعت)

(۳)......قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بکرا اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔[3] (بہار شریعت)

(٤)......عوام میں جو مشہور ہے کہ ''عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ، دادا دادی اور نانا نانی نہ کھائیں'' یہ غلط ہے۔اس کا کوئی ثبوت نہیں۔[4] (بہار شریعت)

(۵)......عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے۔''**اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ الْعَقِيْقَةُ لِابْنِيْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِيْ مِنَ النَّارِ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ** پھر **اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ**'' کہہ کر ذبح کرے۔اگر اپنا لڑکا ہو تو دعا میں **لِابْنِيْ** کے بعد فُلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے۔اور اگر اپنی لڑکی ہو **لِابْنِيْ** کی جگہ **لِابْنَتِيْ** کہہ کر لڑکی کا نام لے۔اور اگر دوسرے کا لڑکا ہو تو **اِبْنِيْ فُلَان** کی جگہ لڑکے کا نام ولدیت کے ساتھ لے اور لڑکے کے عقیقہ میں **دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ** وغیرہ مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور لڑکی کے عقیقہ میں **دُمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا** وغیرہ مؤنث کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

1 ...... ''بہار شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۵۴.

2 ...... ''بہار شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۵۴.

3 ...... ''بہار شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۵۵.

4 ...... ''بہار شریعت''، حصہ پانزدہم، ص۱۵۵.

اچھے بُرے نام

①"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ"۔[۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔ (مسلم)

②"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَائَكُمْ"۔[۲]

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔ (احمد، ابوداود)

③"عَنْ أَبِي وَهْبِ نِ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ"۔[۳]

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ (ابوداود)

④"عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ"۔[٤]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو۔ (بخاری، مسلم)

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الأداب، باب النهى عن التكنى إلخ، الحديث: ٢-(٢١٣٢) ص١١٧٨.

2 ......"المسند" أحمد بن حنبل، حديث أبى الدرداء، الحديث: ٢١٧٥١، ج٨، ص١٦٢، "سنن أبى داود"، كتاب الأدب، باب فى تغيير الأسماء، الحديث: ٤٩٤٨، ج٤، ص٣٧٤.

3 ......"سنن أبى داود"، كتاب الأدب، باب فى تغيير الأسماء، الحديث: ٤٩٥٠، ج٤، ص٣٧٤.

4 ......"صحيح البخارى"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٥٣٧، ج ٢، ص٤٨٥، "صحيح مسلم"، كتاب الأداب، باب النهى عن التكنى بأبى القاسم إلخ، الحديث: ٤-(٢١٣٣) ص١١٧٨.

⑤ ’’عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنْهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ‘‘۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ بالیقین (ایمان وعشق) کے تقاضے سے جاہل ہے۔ (طبرانی کبیر)

⑥ ’’عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الاسْمَ الْقَبِيحَ‘‘۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم برے نام کو (اچھے نام سے) بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

⑦ ’’عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بِنْتًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةَ‘‘۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

اِنتباہ :

(۱)......جس کا نام عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالمعبود، عبدالقدوس، یا عبدالقیوم ہو اسے رحمٰن، خالق، معبود، قدوس، قیوم کہنا حرام ہے اس لیے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کے قسم کا نام ہو تو رحیم، کریم اور عزیز کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے۔

(۲)......عبدالمصطفٰی، عبدالرسول، عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف تو یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔[4] (بہارِ شریعت)

---

1 ......"المعجم الكبير" للطبراني، القاسم أبو عبد الرحمن عن واثلة، الحديث: ٢٢٧، ج٢٢، ص٩٤.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب إلخ، باب ماجاء في تغيير الأسماء، الحديث: ٢٨٤٨، ج٤، ص٣٨٢.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الأداب، باب استحباب تغيير إلخ، الحديث: ١٥-(٢١٣٩) ص ١١٨١.

4 ......’’بہارِ شریعت‘‘، حصہ شانزدہم، (۱۶) ص ۲۴۷.

(۳)......غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ یا اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام کی اضافت کر کے نام رکھا جائے جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔[1] (بہار شریعت)

(٤)......محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ یا نبی الزمان نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلّم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورتِ ادّعا ضرور ہے اور وہ یقیناً حرام ہے۔[2]

(احکام شریعت، بہار شریعت)

(٥)......انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیویوں اور لڑکیوں نیز صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مبارک سنجیدہ اور پر وقار نام چھوڑ کر آج کل لوگوں نے بازاری عورتوں کے بھڑک دار نام پر اپنی لڑکیوں کا نام رکھنا اختیار کر لیا ہے۔ جیسے نجمہ، ثریا، مشتری اور پروین وغیرہ۔ ایسا ہرگز نہ چاہیے۔

دو محبوب قطرے اور دو قدم

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی شے دو قطروں اور دو قدموں سے زیادہ پسندیدہ نہیں، وہ دو قطرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کے خوف سے بہنے والے آنسو کا قطرہ اور دوسرا راہ خدا عزوجل میں بہایا جانے والا خون کا قطرہ۔ اور وہ دو قدم جو اللہ عزوجل کو پسند ہیں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی راہ میں چلنے والا قدم اور دوسرا اللہ عزوجل کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کیلئے چلنے والا قدم ہے۔''

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم ۱٦٧٥، ج ۳، ص ۲۵۳)

1 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ ۱٦، ص ۲۴۷، ''الحديقة الندية شرح طريقة المحمدية''، ج ۲، ص ۲۷۹.

2 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ ۱٦، ص ۲۴۸. ''احکام شریعت''، حصہ اول، ص ۹۰۔

کھانے کا بیان

(1) ''عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ''۔[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھا جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لیے حلال سمجھتا ہے۔(مسلم)

(2) ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ''۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص کچھ کھانا چاہے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی چیز پینا چاہے تو داہنے ہاتھ سے پیئے۔(مسلم شریف)

(3) ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا''۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے اور نہ کچھ پیئے۔اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم شریف)

چائے اور بیڑی سگریٹ بھی بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔

(4) ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ''۔[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

(بخاری شریف)

---

1 ......''صحيح مسلم''، كتاب الأشربة، باب أداب الطعام إلخ، الحديث: ١٠٢ ـ (٢٠١٧) ص١١١٦.

2 ......''صحيح مسلم ''، كتاب الأشربة، باب أداب الطعام إلخ، الحديث: ١٠٥ ـ (٢٠٢٠) ص١١١٧.

3 ......''صحيح مسلم''، كتاب الأشربة، باب أداب الطعام إلخ، الحديث: ١٠٦ ـ (٢٠٢٠) ص١١١٧.

4 ......''صحيح البخارى''، كتاب الأطعمة، باب الحلواء والعسل، الحديث: ٥٤٣١، ج٣، ص٥٣٦.

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حلوا بمد وقصر اطلاق کردہ نمی شود مگر برانچہ ساختہ باشند آنرا بصنعت وجامع باشد میان چربی وشیرینی کذا فی مجمع البحار''۔[1]
(اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۴۹۱)

یعنی حلوا صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جو مخصوص طریقہ سے بنایا جاتا ہے اور میٹھا و چربی کا مجموعہ ہوتا ہے اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔ (لہٰذا حلوا کا ترجمہ محض شیرینی کرنا صحیح نہیں ہے)۔

⑤ ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً فَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ''۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے۔ اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے (تو وہ کھانے میں پہلے پڑ جاتا ہے) لہٰذا اسے پوری ڈبو دو۔ (ابوداود)

⑥ ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ''۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری)

⑦ ''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ عَلَى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور کھانے پر اللہ کا نام لینا بھول جائے تو

---

1 ......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الأطعمۃ، الفصل الأول، ج۳، ص۵۲۲۔

2 ......''سنن أبی داود''، کتاب الأطعمۃ، باب فی الذباب یقع فی الطعام، الحدیث: ۳۸۴۴، ج۳، ص۵۱۱۔

3 ......''صحیح البخاری''، کتاب الأطعمۃ، الحدیث: ۵۴۰۹، ج۳، ص۵۳۱۔

وَآخِرَہٗ''۔(۱)

اس کو چاہیے کہ درمیان ہی میں یہ دعا پڑھ لے۔(ترمذی)

⑧ ''عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِینَ''۔(۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِینَ''(۳)۔ (ترمذی، ابوداود)

انتباہ :

بعض دسترخوانوں پر اشعار لکھے رہتے ہیں ان کا بچھانا اوران پر کھانا منع ہے۔(٤)

(بہارشریعت، جلدسوم ص ۳۸۷)

اپنے آپ کو رضائے الٰہی کیلئے وقف کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو دنیا سے کٹ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آجائے اللہ عزوجل اس کے ہر کام میں کفایت فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جس کا اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو اللہ عزوجل سے کٹ کر دنیا کی طرف آئے گا۔ اللہ عزوجل اسے دنیا کے سپرد کردے گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزہد، باب ماجاء فی العزلۃ، رقم ۱۸۱۸۹، ج ۱۰، ص ۵۴۶)

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الأطعمة، باب ما جاء فی تسمیة إلخ، الحدیث: ١٨٦٥، ج٣، ص٣٣٩.

2 ......''سنن الترمذی''، کتاب الدعوات، الحدیث: ٣٤٦٨، ج٥، ص٢٨٤، ''سنن أبی داود''، کتاب الأطعمة، باب ما یقول الرجل إذا طعم، الحدیث: ٣٨٥٠، ج٣، ص٥١٣.

3 ......یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، سیراب کیا اور مسلمان بنایا۔۱۲ منہ

4 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ۱۶، ص۶۳.

پینے کا بیان

①’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ‘‘۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا کہ اونٹ کی طرح ایک سانس میں کوئی چیز نہ پیو۔ بلکہ دو دو تین تین مرتبہ میں پیو۔ اور جب پیو بِسْمِ اللّٰه کہہ لو اور جب منہ سے ہٹاؤ تو اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہو۔ (ترمذی)

②’’عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ‘‘۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پینے میں تین بار سانس لیتے تھے۔ اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور فرماتے تھے اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید و خوش گوار (بھی) ہے۔ (مشکوۃ)

③’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ‘‘۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔ (ابوداود)

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الأشربة، باب ما جاء فی التنفس فی الإناء، الحدیث: ۱۸۹۲، ج۳، ص۳۵۲.

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب الأشربة، باب الشرب بنفسین أو ثلاثة، الحدیث: ۵۶۳۱، ج۳، ص۵۹۳، "صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب کراهة التفس فی نفس الإناء إلخ، الحدیث: ۱۲۳۔(۲۰۲۸) ص۱۱۲۰، "مشکاة المصابیح"، کتاب الأطعمة، باب الأشربة، الفصل الأول، الحدیث: ۴۲۶۳، ج۲، ص۱۰۵.

3 ......"سنن أبی داود"، کتاب الأشربة، باب فی النفخ فی الشراب إلخ ، الحدیث: ۳۷۲۸، ج۳، ص۴۷۴.

④ ''عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا''۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف)

⑤ ''عن أبی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ''۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص نہ پیئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کردے۔ (مشکوۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''چوں حکم نسیان ایں ست در عمد بطریق اولی خواہد بود''۔[3]
(اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۵۲۲)

یعنی جب بھول کر پینے میں قے کرنے کا حکم ہے تو قصداً پینے میں بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

بینائی تیز کرنے والی چیزیں

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: چار چیزیں آنکھوں کی (بینائی کی) تقویت کا باعث ہیں: (۱) قبلہ رخ بیٹھنا (۲) سوتے وقت سرمہ لگانا (۳) سبزے کی طرف نظر کرنا اور (۴) لباس کا پاک وصاف رکھنا۔ (احیاء العلوم، ج۲ ص ۲۷ دار صادر بیروت) **سبحن اللہ عزوجل!** سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ القوی کے ارشاد کے مطابق سبزے کا نظارہ بھی نگاہوں کی تیزی کا باعث ہے۔ سبز رنگ کی تو کیا ہی بات ہے! ایک روایت کے مطابق سبز سبز گنبد والے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو تمام رنگوں میں سبز رنگ سب سے پیارا تھا۔
(المعجم الأوسط للطبرانی، ج٦ ص ٦٩ حدیث ٨٠٢٧ دار الکتب العلمیه بیروت)

---

1 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب الأشربة، باب كراهية الشرب قائما، الحديث: ۱۱۳ ـ(۲۰۲٤) ص ۱۱۱۹.

2 ...... ''مشكاة المصابيح''، كتاب الأطعمة، باب الأشربة، الفصل الأول، الحديث: ٤۲٦۷، ج۲، ص ۱۰۵.

3 ...... ''اشعة اللمعات''، كتاب الأطعمة، باب الأشربة، الفصل الأول، ج۳، ص ۵۵۷.

لباس

①"عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ"۔(1)

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہے۔(احمد، مشکوۃ)

②"عَنْ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَارْخُوهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ"۔(2)

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے۔ اور اس (کے شملہ) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔ (بیہقی، مشکوۃ)

③"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ"۔(3)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب کرتا پہنتے تو داہنی جانب سے شروع فرماتے۔ (ترمذی)

④"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. مَا أَسْفَلَ مِنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔

---

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث سمرة بن جندب، الحديث: ٢٠١٧٤، ج٧، ص٢٦٠، "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الفصل الثاني، الحديث: ٤٣٣٧، ج٢، ص١١٦.

2 ......" شعب الإيمان" للبيهقي، الحديث: ٦٢٦٢، ج٥، ص١٧٦، "مشكاة المصابيح"، الحديث: ٤٣٧١، ج٢، ص١٢١.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب اللباس إلخ، باب ما جاء في القمص، الحديث: ١٧٧٢، ج٣، ص٢٩٧.

ذٰلِکَ فَفِی النَّارِ قَالَ ذٰلِکَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِلٰی مَنْ جَرَّ إِزَارَہُ بَطَرًا''۔[1]

جو(کپڑا)ٹخنے سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔حضور نے اس جملہ کو تین بار فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند (یا پاجامہ)کو تکبر سے گھسیٹتا چلے۔ (ابوداود)

⑤ ''عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ أَنْ یرٰی أَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ''۔[2]

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ (کے لباس اور وضع سے) ظاہر ہو۔(ترمذی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''ازیں جا معلوم می شود کہ پوشیدن نعمت و کتمان آں روا نیست و گویا موجب کفرانِ نعمت ست''۔[3]

یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ نعمت کو پوشیدہ کرنا اور چھپانا جائز نہیں اور گویا نعمت کی ناشکری کا سبب ہے۔ (اشعۃ اللمعات،جلد سوم ص ۵۴۸)

⑥ ''عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِی بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتْ الْمَحِیضَ لَنْ یَصْلُحَ أَنْ یُرٰی مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّیْهِ''۔[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں۔حضور نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء! عورت جب بالغ ہوجائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ ہرگز نہ دکھائی دینا چاہیے سوائے اس کے اور اس کے۔اور اشارہ

---

1 ......''سنن أبی داود''، الحدیث: ۴۰۹۳، ج۴، ص۸۲، مشکاة المصابیح، الحدیث: ۴۳۳۱، ج۲، ص ۱۱۵.

2 ......''سنن الترمذی''، کتاب الأدب، باب ما جاء أن اللہ تعالی إلخ، الحدیث: ۲۸۲۸، ج۴، ص۳۷۴.

3 ......''اشعۃاللمعات''، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ج۳، ص ۵۸۶.

4 ......''سنن أبی داود''، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها، الحدیث: ۴۱۰۴، ج۴، ص۸۵، ''مشکاة المصابیح''، کتاب اللباس، الفصل الأول، الحدیث: ۴۳۷۲، ج۲، ص۱۲۱.

فرمایا اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی جانب۔ (ابوداود،مشکوۃ)

⑦ ''عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِی عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْت عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَقِیقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِیفًا''۔(۱)

حضرت علقمہ بن ابوعلقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اڑھا دیا۔ (مالک،مشکوۃ)

انتباہ:

آج کل عورتیں بہت باریک اور چست کپڑا پہننے لگی ہیں جس سے بدن کے اکثر اعضاء ظاہر ہوتے ہیں عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔آج کل مرد بھی اسٹبل وغیرہ کا ہلکا تہبند پہننے لگے ہیں جس سے بدن کی رنگت جھلکتی ہیں اور ستر نہیں ہوتا مردوں کو بھی ایسا تہبند حرام ہے۔بعض لوگ اسی کو پہن کر نماز بھی پڑھتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔اس لیے کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے اور بعض لوگ دھوتی باندھتے ہیں۔دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا کہ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے اور نیکر جانگھیا پہننا کہ جس سے گھٹنا کھلا رہتا ہے حرام ہے۔

❁......❁......❁......❁

پیلیا (یرقان) کے دو علاج

(۱)...... بھنے ہوئے چنوں پر اول آخر ایک بار درود شریف کے ساتھ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک ایک بار یا تین تین بار پڑھ کر دم کر دیجئے اور تھوڑے تھوڑے کھاتے رہئے۔

(۲)...... گنے کو رات شبنم میں رکھ دیجئے اور صبح استعمال کر لیجئے۔

(گھریلو علاج،ص۶۱)

---

(۱)......"موطأ" للإمام مالك، كتاب الجامع، باب ما يكره للنساء إلخ، الحديث: ۱۷۳۹، ج۲، ص۴۱۰، "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الفصل الثالث، الحديث: ۴۳۷۵، ج۲، ص۱۲۱.

جوتا پہننا

①''عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور نے فرمایا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے وہ سوار (کی طرح) ہے۔ (ابوداود)

②''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ''۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔ (بخاری، مسلم)

③''عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا''۔[3]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔ (ابوداود)

④''عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قِيلَ لِعَائِشَةَ إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ''۔[4]

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداود)

۞......۞......۞......۞

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في الانتعال، الحديث: ٤١٣٣، ج٤، ص٩٤.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب ينزع نعله اليسرى، الحديث: ٥٨٥٥، ج٤، ص٦٥، "صحيح مسلم"، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب لبس النعل إلخ، الحديث: ٦٧-(٢٠٩٧) ص١١٦١.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، الحديث: ٤١٦٠، ج٤، ص١٠٢.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحديث: ٤٠٩٩، ج٤، ص٨٤.

انگوٹھی

①''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰی عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے (مردوں کو) سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف)

نووی شرح مسلم جلد ثانی ص:۱۹۵ میں ہے:

''أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی إِبَاحَةِ خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ وَأَجْمَعُوْا عَلٰی تَحْرِیْمِهِ عَلَی الرِّجَالِ''۔[2]

یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

اور اشعۃ اللمعات، جلد سوم، ص:۵۵۹ میں ہے:

''کہ حرمت خاتم ذہب در حق رجال ست اما نساء را حرام نیست''۔[3]

یعنی سونے کی انگوٹھی کی حرمت مردوں کے لیے ہے لیکن عورتوں کے لیے حرام نہیں ہے۔

②''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأٰی خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِی یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ یَعْمِدُ أَحَدُکُمْ إِلٰی جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَیَجْعَلُهَا فِی یَدِهِ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَکَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا ورفرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب حضور تشریف لے گئے تو کسی نے اس

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم إلخ، الحدیث: ۵۱،(۲۰۸۹) ص۱۱۵۷.

2 ......"شرح صحیح مسلم" للنووی، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم الذهب إلخ، ج۷، ص۶۵.

3 ......"اشعة اللمعات"، کتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الأول، ج۳، ص ۵۹۸.

لَا وَاللّٰہِ لَا آخُذُہُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَہُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"۔[1]

شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو کسی اور کام میں لانا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھینک دی ہے۔ (مسلم شریف)

③ "عَنْ بُرَیْدَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْہِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَہٍ مَا لِی أَجِدُ مِنْکَ رِیحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَہُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِیدٍ فَقَالَ مَا لِی أَرَى عَلَیْکَ حِلْیَۃَ أَھْلِ النَّارِ فَطَرَحَہُ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مِنْ أَیِّ شَیْءٍ أَتَّخِذُہُ؟ قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّہُ مِثْقَالًا"۔[2]

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا کہ کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بُو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو۔ (ترمذی)

انتباہ:

مردوں کو ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد نگینے والی انگوٹھی پہننا اگر چہ چاندی کی ہو ناجائز ہے۔[3] (بہارشریعت)

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم إلخ، الحدیث: ٥٢۔(٢٠٩٠) ص١١٥٧.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الخاتم الحدید، الحدیث: ١٧٩٢، ج٣، ص٣٠٥.

3 ......"بہارِ شریعت"، حصہ شانزدہم، (١٦) ص ٧١.

حجامت

①''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ (یعنی انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنت ہیں) ختنہ کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، مونچھیں کتروانا، ناخن ترشوانا، اور بغل کے بال اکھیڑنا۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنْ أَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِی قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا نَتْرُکَ أَکْثَرَ مِنْ أَرْبَعِینَ لَیْلَةً''۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے، بال تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے، اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ہی اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔ (مسلم شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''باید از چہل روز نہ گزردو اگر کمتر ازاں کنند افضل ست، و گفتہ اند کہ آنحضرت قص شارب وتقلیمِ اظفار در جمعہ می کرد، و حلق عانہ در بست روز ونتف الابط در چہل روز''۔(۳) (اشعۃ اللمعات، جلد سوم ص ۵۶۹)

یعنی چالیس روز سے زیادہ نہیں گزرنا چاہیے اور اگر اس سے کم میں کرے تو افضل ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مونچھ اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹتے تھے اور ہر بیس روز پر موئے زیر ناف مونڈتے تھے۔ اور ہر چالیس روز بعد بغل کے بال اکھاڑتے تھے۔

---

1 ......''صحیح البخاری''، کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار، الحدیث: ۵۸۹۱، ج۴، ص۷۵، ''صحیح مسلم''، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۰۔(۲۵۷) ص۱۵۳.

2 ......''صحیح مسلم''، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۱۔(۲۵۸) ص۱۵۳.

3 ......''اشعۃ اللمعات''، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ج۳، ص ۶۰۹.

③ ''عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا''۔ (۱)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔ (نسائی، مشکوۃ)

انتباہ :

(۱)......ناخن تراشنے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ترتیب مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔ (۲) (بہار شریعت)

(۲)......آج کل عورتیں سر کے بال کٹا کر لونڈوں کی شکل اختیار کرنے لگی ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ.**

(۳)......سنت یہ ہے کہ مرد پورے سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔ فتاوی عالمگیری مصری جلد۵ ص:۳۱۲ میں ہے: ''فِي رَوْضَةِ الزندويستي أَنَّ السُّنَّةَ فِي شَعْرِ الرَّأْسِ إِمَّا الْفَرْقُ وَإِمَّا الْحَلْقُ وَذَكَرَ الطَّحْطَاوِيُّ الْحَلْقُ سُنَّةٌ وَنَسَبَ ذَلِكَ إِلَى الْعُلَمَاءِ الثَّلَاثَةِ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة''۔ (۳)

اور سید الفقہاء ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حَلْقُ الرَّأْسِ وَقَصْرُهُ مَسْنُوْنٌ لِلرِّجَالِ عَلَى سَبِيْلِ التَّخْيِيْرِ ''۔ (٤) (تفسیرات احمدیہ ص ۳۱)

❶......''سنن النسائي''، كتاب الزينة، باب النهي عن حلق المراة رأسها، الحديث: ٥٠٥٩، ص٨٠٩، ''مشكاة المصابيح''، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثالث، الحديث: ٤٤٨٥، ج٢، ص١٣٧.

❷......''بہار شریعت''، حصہ شانز دہم، (۱۶) ص۲۲۶، ''الدر المختار''، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص ٦٧٠.

❸......''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان إلخ، ج٥، ص٣٥٧.

❹......''التفسيرات الأحمدية''، ص ٣١.

داڑھی، مونچھ

① ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفِرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ واعفُوا اللِّحَى“۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

② ”عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا“۔[2]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یعنی ہمارے طریقے کے خلاف ہے)۔ (ترمذی، نسائی)

③ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ“۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم شریف)

ضروری انتباہ:

(۱)......آج کل مسلمانوں نے داڑھی میں طرح طرح کا فیشن نکال رکھا ہے۔ اکثر لوگ بالکل صفایا

---

1 ......”صحیح البخاری“، کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار، الحدیث: ۵۸۹۳، ج۴، ص۷۵، ”صحیح مسلم“، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۴۔(۲۵۹) ص۱۵۴.

2 ......”سنن الترمذی“، کتاب الأدب، باب ماجاء فی قص الشارب، الحدیث: ۲۷۷۰، ج۴، ص۳۴۹، ”سنن النسائی“، کتاب الطھارۃ، باب قص الشارب، الحدیث: ۱۳ ص۱۱.

3 ......”صحیح مسلم“، کتاب الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۵۔(۲۶۰) ص۱۵۴.

کرادیتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف ٹھوڑی پر ذراسی رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک دوانگل داڑھی رکھتے ہیں اور اپنے کو متبع شریعت سمجھتے ہیں، حالانکہ داڑھی کا بالکل صفایا کرانے والے اور داڑھی کو ایک مشت سے کم رکھنے والے دونوں شریعت کی نظر میں یکساں ہیں۔ بہارِ شریعت جلد شانزدہم ص:۱۹۷ میں ہے۔ داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے۔(۱)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول، ص:۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ:

''حلق کردن لحیه حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست که ایشان را قلندریه گویند و گذاشتن آن بقدر قبضه واجب ست وآنکه آں را سنت گویند بمعنی طریقه مسلوك در دین ست، یا بجهت آنکه ثبوت آں بسنت ست چنانکه نماز عید راسنت گفته اند''۔(۲)

یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے)۔

اور درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص ۱۱٦، ردالمحتار جلد دوم ص ۱۱۷، بحرالرائق جلد دوم ص:۲۸۰، فتح القدیر جلد دوم ص:۲۷۰ اور طحطاوی ص:۴۱۱ میں ہے:

''وَاللَّفْظُ لِلطَّحْطَاوِی اَلْأَخْذُ مِنَ اللِّحْيَةِ وَهُوَ دُوْنَ ذَلِكَ (أَی الْقَدْرُ الْمَسْنُوْنُ وَهُوَ الْقَبْضَةُ) كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ،وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ لَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ، وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ

یعنی داڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران

---

1 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱٦) ص ۲۲۸، "الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص ٦٧١.

2 ...... ''اشعة اللمعات''، كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، ج۱، ص۲۲۸.

یَھُودِ الْھِنْدِ وَمَجُوسِ الْأَعَاجِمِ''۔[1] کے مجوسیوں کا ہے۔

(۲)......حدِ شرع یعنی ایک مشت سے کچھ زائد داڑھی رکھنا جائز ہے لیکن ہمارے آئمہ وجمہور علماء کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ جو حدِ تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ وناپسندیدہ ہے۔[2] (لمعة الضحی)
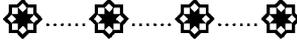
مسواک کے 14 مدنی پھول

(1) مسواک کی موٹائی چھنگلیا یعنی چھوٹی انگلی کے برابر ہو۔(2) مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو ورنہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔(3) مسواک کے ریشے نرم ہوں کہ سخت ریشے دانتوں اور مسوڑوں کے درمیان خلاء (GAP) کا باعث بنتے ہیں۔(4) مسواک تازہ ہو تو خوب ورنہ کچھ دیر پانی کے گلاس میں بھگو کر نرم کر لیجئے۔(5) مسواک کے ریشے روزانہ کاٹتے رہئے کہ ریشے اس وقت تک کارآمد رہتے ہیں جب تک ان میں تلخی باقی رہے۔(6) دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کیجئے۔(7) جب بھی مسواک کرنا ہو کم از کم تین بار کیجئے۔(8) ہر بار دھو لیجئے۔(9) مسواک سیدھے ہاتھ میں اس طرح لیجئے کہ چھنگلیا اس کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو (10) پہلے سیدھی طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر الٹی طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر سیدھی طرف نیچے پھر الٹی طرف نیچے مسواک کیجئے۔(11) چت لیٹ کر مسواک کرنے سے تلی بڑھ جانے اور (12) مٹھی باندھ کر کرنے سے بواسیر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔(13) مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے البتہ سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں بدبو ہو۔(14) مستعمل (یعنی استعمال شدہ) مسواک کے ریشے نیز جب مسواک ناقابل استعمال ہو جائے تو پھینک مت دیجئے کہ یہ آلہ ادائے سنت ہے، کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیجئے یا دفن کر دیجئے یا گہرے سمندر میں پتھر باندھ کر ڈال دیجئے۔مسواک یا مقدس اوراق وغیرہ کنارے پر ڈال دینے سے بہ کر واپس آ جانے کا امکان رہتا ہے۔گہرے سمندر میں ڈالتے وقت بھی مقدس اوراق کے تھیلے یا بوری میں دو ایک جگہ شگاف یعنی چیرے وغیرہ ضرور ڈالئے تاکہ پانی اندر آ جائے اور تہ میں بٹھا دے۔

(گھریلو علاج، ص٦٧ ملخصا)

1......''الدر المختار ورد المحتار''، كتاب الصوم، مطلب في الأخذ من اللحية، ج٣، ص٤٥٦، ''البحر الرائق''، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، ج٢، ص٤٩٠، ''فتح القدير''، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، ج٢، ص٣٥٢، ''حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح''، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ويوجب القضاء، ص٦٨١.

2......''الفتاوی الرضوية''، ج٢٢، ص٦٥٥.

①''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیِّرُوا الشَّیْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْیَهُودِ''۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے کو بدل ڈالو یعنی خضاب لگاؤ اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔(ترمذی)

②''عَنْ أَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْکَتَمُ''۔(۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی اور کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔ (ابوداود)

③''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُونُ قَوْمٌ فِی آخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یَجِدُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ''۔(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب استعمال کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔ (ابوداود، نسائی، مشکوۃ)

---

❶......"سنن الترمذی"، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الخضاب، الحدیث: ۱۷۵۸، ج۳، ص۲۹۱.

❷......"سنن أبی داود"، کتاب الترجل، باب فی الخضاب، الحدیث: ٤۲۰٥، ج٤، ص۱۱٦.

❸......"سنن أبی داود"، کتاب الترجل، باب ما جاء فی خضاب السواد، الحدیث: ٤۲۱۲، ج٤، ص۱۱۷، "سنن النسائی"، کتاب الزینة، باب النهی عن الخضاب بالسواد، الحدیث: ٥۰۸٥، ص۸۱۲، "مشکاة المصابیح"، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی، الحدیث: ٤٤٥۲، ج۲، ص۱۳۲.

سونا، لیٹنا

① ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ چت لیٹا ہو۔ (مسلم شریف)

یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ ایک پاؤں کھڑا ہو کہ اس طرح بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پاؤں کو پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔[2] (بہار شریعت)

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالٰی پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

③ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ''۔[4]

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو۔ (ترمذی)

انتباہ :

(۱)......مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔

---

1 ......''صحیح مسلم''، کتاب اللباس والزینة، الحدیث: ۷۲۔(۲۰۹۹) ص ۱۱۶۲.

2 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانز دہم، (۱۶) ص ۷۷.

3 ......''سنن الترمذی''، کتاب الأدب، باب ما جاء فی کراھیة إلخ، الحدیث: ۲۷۷۷، ج ۴، ص ۳۵۲.

4 ......''سنن الترمذی''، کتاب الأدب، باب ما جاء فی الفصاحة إلخ، الحدیث: ۲۸۶۳، ج ۴، ص ۳۸۸.

(۲)...... جب لڑکی اور لڑکے کی عمر دس سال ہو تو انہیں الگ الگ سلانا چاہیے۔

(۳)...... میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

(٤)...... دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔[1] (بہارشریعت)

(٥)...... ہندو پاکستان میں شمال یعنی اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا بلاشبہ جائز ہے اسے ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔

(٦)...... جب سو کر اُٹھے تو یہ دعا پڑھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ''۔[2] (بہارشریعت)

ھاضمہ کا مَن بھاتا علاج

کالی مرچ، کالا زیرہ اور نمک باریک پیس کر ایک بوتل میں محفوظ کر لیجئے، تربوز پر چھڑک کر استعمال کیجئے۔ اس طرح تربوز کی لذّت میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور وہ ہاضمہ کی بہترین دواء ثابت ہو گا اور بھوک بھی چمک اٹھے گی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن روایت نقل کرتے ہیں ''کھانے سے پہلے تربوز کھانا پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۵ ص ۴۴۲)

تربوز کا سبز رنگ جتنا گہرا ہو گا اتنا ہی ان شاء اللہ عزوجل اندر سے لال اور میٹھا نکلے گا۔ کہتے ہیں: تربوز پر ہلکا سا ہاتھ مارنے پر مدّہم سی آواز آنا اس کے عمدہ اور پکے ہونے کی علامت ہے۔
(گھریلو علاج، ص ۸۷، بتصرف)

کان کے درد کے دو علاج

(1) خالص شہد یا تلسی کے تیل کے چند قطرے کان میں ٹپکانے سے ان شاء اللہ عزّوجل کان کے درد میں راحت ملیگی۔

(2) ادرک کے رس کا ایک قطرہ کان میں ٹپکانے سے درد و کسک ان شاء اللہ عزوجل دور ہوں گے۔
(گھریلو علاج، ص ۸۴)

---

1 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱٦) ص ۷۹.

2 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱٦) ص ۷۹.

خواب

①"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ"۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ"۔[2]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا خواب خدائے تعالٰی کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے۔ (بخاری، مسلم)

③"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَتِي"۔[3] (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا۔

④"عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ نبی کریم

---

1 ......"صحيح البخارى"، كتاب التعبير، الحديث: ٦٩٨٣، ج٤، ص٤٠٢، "صحيح مسلم"، كتاب الرؤيا، الحديث: ٧-(٢٢٦٤) ص١٢٤٣، مشكاة المصابيح، الحديث: ٤٦٠٨، ج٢، ص١٥٦.

2 ......"صحيح البخارى"، كتاب التعبير، باب الرؤيا الصالحة إلخ، الحديث: ٦٩٨٦، ج٤، ص٤٠٣، "صحيح مسلم"، كتاب الرؤيا، الحديث: ٢-(٢٢٦١) ص١٢٤١.

3 ......"صحيح البخارى"، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١١٠، ج١، ص٥٧، "صحيح مسلم"، كتاب الرؤيا، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام إلخ، الحديث: ١٠-(٢٢٦٦) ص١٢٤٤.

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّث بِهِ النَّاسَ ''۔[1]

علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا (یارسول اللہ!) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹ ڈالا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اس خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے۔ (مسلم شریف)

⑤ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ ''۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جوکوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے خدائے تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر پہلے تھا اسے بدل دے۔ (مسلم شریف)

[1] ......''صحيح مسلم''، كتاب الرؤيا، باب لايخبر بتلعب إلخ، الحديث: ١٦ـ(٢٢٦٨) ص١٢٤٦.

[2] ......''صحيح مسلم''، كتاب الرؤيا، الحديث: ٥ـ(٢٢٦٢) ص١٢٤٢.

فال گوئی

①"عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً"۔[1]

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ (مسلم شریف)

②"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ"۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور جوتشی کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہوگیا۔ (احمد، ابوداود)

③"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کچھ لوگوں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے کاہنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہیں یا نہیں) حضور نے فرمایا وہ بالکل (قابلِ اعتماد) نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوجاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ کلمۂ حق ہے جس کو (فرشتوں سے) شیطان

---

[1]......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة إلخ، الحديث: ١٢٥ ـ (٢٢٣٠) ص١٢٢٥.

[2]......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، الحديث: ٩٥٤١، ج٤، ص٤١٩، "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الكهان، الحديث: ٣٩٠٤، ج٤، ص٢٠.

فِی أُذُنِ وَلِیِّہٖ قَرَّ الدَّجَاجَۃِ فَیَخْلِطُونَ فِیھَا أَکْثَرَ مِنْ مِئَۃِ کَذْبَۃٍ"۔ (1)

اچک لیتا ہے۔اور اپنے دوست کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے پھر وہ کاہن اس کلمۂ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔(بخاری، مسلم)

سیروتفریح کرنا کیسا؟

سوال: کیا سیروتفریح کرنا شرعاً منع ہے؟یعنی اس طرح کے پل وغیرہ تفریحاً دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو اس طرح کے نظارے اگرچہ شرعاً مباح ہیں۔مگر بزرگان دین رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں:''آنکھوں کو مباح خوشنما نظاروں کے دیکھنے سے بچاؤ اور ان کو قید میں رکھو اگر ان کو آزاد رکھو گے تو پھر یہ حرام کی طرف دیکھنے کا بھی مطالبہ کریں گی۔امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی حدائق بخشش شریف میں فرماتے ہیں:

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں ـــــ دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

انوکھا حاجی

ایک صاحب جو زبردست عاشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تھے۔حج سے جب واپس وطن لوٹے تو انہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی،لوگ سمجھے ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہوگی،انہوں نے وضو کرتے ہوئے منہ دھوتے وقت پٹی کھولدی پھر فوراً باندھ لی۔یہ دیکھ کر لوگوں نے اصرار کرکے اس کا سبب پوچھا،آبدیدہ ہوکر فرمایا:میں مدینہ منورہ کی بہاریں دیکھ کر آیا ہوں اب یہاں کی کوئی شے دیکھنے کو میرا دل نہیں چاہتا۔لہذا آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے۔

صحرائے مدینہ کے جب دیکھ لیے جلوے ـــــ گلشن کے نظارے سب بیکار نظر آئے

اللہ عزوجل سے غافل کرنے والے مقامات

آج کل تفریح گاہوں پر عموماً مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔طرح طرح کے کھیل تماشے اور میلے ہوتے ہیں۔عام طور پر وہاں فکر آخرت سے متعلق کوئی بات نہیں ہوتی لہذا اس طرح کی تفریح گاہوں سے اجتناب ہی کرنا چاہیے مسلمان کو ہر اس کام اور مقام سے بچنا چاہیے جو اللہ عزوجل کی یاد سے غافل کرے۔حضرت سیدنا داود علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام دعا فرماتے۔یا اللہ عزوجل اگر میرے قدم ایسی مجالس کی طرف اٹھیں جو تیری یاد سے غافل کرنے والی ہوں تو میرے پاؤں توڑ دے۔امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا ـــــ سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

---

(1)......"صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب قول الرجل للشيء إلخ، الحدیث: ۶۲۱۳، ج۴، ص۱۵۹، "صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ إلخ، الحدیث: ۱۲۳-(۲۲۲۸) ص۱۲۲۴.

چھینک، جماہی

① ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ ثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ''۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جب چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔ (ترمذی)

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ''۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے جب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. (بخاری)

③ ''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ''۔[3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

انتباہ :

(۱)......انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام جماہی سے محفوظ ہیں اس لیے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے والی ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب الأدب، باب ما جاء فی خفض إلخ، الحدیث: ۲۷۵٤، ج٤، ص۳٤۳.

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب الأدب، باب إذا عطس کیف یشمت، الحدیث: ٦۲۲٤، ج٤، ص١٦۲.

3 ......"صحیح مسلم"، الحدیث: ۵۷۔(۲۹۹۵)ص۱۵۹۷، مشکاۃ المصابیح، ح٤۷۳۷، ج۲، ص۱۷۸.

اس سے محفوظ ہیں۔ فوراً رُک جائے گی۔[1] (بہارشریعت، شامی، جلداول ص ۳۳٦)

(۲)......اگر چھینکنے والا اَلحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا واجب ہے کہ وہ سُن لے۔

(۳)......بعض لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے اس لیے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں بلکہ ایسے موقع پر چھینک آ نا اور اس پر ذکرالٰہی کرنا نیک فالی ہے۔

نو ۹ شیاطین کے نام وکام

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ الربانی نقل کرتے ہیں، امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان کی اولاد نو ہیں۔

(۱)زلیتون (۲)وثین (۳)لقوس (۴)اعوان (۵)ہفاف (٦)مرۃ (۷)مسوط (۸)داسم (۹)ولھان

زلیتون: بازاروں میں مقرر ہے، اور وہاں اپنا جھنڈا گاڑے رہتا ہے۔

وثین: لوگوں کو ناگہانی آفات میں مبتلاء کرنے کے لئے مقرر ہے۔

لقوس: آتش پرستوں پر مقرر ہے۔

اعوان: حکمرانوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

ھفاف: شرابیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

مرۃ: گانے باجے، بجانے والوں پر مقرر ہے۔

مسوط: افواہیں عام کرنے پر مقرر ہے۔ وہ لوگوں کی زبانوں پر افواہیں جاری کروادیتا ہے، اور اصل حقیقت سے لوگ بے خبر رہتے ہیں۔

داسم: گھروں میں مقرر ہے۔ اگر صاحب خانہ گھر میں داخل ہوکر نہ سلام کرے اور نہ بسم اللہ پڑھ کر قدم اندر رکھے، تو یہ ان گھر والوں کو آپس میں لڑوادیتا ہے، حتی کہ طلاق یا خلع یا مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ولھان: وضو، نماز اور دیگر عبادات میں وسوسے ڈالنے کے لئے مقرر ہے۔

(فیضان سنت، ج۱، ص۴۰)

---

[1]...... ''بہارِشریعت''، ج۱،ص ٦۲۷، "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ٤٩٨.

اِجازت

①''عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا؟ قُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا''۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ نے فرمایا میں (تو) میں بھی ہوں۔ (بخاری، مسلم)

یعنی جواب میں اپنا نام لینا چاہیے ''میں'' کہنا کافی نہیں ہے کیونکہ ''میں'' تو ہر شخص ہے۔

②''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ''۔(۲)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام جب کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ داہنے یا بائیں دروازہ سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداود)

③''عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں؟ حضور نے فرمایا ہاں انہوں نے عرض کیا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنی

---

1 ......''صحيح البخاري''، كتاب الاستئذان، باب إذا قال من إلخ، الحديث: ٦٢٥٠، ج٤، ص١٧١.

2 ......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب كم مرة يسلم الرجل إلخ، الحديث: ٥١٨٦، ج٤، ص٤٤٦.

ماں کا خادم ہوں۔(یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت؟) رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اجازت حاصل کرلیا کرو۔ (مالک، مشکوۃ) عُرْيَانَةً؟ قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا"۔[1]

❁.....❁.....❁.....❁

کینسر کا علاج

(۱)...... پسا ہوا کالا زیرہ تین تین گرام دن میں تین مرتبہ پانی سے استعمال کیجئے۔(۲)...... روزانہ چٹکی بھر پسی ہوئی خالص ہلدی کھانے سے ان شاء الله عزوجل کبھی کینسر نہیں ہوگا۔ (گھریلو علاج، ص۵۹)

دانتوں کی مضبوطی کا راز

ایک صاحب جن کی عمر 100 برس سے کچھ کم تھی اپنے دانتوں سے گنا کھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب گنا کھاتا ہوں تو میرے دانتوں پر جوان آدمی رشک کرتے ہیں۔ کسی نے ان سے دانتوں کی محفوظی اور مضبوطی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بچپن میں یہ عمل بتایا تھا کہ عشاء کے وتر جب پڑھے جائیں تو پہلی رکعت میں بعد الحمد سورة إِذَا جَاءَ دوسری میں تَبَّتْ يَدَا اور تیسری میں سورة الاخلاص پڑھنے سے دانت عمر بھر ہر تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں جب سے میں اسی طرح پڑھتا ہوں اور اسی عمل کی یہ برکت ہے۔ (گھریلو علاج، ص۶۳)

دائمی نزلے کے 5 علاج

(۱) 30 دن تک روزانہ ناشتہ کے دو گھنٹے بعد مچھلی کا تیل (OIL) آدھی چمچ پئیں۔ سردیوں میں رات کو بھی مزید آدھی چمچ استعمال کرسکتے ہیں ان شاء الله عزوجل دائمی نزلہ سے آرام ہوجائیگا۔(۲) بچوں کو اگر بار بار نزلہ ہوتا ہو تو مچھلی کا تیل تین تین قطرے دن میں ایک یا دو بار 30 دن تک پلایئے۔ بچوں کیلئے خوشبودار مچھلی کا تیل میڈیکل اسٹور سے طلب کیجئے (۳) روزانہ رات مٹھی بھر بھنے ہوئے چنے چھلکے سمیت کھانا پھر ایک گھنٹے تک پانی یا چائے وغیرہ کوئی سا مشروب نہ پینا دائمی نزلہ کیلئے مفید ہے۔(۴) ناک سے گہرے گہرے سانس لیجئے۔ نماز فجر کے بعد زیادہ بہتر ہے۔(۵) ہر وضو میں (روزہ نہ ہو تو) ناک میں تینوں بار پانی قدرے (یعنی تھوڑا سا) زور سے چڑھایئے۔

(گھریلو علاج، ص۴۸)

---

[1] ......"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الاستئذان، باب الاستئذان، الحديث: ۱۸۴۷، ج۲، ص۴۴۶، "مشكاة المصابيح"، كتاب الأداب، باب الاستئذان، الفصل الثالث، الحديث: ۴۶۷۴، ج۲، ص۱۶۹.

سلام

①"عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ"۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم)

②"عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ"۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔(ترمذی)

③"عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَادِیُٔ بِالسَّلَامِ بَرِیٌّ مِنَ الْکِبْرِ"۔[3]

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سلام میں پہل کرنے والا غرور وتکبر سے پاک ہے۔ (بیہقی)

④"عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَهٰی أَحَدُکُمْ إِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ"۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ (ترمذی)

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان أنه لایدخل إلخ، الحدیث: ۹۳۔(٥٤) ص ٤٧.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب الاستئذان والأداب، الحدیث: ۲۷۰۸، ج٤، ص۳۲۱.

3 ......"شعب الإیمان" للبیهقی، الحدیث: ۸۷۸٦، ج٦، ص۴۳۳.

4 ......"سنن الترمذی"، کتاب الاستئذان والأداب، الحدیث: ۲۷۱۵، ج٤، ص۳۲٤.

نوٹ :

جولوگ قرآن شریف یا وعظ سننے سنانے میں مشغول ہوں یا پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں انہیں سلام نہ کیا جائے۔

⑤ ''عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ''۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہوگا۔ (ترمذی)

⑥ ''عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارَى فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ''۔[2]

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص (سلام کرنے میں) غیروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہود و نصاری کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہے اور نصاری کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ سے ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

⑦ ''عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ''۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تمہاری ملاقات بد مذہبوں سے ہو انہیں سلام نہ کرو۔ (ابن ماجہ)

---

1. ......''سنن الترمذی''، کتاب الاستئذان والأداب، الحديث: ٢٧٠٧، ج٤، ص٣٢٠.
2. ......''سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والأداب، الحديث: ٢٧٠٤، ج٤، ص٣١٩، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الأداب، باب السلام، الفصل الثانی، الحديث: ٤٦٤٩، ج٢، ص١٦٤.
3. ......''سنن ابن ماجه''، كتاب السنة، باب فی القدر، الحديث: ٩٢، ج١، ص٧٠.

انتباہ :

(۱)......خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے۔ دوسرے یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے۔(۱) (بہار شریعت)

درمختار اور شامی جلد پنجم ص ۲۷۵ میں ہے: ''**یَجِبُ رَدُّ جَوَابِ کِتَابِ التَّحِیَّةِ**''۔(۲)

(۲)......کسی نے خط میں لکھا کہ فلاں کو سلام کہو تو مکتوب الیہ پر اس سلام کا پہنچانا واجب نہیں اگر پہنچائے گا تو ثواب پائے گا۔

(۳)......کسی نے کہا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے وعدہ کرلیا تو سلام پہنچانا واجب ہے اگر نہیں پہنچائے گا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری باب السلام میں ہے:'' **إِذَا أَمَرَ رَجُلًا أَنْ یَقْرَأَ سَلَامَهُ عَلٰی فُلَانٍ یَجِبُ عَلَیْهِ ذٰلِکَ، کَذَا فِی الْغِیَاثِیَّةِ**''۔(۳)

شامی میں ہے:''**وَالظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا إِذَا رَضِیَ بِتَحَمُّلِهَا**''۔(۴)

(٤)......کسی نے سلام بھیجا تو اس طرح جواب دے کہ پہلے پہنچانے والے کو پھر اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یوں کہے۔'' **عَلَیْکَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ** ''۔ فتاوی عالمگیری جلد پنجم باب السلام میں ہے: ''**مَنْ بَلَّغَ إِنْسَانًا سَلَامًا مِنْ غَائِبٍ کَانَ عَلَیْهِ أَنْ یَرُدَّ الْجَوَابَ عَلَی الْمُبَلِّغِ أَوَّلًا، ثُمَّ عَلٰی ذٰلِکَ الْغَائِبِ، کَذَا فِی الذَّخِیرَةِ**''۔(۵)

شامی میں ہے:''**وَظَاهِرُهُ الْوُجُوبُ**''۔(۶)

---

❶......''بہارِشریعت''، حصہ شانزدہم، (۱۶) ص ۱۰۶، ''الدر المختار ورد المحتار''، ج۹، ص ۳۸۵.

❷......''الدر المختار ورد المحتار''، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۵.

❸......''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج۵، ص۳۲۶.

❹......''رد المحتار''، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۵.

❺......''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس، ج۵، ص۳۲۶.

❻......''رد المحتار''، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ج۹، ص۶۸۵.

مُصافحہ

①''عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا''۔[1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

②''عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوا يَذْهَبُ الْغِلُّ''۔[2]

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا۔ (ترمذی)

③''عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ''۔[3]

حضرت زارع جو (وفد) عبدالقیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اُتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

(ابوداود، مشکوۃ)

انتباہ:

(۱)......دینی پیشوا کا ہاتھ اور پاؤں چومنا جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص: ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ:

''بوسہ دادن دست عالم متورّع را جائز

یعنی پرہیزگار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب الاستئذان والأداب، الحدیث: ۲۷۳۶، ج۴، ص۳۳۳.

2 ......''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الأداب، باب المصافحۃ والمعانقۃ، الفصل الثالث، ج۲، ص۱۷۱.

3 ......''سنن أبی داود''، کتاب الأدب، باب فی قبلۃ الرجل، الحدیث: ۵۲۲۵، ج۴، ص۴۵۶، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الأداب، باب المصافحۃ والمعانقۃ، الحدیث: ۴۶۸۸، ج۲، ص۱۷۱.

ست وبعضے گفتہ اند مستحب ست"۔[1] علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے۔

اور وفد عبدالقیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد"۔[2] یعنی اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔

اور درمختار بحث مصافحہ میں ہے کہ:

"لَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ الْعَالِمِ وَالْمُتَوَرِّعِ عَلَى سَبِيلِ التَّبَرُّكِ"۔[3] یعنی برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(۲)...... ہر نماز باجماعت کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے۔ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء میں ہے:

"تَجُوزُ الْمُصَافَحَةُ وَلَوْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَوْلُهُمْ إِنَّهُ بِدْعَةٌ أَيْ مُبَاحَةٌ حَسَنَةٌ كَمَا أَفَادَهُ النَّوَوِيُّ فِي أَذْكَارِهِ اهـ ملخصاً"۔[4] یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اُسے بدعت فرمایا تو وہ بدعت مباحہ حسنہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

"قَالَ اعْلَمْ أَنَّ الْمُصَافَحَةَ مُسْتَحَبَّةٌ عِنْدَ كُلِّ لِقَاءٍ، وَأَمَّا مَا اعْتَادَهُ النَّاسُ مِنَ الْمُصَافَحَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، فَلَا أَصْلَ لَهُ فِي الشَّرْعِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ وَلَكِنْ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْبَكْرِيُّ یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر وعصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ صبح وعصر کی قید

---

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الأداب، باب المصافحة والمعانقة، ج٤، ص٢٢.

2 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الأداب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانى، ج٤، ص٢٧.

3 ......"الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ج٩، ص٦٣١.

4 ......"الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٨.

وَتَقْيِيْدُهُ بِمَا بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ عَلَى عَادَةٍ كَانَتْ فِي زَمَنِهِ، وَإِلَّا فَعَقِبَ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا كَذٰلِكَ اهـ ملخصاً''۔[1] فقط لوگوں کی عادت کی بنا پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (شامی، جلد پنجم ص۲۵۲)

(۳)......وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلافِ حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ، جلد چہارم، ص۲۰ پر فرماتے ہیں:

''مصافحہ سنت است نزد ملاقات وباید کہ بہر دو دست بود''۔[2] یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

اور احادیث کریمہ میں جو لفظ ''یـــد'' مستعمل ہے اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہوں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ، جوتا اور دستانہ وغیرہ اس میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لیے جاتے ہیں، مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا یعنی دونوں ہاتھ سے، اور پاؤں سے چلا، یعنی دونوں پاؤں سے اور آنکھ سے دیکھا۔ یعنی دونوں آنکھ سے اور کہا جاتا ہے زید نے جوتا پہنا یعنی دونوں جوتے۔ وَقِسْ عَلَى هٰذَا الْبَوَاقِي۔

یہ محاورہ ہند، ایران اور عرب میں سب جگہ مسلّم ہے ورنہ حدیث شریف ''أَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَـــدِهِ'' کا یہ مطلب ہو جائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھ کی کمائی بہتر نہیں۔ اور مشہور حدیث ''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ'' کا یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان امان میں رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں۔

مَنْ[3] شَاءَ التَّفْصِيْلَ لِهٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ فَلْيُطَالِعْ ''صَفَائِحُ اللُّجَيْنِ فِيْ كَوْنِ التَّصَافُحِ بِكَفَّيِ الْيَدَيْنِ'' للإمام أحمد رضا رضى الله تعالى عنه.

---

1 ......''رد المحتار''، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٨.

2 ......''اشعة اللمعات''، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، ج٤، ص٢٢.

3 ...... تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ''صَفَائِحُ اللُّجَيْن'' ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ منہ

ماں باپ کے حقوق

① ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل و رسوا ہو) کسی نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم شریف)

② ''عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا''۔(۲)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کرلے کہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے۔ (احمد، نسائی، مشکوۃ)

③ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعاً لِلّٰهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَه بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ أَصْبَحَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالٰی کا فرماں بردار رہا تو اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دو

---

1 ......''صحيح مسلم''، كتاب البر والصلة والأداب، الحديث: ٩-(٢٥٥١) ص ١٣٨١.

2 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥٥٣٨، ج٥، ص ٢٩٠، ''سنن النسائی''، كتاب الجهاد، الحديث: ٣١٠١، ص ٥٠٤، ''مشكاة المصابيح''، الحديث: ٤٩٣٩، ج٢، ص ٢٠٨.

عَاصِيًا لِلَّهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ''۔(۱)

دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا نافرمان بندہ رہا تو اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں حضور نے فرمایا اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں۔ (بیہقی، مشکوۃ)

④ ''عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ''۔(۲) (ابن ماجه)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔(ابن ماجہ)

⑤ ''عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ''۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

⑥ ''عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ''۔(۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں (اس کی

---

(1)......''شعب الإيمان'' للبيهقي، الحديث: ۷۹۱٦، ج٦، ص۲۰٦، ''مشكاة المصابيح''، الحديث: ٤۹٤۳، ج۲، ص۲۰۹.

(2)......''سنن ابن ماجه''، كتاب الأدب، باب بر الوالدين، الحديث: ۳٦٦۲، ج٤، ص۱۸٦.

(3)......''سنن الترمذي''، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في الفضل إلخ، الحديث: ۱۹۰۷، ج۳، ص۳٦۰.

(4)......''صحيح البخاري''، كتاب الأدب، الحديث: ۵۹۷۳، ج٤، ص۹٤، ''صحيح مسلم''، كتاب الإيمان، =

صورت یہ ہوتی ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

⑦ ''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِی كُلِّ جُمُعَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لیے حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا۔

انیس حروف کی حکمتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کے 19 حروف ہیں اور دوزخ پر عذاب دینے والے فرشتے بھی انیس۔ پس امید ہے کہ اس کے ایک ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دور ہو جائے۔ دوسری خوبی یہ بھی ہے کہ دن رات میں 24 گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر لئے اور 19 گھنٹوں کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کے انیس حروف عطا فرمائے گئے۔ پس جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کا ورد کرتا رہے، ان شاء اللّٰہ عزوجل اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شمار ہوگا اور ہر گھنٹے کے گناہ معاف ہوں گے۔ (فیضان سنت، ج۱، ص۵۵)

رحمت الٰہی کا حصول

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بندہ نماز میں ہے اللہ عزوجل کی رحمت خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب اس نے اپنا منہ پھیرا، اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔''

(المستدرک للحاکم، کتاب الامامۃ، باب لایزال اللہ مقبلا علی العبد۔۔۔الخ، الحدیث: ۸۹۶، ج۱، ص۵۰۴)

= باب بيان الكبائر وأكبرها، الحديث: ١٤٦-(٩٠) ص ٦٠.

(1)......"المعجم الأوسط" للطبراني، من اسمه محمد، الحديث: ٦١١٤، ج٤، ص ٣٢١.

اولاد کے حقوق

①''عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ''۔ (1)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

②''عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ''۔ (2)

حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اولاد کے لیے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

③''عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ''۔ (3)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس ہوں گے، یہ کہتے ہوئے حضور نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔ (مسلم)

④''عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ اور وہ اپنی اس

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی أدب الولد، الحدیث: ۱۹۵۸، ج۳، ص۳۸۲.

2 ......''شعب الإیمان'' للبیهقی، الحدیث: ۸۶۵۱، ج ٦، ص۳۹۸، ''مشکاة المصابیح''، کتاب الأداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الحدیث: ٤۹۷۷، ج۲، ص۲۱٤.

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب البر والصلة إلخ، الحدیث: ۱٤۹۔(۲٦۳۱) ص۱٤۱٥.

کَاسِبٌ غَیْرُکَ"۔(۱) لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف (مطلقہ یا بیوہ ہونے کے سبب) واپس لوٹ آئی اور تمہارے سوا کوئی اس کا کفیل نہیں۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)

⑤ "عَنِ ابْنِ عَبَّاس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلاثَ بَنَاتٍ أَوْمِثْلَهُنَّ مِنَ الاخَوَاتِ فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللهُ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ الجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ أَوْاثْنَتَيْنِ قَالَ أَوْ اِثْنَتَيْنِ حَتّى لَوْ قَالُوا أَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً"۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک کہ خدا ان کو مستغنی کردے (یعنی وہ بالغ ہوجائیں اور ان کا نکاح ہوجائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کردے گا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اور دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ حضور نے فرمایا دو کا ثواب بھی یہی ہے (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی حضور یہی فرماتے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

انتباہ:

بچہ کا اچھا سا نام رکھے بُرا نام نہ رکھے کہ بُرے نام کا برا اثر ہوگا تو تربیت قبول نہ کرے گا، ماں یا کسی نیک نمازی عورت سے دو سال تک دودھ پلوائے، پاک کمائی سے ان کی پرورش کرے کہ ناپاک مال ناپاک عادتیں پیدا کرتا ہے، کھیلنے کے لیے اچھی چیز جو شرعاً جائز ہو دیتا رہے، بہلانے کے لیے ان سے جھوٹا وعدہ نہ کرے، جب کچھ ہوشیار ہو تو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، ماں باپ اور استاد وغیرہ کی تعظیم کا طریقہ بتائے، نیک استاد کے پاس قرآن مجید پڑھائے، اسلام وسنت سکھائے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت ان کے دل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان ہے۔ جب بچہ کی عمر سات برس ہوجائے تو نماز کی تاکید کرے اور

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب بر الوالد والاحسان إلخ، الحديث: ٣٦٦٧، ج٤، ص١٨٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب الأداب، باب الشفقة والرحمة إلخ، الحديث: ٥٠٠٢، ج٢، ص٢١٧.

2 ......"شرح السنة"، كتاب البر والصلة، باب ثواب كافل اليتيم، الحديث: ٣٣٥١، ج٦، ص٤٥٢، "مشكاة المصابيح"، كتاب الأداب، باب الشفقة والرحمة إلخ، الحديث: ٤٩٧٥، ج٢، ص٢١٤.

جب دس برس کا ہو جائے تو نماز کے لیے سختی کرے اگر نہ پڑھے تو مار کر پڑھائے۔ وضو، غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل بتائے۔ لکھنے اور تیرنے کی تعلیم دے۔ فنِ سپہ گری بھی سکھائے۔ بری صحبت سے بچائے۔ عشقیہ ناول اور افسانے وغیرہ ہرگز نہ پڑھنے دے۔ جب جوان ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکی سے شادی کر دے اور وراثت سے اسے ہرگز محروم نہ کرے۔

اور لڑکیوں کو سینا پرونا، کاتنا اور کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے اور لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال غالب ہے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کرے۔ نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو وہاں ہرگز نہ جانے دے۔ ریڈیو سے بھی گانا بجانا ہرگز نہ سننے دے جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے۔ فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے۔ (۱)

رضائے الٰہی کیلئے عاجزی کی فضیلت

(۱)......حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جو میرے لیے اتنی سی عاجزی اختیار کرتا ہے (پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہتھیلی کا رخ زمین کی طرف کر دیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں اسے اتنی بلندی عطا فرماتا ہوں۔'' یہ کہنے کے بعد حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف بلند کر دیا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عمر بن الخطاب، رقم ۳۰۹، ج ۱، ص ۱۰۱)

(۲)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اللہ عزوجل عفو ودرگزر کی وجہ سے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو اللہ عزوجل کیلئے عاجزی کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب استحباب العفو، رقم ۲۵۸۸، ص ۱۳۹۷)

---

(۱)......ماخوذ از "مشعلۃ الارشاد فی حقوق الأولاد" مصنفہ اعلحضرت إمام أحمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ. ("الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲٤، ص ٤٥٢)

بھائی وغیرہ کے حقوق

① ”عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْإِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ“۔[1]

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔ (بیہقی)

② ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلم يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ“۔[2] (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

③ ”عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى يَتِيْماً اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ “۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔ (شرح السنۃ)

④ ”عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ“۔[4] (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔

---

1 ......"شعب الإیمان" للبیهقی، الحدیث: ۷۹۲۹، ج٦، ص ۲۱۰.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان، الحدیث: ۱۹۲۸، ج۳، ص۳٦۹.

3 ......"شرح السنة"، کتاب البر والصلة، باب ثواب کافل الیتیم، الحدیث: ۳۳۵۱، ج٦، ص٤٥۲.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب تحریم ایذاء الجار، الحدیث: ۷۳-(٤٦) ص٤۳، "مشکاة =

⑤ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِىْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهٖ''۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کوفرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن نہیں جوخود پیٹ بھر کھائے اوراس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔ (بیہقی،مشکوۃ)

⑥ ''عَنْ أَنَس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ''۔[2] (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے جس کو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری،مسلم)

❁......❁......❁......❁

اللہ عزوجل کے غضب سے بچانے والا عمل

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ''کونسا عمل مجھے اللہ عزوجل کے غضب سے بچا سکتا ہے؟ فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، رقم ۶۶۴۶، ج۲، ص۵۸۷)

= المصابيح''، كتاب الأداب، الحديث: ٤٩٦٣، ج٢، ص٢١٢.

[1]......''شعب الإيمان'' للبيهقى، كتاب ما جاء فى كراهية إمساك الفضل إلخ، الحديث: ٣٣٨٩، ج٣، ص٢٢٥، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الأداب، الحديث: ٤٩٩١، ج٢، ص٢١٦.

[2]......''صحيح البخارى''، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحب إلخ، الحديث: ١٣، ج ١، ص١٦، ''صحيح مسلم''، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال إلخ، الحديث: ٧٢ـ(٤٥) ص٤٣.

چوری اور شراب نوشی

①"عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ"۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری، مسلم)

②"عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أُتِیَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِی عُنُقِه"۔[2]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ (ترمذی)

③"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَ لَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ"۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

④"عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِیْ جَرْعَةً مِنْ خَمْرٍ إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیے گا میں اس کو اسی کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الحدود، باب لعن السارق إذا لم یسم، الحدیث: ٦٧٨٣، ج٤، ص ٣٣٠، "صحیح مسلم"، کتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، الحدیث: ٧-(١٦٨٧) ص٩٢٦.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب الحدود، باب ماجاء فی تعلیق إلخ، الحدیث: ١٤٥٢، ج٣، ص ١٣١.

3 ......"مشکاة المصابیح"، کتاب الحدود، باب الخمر ووعید شاربها، الحدیث: ٣٦٥٣، ج١، ص٦٦٨.

مَخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهُ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ"۔[1] بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ (احمد، مشکوۃ)

⑤"عَنْ وَائِلِ نِ الْحَضْرَمِیِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰکِنَّهُ دَاءٌ"۔[2]

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کے لیے بناتے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ خود بیماری ہے۔ (مسلم شریف)

⑥"عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ"۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اسے دُرّے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیئے اسے قتل کردو۔ (ترمذی)

انتباہ :

اگر حکومتِ اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو اسی دُرّے مارے جاتے۔ موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تاوقتیکہ وہ لوگ توبہ کرکے اپنے افعال قبیحہ سے باز نہ آجائیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبی أمامه الباهلی الصدی، الحدیث: ۲۲۲۸۱، ج۸، ص۲۸٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب الحدود، الحدیث: ۳٦٥٤، ج۱، ص٦٦۸ .

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب تحریم التداوی بالخمر، الحدیث: ۱۲ـ(۱۹۸٤) ص۱۰۹۷ .

3 ......"سنن الترمذی"، کتاب الحدود، باب ما جاء فی شرب إلخ، الحدیث: ۱٤٤۹، ج۳، ص۱۲۸ .

جھوٹ

①"عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِى إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِى إِلَى النَّارِ"۔[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

②"عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ"۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی)

③"عَنْ صُفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا"۔[3]

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں (ہوسکتا ہے) پھر پوچھا گیا کیا مومن کذّاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ (بیہقی، مشکوۃ)

④"عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِى يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِى

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کہتا

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأداب، الحديث: ١٠٤-(٢٦٠٧) ص ١٤٠٥.

2 ......"سنن الترمذى"، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى الصدق إلخ، الحديث: ١٩٧٩، ج٣، ص٣٩٢.

3 ......"شعب الإيمان" للبيهقى، الحديث: ٤٨١٢، ج٤، ص٢٠٧، "مشكاة المصابيح"، كتاب الأداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الحديث: ٤٨٦٢، ج٢، ص١٩٦.

خَيْرًا"۔(1) ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔

چار جھوٹے دعویدار

(۱)......اللہ عزوجل کی محبت کا دعویدار مگر اللہ عزوجل کے حرام کردہ کاموں سے نہ بچنے والا۔

(۲)......محبت رسول کا دعویدار مگر غریبوں کو اہمیت نہ دینے والا۔

(۳)......طالب جنت ہونے کا دعویدار مگر راہ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے کترانے والا۔

(٤)......جہنم سے خوف رکھنے کا دعویدار مگر گناہوں سے پرہیز نہ کرنے والا۔ (فرمان حاتم اصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم)

چھ افراد پر بھلائی کا دروازہ بند

(۱)......اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے۔

(۲)......نعمتوں پر شکر نہ کرنے والے۔

(۳)......نیکوں کی صحبت میں بیٹھنے کے باوجود ان کے نقش قدم پر نہ چلنے والے۔

(٤)......مرنے والوں کی تجہیز و تکفین میں حصہ لینے کے باوجود عبرت نہ پکڑنے والے۔

(٥)......دولت ہونے کے باوجود آخرت کیلئے توشہ جمع نہ کرنے والے۔

(٦)......گناہوں کی کثرت کے باوجود توبہ نہ کرنے والے۔ (فرمان یحیی بن معاذ علیہ رحمۃ اللہ الجواد)

چار نصیحتیں

حضرت سیدنا ابراھیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں، میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام **رحمھم اللہ تعالی** کی صحبت میں رہا۔ ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو ان چار باتوں کی نصیحت کرنا: (۱) جو **پیٹ بھر** کر کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔ (۲) جو **زیادہ سوئے** گا اس کی عمر میں برکت نہ ہوگی (۳) جو صرف لوگوں کی خوشنودی چاہے وہ رضائے الٰہی عزوجل سے مایوس ہو جائے گا۔ (۴) جو **غیبت** اور **فضول گوئی** زیادہ کرے گا وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔ (فیضان سنت، ج۱ص ۲٦۷)

---

(1)......"صحيح البخاری"، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذی يصلح بين النّاس، الحديث: ٢٦٩٢، ج٢، ص ٢١٠، "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأداب، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه، الحديث: ١٠١ـ(٢٦٠٥) ص١٤٠٤.

چغلی اور غیبت

①''عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ''۔[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ''۔[2]

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔ (احمد، بیہقی)

③''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ''۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ و رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ

---

1 ......''صحيح البخاري''، كتاب الأدب، باب مايكره من النميمة، الحديث: ٦٠٥٦، ج٤، ص١١٥، ''صحيح مسلم''، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، الحديث: ١٦٩-(١٠٥) ص٦٧.

2 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبد الرحمن بن غنم الأشعري، الحديث: ١٨٠٢٠، ج٦، ص٢٩١، ''شعب الإيمان'' للبيهقي، الحديث: ١١١٠٨، ج٧، ص٤٩٤.

3 ......''صحيح مسلم''، كتاب البر والصلة إلخ، باب تحريم الغيبة، الحديث: ٧٠-(٢٥٨٩) ص ١٣٩٧.

برائی موجود ہوتو کیا اس کو بھی غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہو جبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ تو بہتان ہے۔ (مسلم شریف)

④ ''عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ وَ جَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یَغْفِرُلَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ ''۔[1]

حضرت ابوسعید و حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

⑤ ''عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَتَرْغَبُوْنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ مَتٰی یَعْرِفُہُ النَّاسُ اُذْکُرُوْا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْہِ یَحْذَرُہُ النَّاسُ ''۔[2]

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیونکر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ (سنن بیہقی)

انتباہ :

(۱)......فاسق معلن یا بد مذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔[3] (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

(۲)......جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس

---

1 ......''شعب الإیمان'' للبیھقی، الحدیث: ٦٧٤١، ج٥، ص٣٠٦، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الأداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الحدیث: ٤٨٧٤، ج٢، ص١٩٨.

2 ......''شعب الإیمان'' للبیھقی، الحدیث: ٩٦٦٦، ج٧، ص١٠٩.

3 ......''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (١٦) ص١٧٧، ''رد المحتار''، کتاب الحظر والإباحۃ، ج٩، ص٦٧٤.

شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔[1] (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

آج کل بہت سے وہابی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنّی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بدمذہبی کو ظاہر کرنا غیبت نہیں اس لیے کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے۔ اور اگر وہ اپنی بدمذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لیے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔[2] (بہار شریعت)

اسراف کسے کہتے ہیں؟

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان تفسیر نعیمی ج ۸ ص ۳۹۰ پر فرماتے ہیں، اسراف کی بہت تفسیریں ہیں: (۱) حلال چیزوں کو حرام جاننا (۲) حرام چیزوں کو استعمال کرنا (۳) ضرورت سے زیادہ کھانا پینا یا پہننا (۴) جو دل چاہے وہ کھا پی لینا پہن لینا (۵) دن رات میں بار بار کھاتے پیتے رہنا جس سے معدہ خراب ہو جائے، بیمار پڑ جائے (۶) مضر اور نقصان دہ چیزیں کھانا پینا (۷) ہر وقت کھانے پینے کے خیال میں رہنا کہ اب کیا کھاؤں گا آئندہ کیا پیوں گا (۸) غفلت کے لئے کھانا (۹) گناہ کرنے کے لئے کھانا (۱۰) اچھے کھانے پینے، اعلی پہننے کا عادی بن جانا کہ کبھی معمولی چیز کھا پی نہ سکے (۱۱) اعلی غذاؤں کو اپنے کمال کا نتیجہ جاننا۔ غرضیکہ اس ایک لفظ میں بہت سے احکام داخل ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہر دم شکم سیر رہنے سے بچو کہ یہ بدن کو بیمار، معدہ کو خراب اور نماز سے سست کرتا ہے، کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرو کہ یہ صدہا بیماریوں کا علاج ہے۔ اللہ تعالی موٹے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔

(فیضان سنت، ج ۱ ص ۲۵۶)

1 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱۶) ص ۱۷۷، "رد المحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج ۹، ص ٦٧٤.

2 ...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱۶) ص ۱۷۷، "رد المحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج ۹، ص ٦٧٥.

حفاظت زبان اور تنہائی وغیرہ

①"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا"۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی)

②"عَنْ أَبِى ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ"۔[2]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے۔ اور خاموشی بہتر ہے برائی کی تعلیم سے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

③"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ"۔[3]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

④"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی

---

1 ......"سنن الترمذی"، کتاب صفة القیامة والرقائق إلخ، الحدیث: ۲۵۰۹، ج٤، ص۲۲٥.

2 ......"شعب الإیمان" للبیهقی، فصل فی فضل السکوت عن کل إلخ، الحدیث: ٤۹۹۳، ج٤، ص۲٥٦، "مشکاة المصابیح"، کتاب الأداب، باب حفظ اللسان إلخ، الحدیث: ٤۸٦٤، ج۲، ص۱۹۷.

3 ......"صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن إلخ، الحدیث: ٤۸، ج۱، ص۳۰، "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب ن بیان قول النبی إلخ، الحدیث: ۱۱٦-(٦٤) ص٥۲.

الرَّبُّ وَاهۡتَزَّ لَهُ الۡعَرۡشُ ''۔(۱) ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ (بیہقی)

جب فاسق کی مدح وتعریف کرنے سے عرشِ الٰہی کانپنے لگتا ہے تو بددین، بدمذہب کی تعریف کرنے سے عرش الٰہی کس قدر کانپتا ہوگا۔ (**العیاذ باللہ تعالی**)

پردے میں پردہ کی عادت بنائیے

فرمان امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ: اسلامی بھائی ہو یا اسلامی بہن سبھی چادر یا کرتے کے دامن کے ذریعے پردے میں پردہ ضرور کریں ورنہ کپڑے تنگ ہوئے یا کرتے کا دامن اٹھا ہوگا تو گھر کے افراد وغیرہ بدنگاہی کے گناہ میں پڑ سکتے ہیں۔اگر ''پردے میں پردہ'' ممکن نہ ہو تو دوزانو بیٹھئے کہ سنت بھی ادا ہوجائے گی اور خود بخود پردہ بھی ہوجائے گا۔کھانے کے علاوہ بھی بیٹھنے میں پردے میں پردہ کی عادت بنایئے۔ (فیضان سنت، ج۱ص۳۰۷)

بھوک کے دس ۱۰ فوائد

(۱) دل کی صفائی (۲) رقت قلبی (۳) مساکین کی بھوک کا احساس (۴) آخرت کی بھوک وپیاس کی یاد (۵) گناہوں کی رغبت میں کمی (۶) نیند میں کمی (۷) عبادت میں آسانی (۸) تھوڑی روزی میں کفایت (۹) تندرستی (۱۰) بچا ہوا خیرات کرنے کا جذبہ (فیضان سنت ج۱ص۶۷۵)

شکم سیری کی چھ آفتیں

حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی **قدس سرہ الربانی** فرماتے ہیں، پیٹ بھر کر کھانے میں چھ آفتیں ہیں،(۱) مناجات خداوندی عزوجل سے محرومی (۲) علم وحکمت کی حفاظت میں مشکلات (۳) مخلوق پر شفقت سے دوری۔کیوں کہ شکم سیر سمجھتا ہے سبھی کا پیٹ بھرا ہوا ہے یوں مسکینوں اور بھوکوں کی ہمدردی کم ہوجاتی ہے۔(۴) عبادت بوجھ محسوس ہونے لگتی ہے۔(۵) خواہشات کا ہجوم ہوتا ہے۔(۶) نمازی مساجد کی طرف جارہے ہوتے ہیں اور زیادہ کھانے والے بیت الخلا کے چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔ (فیضان سنت، ج۱ص۶۷۷)

---

❶......''شعب الإيمان'' للبيهقي، باب في حفظ اللسان، إذا مدح إلخ، الحديث: ٤٨٨٦، ج٤، ص ٢٣٠.

بغض وحسد

①''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الاثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَیْنَهُ وَبَیْنَ أَخِیهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اتْرُکُوا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیئَا''۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو، پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوا اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آجائیں۔ (مسلم شریف)

②''عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ یَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْیَلْقَهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ''۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوۃً چھوڑ رکھے اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحت کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار رہا۔ اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بری ہوگیا۔ (ابوداود، مشکوۃ)

---

(۱)......"صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والأداب، باب النهی عن الشحناء والتهاجر، الحدیث: ۳۶۔(۲۵۶۵) ص ۱۳۸۸.

(۲)......"سنن أبی داود"، کتاب الأدب، باب فیمن یهجر أخاه المسلم، الحدیث: ۴۹۱۲، ج ۴، ص۳۶۳، "مشکاة المصابیح"، کتاب الأداب، باب ما ینهی عنه إلخ، الحدیث: ۵۰۳۷، ج۲، ص۲۲۳.

③ ''عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ''۔(۱)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آ گئی وہ بیماری حسد وبغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔ (احمد، ترمذی)

④ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ''۔(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (ابوداود)

فائدہ :

کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔(۳)

اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

مالداروں سے پہلے جنت میں

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بروز قیامت مسلمان فقراء، مالداروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ نصف دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔''

(جامع الترمذی : الحدیث : ۵۴-۲۳۵۳)

---

(۱)......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند الزبير بن العوام، الحديث: ۱۴۱۲، ج۱، ص۳۴۸، ''سنن الترمذي''، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع إلخ، الحديث: ۲۵۱۸، ج۴، ص۲۲۸.

(۲)......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب في الحسد، الحديث: ۴۹۰۳، ج۴، ص ۳۶۰.

(۳)...... ''بہارِ شریعت''، حصہ شانزدہم، (۱۶) ص۱۸۵.

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

① ''عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُونَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ قَائِلٌ الصَّلاةُ وَالزَّكَاةُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِهَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ''۔[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا نماز اور زکوۃ، کسی نے کہا جہاد، حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل ''اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ'' ہے یعنی خدا ہی کے لیے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کے لیے کسی سے بیزار رہنا۔ (احمد، ابوداود)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''ایں جا اشکال می آرند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ وزکوۃ وجہاد باشد وحال آنکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لِوَجْهِ الله دارد او محبت خواہد داشت انبیاء واولیاء وصالحاں از بندگان خدارا۔ ولابد اتباع واطاعت خواہد کرد ایشاں را وکسیکہ دشمن داشت از برائے خدا دشمن خواہد داشت دشمنان

یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حُبُّ فی اللّٰہ کا نماز، زکوۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا؟ جب کہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے گا وہ انبیائے کرام، اولیائے عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا اور ان لوگوں کی پیروی وفرمانبرداری بھی ضرور کرے گا (اس لیے کہ محبت کے لیے اطاعت لازم

[1] ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٣٦١، ج٨، ص٦٨، ''سنن أبي داود''، الحديث: ٤٥٩٩، ج٤، ص٢٦٤، مشكاة المصابيح، الحديث: ٥٠٢١، ج٤، ص٢٢٠.

دین را وبذل مجہود خواہد نمود در جہاد وقتال ایشاں۔ پس دریں جاہمہ طاعات از نماز وزکوۃ وجہاد وجز آں در آمد وچیزے بدر نہ رفت گویا فرمود اصل ومبنی و مدار اعمال وطاعات حُبّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ است"۔[1]

ہے) اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کے لیے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کریگا۔ گویا حضور نے فرمایا کہ اعمال وطاعات کا مدار اور جڑ بنیاد حُبُّ لِلّٰہِ اور بُغْضُ لِلّٰہِ ہے۔

(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم ص ۱۳۸)

② "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيُّ عُرَى الْإِيْمَانِ أَوْثَقُ؟ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ"۔[2] (بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ابوذر سے فرمایا کہ اے ابو ذر! ایمان کی کون سی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا اللہ ورسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ہی کے لیے کسی کو دوست بنانا اور کسی کو دشمن سمجھنا۔ (بیہقی)

③ "عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ أَنَّهُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مِلَاكِ هَذَا الْأَمْرِ تُصِيْبُ بِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ أَهْلِ الذِّكْرِ وَإِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللَّهِ وَأَحِبَّ فِي اللَّهِ وَأَبْغِضْ فِي اللَّهِ"۔[3]

حضرت ابورزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتادوں جس کے ذریعے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلے۔ (پہلی بات تو یہ ہے کہ) اہلِ ذکر یعنی اللہ والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لیے لازم کرلے۔ اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہوسکے خدائے تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان ہلا اور خدائے تعالیٰ ہی کے لیے دوستی کر اور اسی کے لیے دشمنی کر۔

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الآداب، الفصل الثالث، ج٤، ص١٤٩.

2 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، فصل في مايقول العاطس في جواب إلخ، الحديث: ٩٥١٣، ج٧، ص٧٠.

3 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، الحديث: ٩٠٢٤، ج٦، ص٤٩٢.

غُصّہ اور تکبر

①"عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ"۔[1]

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا برباد کردیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔ (بیہقی)

②"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ"۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، مسلم)

③"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ؟ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ"۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کردے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

④"عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور

---

1 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، الحديث: ٨٢٩٤، ج٦، ص ٣١١.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، الحديث: ٦١١٤، ج ٤، ص ١٣٠، "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأداب، الحديث: ١٠٧ـ(٢٦٠٩) ص١٤٠٦.

3 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، الحديث: ٨٣٢٧، ج ٦، ص٣١٩، "مشكاة المصابيح"، كتاب الأداب، باب الغضب والكبر، الحديث: ٥١٢٠، ج٢، ص٢٣٥.

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ أَنْ یَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ''۔[1]

علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ایک شخص نے عرض کیا (یارسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟)۔حضور نے فرمایا خدائے تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (وآرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لیے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے اور البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے۔ (مسلم شریف)

⑤ ''عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ أَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ أَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِهٖ كَبِیْرٌ حَتّٰی لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِیْرٍ ''۔[2]

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی و انکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے۔اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر و بيانه، الحديث: ١٤٧-(٩١) ص ٦٠.

2 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، فصل في التواضع وترك الزهو إلخ، الحديث: ٨١٤٠، ج٦، ص٢٧٦.
"مشكوة المصابيح"، ج٢،ص٢٣٤، رقم الحديث٥١١٩(١٦).

ظلم وستم

① ’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ‘‘۔[1] (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

② ’’عَنْ أَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيَقْوِيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ‘‘۔[2]

حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کے لیے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ (بیہقی)

یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے۔

③ ’’عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان، حضور نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوۃ لے

[1] ......"صحيح البخاری"، كتاب المظالم والغضب، الحديث: ٢٤٤٧، ج٢، ص١٢٧، "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأداب، باب تحريم الظلم، الحديث: ٥٧-(٢٥٧٩) ص١٣٩٤.

[2] ......"شعب الإيمان" للبيهقي، أحاديث في وجوب الأمر إلخ، الحديث: ٧٦٧٥، ج٦، ص١٢٢.

دَم ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ''۔(۱)

کرآئے اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھالیا ہو، کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو۔ تو اب انہیں راضی کرنے کے لیے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی۔ پس اس کی نیکیاں ختم ہوجانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حق داروں کے گناہ لاد دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

انتباہ :

بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لیے کہ خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے تو اپنے حقوق کو معاف فرمادے لیکن بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں معاف فرمائے گا۔ تاوقتیکہ وہ بندے نہ معاف کردیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں۔ لہذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

غیبت کی تعریف

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غیبت کی تعریف اس طرح بیان کی ہے: کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کرنے کے طور پر ذِکر کرنا۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۷۵)

(1)...."سنن الترمذی"، کتاب صفة القیامة والرقائق، باب ما جاء فی شان إلخ، الحدیث: ۲٤۲٦، ج٤، ص۱۸۹، "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والأداب، الحدیث: ۵۹۔(۲۵۸۱) ص۱۳۹٤.

مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص

(١) ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ''۔[1] (بخاری، مسلم)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر (دنیا دار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ (بخاری، مسلم)

(٢) ''عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ''۔[2]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ (ترمذی)

(٣) ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔ (ترمذی)

(٤) ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو

---

1 ......"صحیح البخاری"، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال، الحدیث: ٦٤٣٦، ج٤، ص٢٢٨، "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب لو أن لابن آدم إلخ، الحدیث: ١١٦ - (١٠٤٨) ص٥٢١.

2 ......"سنن الترمذی"، کتاب الزهد عن رسول الله، الحدیث: ٢٣٨٣، ج٤، ص١٦٦.

3 ......"سنن الترمذی"، کتاب الزهد عن رسول الله، الحدیث: ٢٣٨٢، ج٤، ص١٦٦.

الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ''۔(۱) باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں، مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی۔ (بخاری، مسلم)

تلی ہوئی چیزوں سے ہونے والی 19 بیماریاں

(۱)...... بدن کا وزن بڑھتا ہے۔(۲)......آنتوں کی دیواروں کو نقصان پہنچتا ہے۔(۳)......اجابت (پیٹ کی صفائی) میں گڑ بڑ پیدا ہوتی ہے۔(۴)...... پیٹ کا درد(۵)......متلی (۶)...... قے یا (۷)...... اسہال (یعنی پانی جیسے دست) ہو سکتے ہیں۔(۸)...... چربی کے مقابلے میں تلی ہوئی چیزوں کا استعمال زیادہ تیزی کے ساتھ خون میں نقصان دہ کولیسٹرول یعنی LDL بناتا ہے(۹)......مفید کولیسٹرول یعنی HDL میں کمی آتی ہے۔(۱۰)......خون میں لوتھڑے یعنی جمی ہوئی ٹکڑیاں بنتی ہیں۔(۱۱)...... ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔(۱۲)......گیس ہوتی ہے۔(۱۳)......زیادہ گرم کردہ تیل میں ایک زہریلا مادہ ''ایکرولین'' پیدا ہوجاتا ہے جو کہ آنتوں میں خراش پیدا کرتا ہے، بلکہ معاذ اللہ عزوجل(۱۴)......کینسر کا سبب بھی بن سکتا ہے۔(۱۵)......تیل کو زیادہ دیر تک گرم کرنے اور اس میں چیزیں تلنے کے عمل سے اس میں ایک اور خطرناک زہریلا مادہ ''فری ریڈیکلز'' پیدا ہوجاتا ہے جو کہ دل کے امراض (۱۶)......کینسر(۱۷)...... جوڑوں میں سوزش (۱۸)......دماغ کے امراض اور(۱۹)......جلد بڑھاپا لانے کا سبب بنتا ہے۔

(فیضان سنت ج۱ ص۱۲۷)

---

(1)...... ''صحیح مسلم''، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ الحرص علی الدنیا، الحدیث: ۱۱۵۔ (۱۰۴۷) ص ۵۲۱.

دُنیا

① ”عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ“۔[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کوفرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ (مشکوۃ)

② ”عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى“۔[2]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جوشخص اپنی دُنیا سے محبت کرتا ہے (ایسی محبت جو اللہ و رسول کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کونقصان پہنچاتا ہے اور جواپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دُنیا کونقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دُنیا) کوتج (چھوڑ) کر باقی رہنےوالی چیز (یعنی آخرت) کواختیار کرلو۔ (احمد، مشکوۃ)

③ ”عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً“۔[3] (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر دُنیا خدائے تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کوایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

④ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ (کان کھول کر)

---

1 ......”مشكاة المصابيح“، كتاب الرقاق، الفصل الثالث، الحديث: ٥٢١٢، ج٢، ص٢٥٠.

2 ......”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي موسى الأشعري، الحديث: ١٩٧١٧، ج٧، ص١٦٥، ”مشكاة المصابيح“، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، الحديث: ٥١٧٩، ج٢، ص٢٤٥.

3 ......”سنن الترمذي“، كتاب الزهد عن رسول الله، الحديث: ٢٣٢٧، ج٤، ص١٤٤.

مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ''۔[1] (ترمذی)

سُن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی معلون ہیں۔ مگر ذکرِ الٰہی اور وہ وہ چیزیں جنھیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی۔ (ترمذی)

⑤ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ''[2]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دُنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم شریف)

چُغلی کی تعریف

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے نَقل فرمایا کہ کسی کی بات ضَرر (یعنی نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دوسروں کو پہنچانا **چُغلی** ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۲ص۵۹۴تحت الحدیث ۲۱۶)

غُصّے کی تعریف

مُفَسِّرِ شہیر **حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: غَضَب یعنی غُصّہ نفس کے اُس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دَفع (دور) کرنے پر اُبھارے۔

(مراۃ المناجیح ج۶ص۶۵۵)

اِدھر اُدھر فضول دیکھنا

حضرتِ سیِّد ناداؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نیک لوگ فُضول اِدھر اُدھر دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے

(کتابُ الْوَرَع ج۱ص۲۰۴)

---

[1] ......"سنن الترمذی"، کتاب الزهد عن رسول الله، الحديث: ٢٣٢٩، ج٤، ص١٤٤.

[2] ......"صحيح مسلم"، کتاب الزهد والرقاق، الحديث: ١-(٢٩٥٦) ص١٥٨٢.

عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے؟

① ”عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ“۔[1]

حضرت ابن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی تسبیح وتکبیر اور اس کی عبادت وتہلیل کے لیے اسلام میں زیادہ عمر پائی۔ (احمد، مشکوۃ)

② ”عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ“۔[2]

ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت بُرا ہے؟ فرمایا وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں۔ (ترمذی)

③ ”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ“۔[3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ (دنیا کا) مال سبز رنگین تروتازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقے سے حاصل کرے اور جائز مصارف

---

[1] ......”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي محمد طلحة بن عبيد الله، الحديث: ١٤٠١، ج١، ص٣٤٣، ”مشكاة المصابيح“، كتاب الرقاق، الفصل الأول، الحديث: ٥٢٩٣، ج٢، ص٢٦٣.

[2] ......”سنن الترمذي“، كتاب الزهد عن رسول الله، الحديث: ٢٣٣٧، ج٤، ص١٤٨.

[3] ......”صحيح البخاري“، كتاب الرقاق، باب ما يحذر من زهرة إلخ، الحديث: ٦٤٢٧، ج٤، ص ٢٢٦، ”صحيح مسلم“، كتاب الزكاة، تخوف ما يخرج إلخ، الحديث: ١٢٢-(١٠٥٢) ص٥٢٣.

میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے۔ (بخاری، مسلم)

④ ''عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنْ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنْ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ''۔(1)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اس کے لیے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کے لیے جسمانی تندرستی مالداری سے بہتر ہے اور خوش دلی بھی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے۔ (مشکوۃ)

⑤ ''عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضَى يُكْرَهُ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هٰذِهِ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ إِنِ احْتَاجَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ يَبْذُلُ دِينَهُ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ''۔(2)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگلے زمانہ میں مال کو بُرا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے۔ اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل وخوار سمجھتے۔ اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہیے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لیے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین کو (دنیا کے عوض) بیچ ڈالے گا۔ اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

1 ......''مشكاة المصابيح''، كتاب الرقاق، الفصل الثالث، الحديث: ٥٢٩٠، ج٢، ص٢٦٢.

2 ......'' شرح السنه''، الحديث:٣٩٩٣، ج٧، ص٣٢١، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الرقاق، الفصل الثالث، الحديث: ٥٢٩١، ج٢، ص٢٦٢.

ریاکاری

① ''عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ''۔[1]

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا ریا (یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا)۔ (احمد)

② ''عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ أَسَامِعَ[2] خَلْقِهِ وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ''۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریاکاری) کو لوگوں میں مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کرے گا۔ (بیہقی)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى فِي الْعَلَانِيَةِ فَأَحْسَنَ وَصَلَّى فِي السِّرِّ فَأَحْسَنَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا عَبْدِي حَقًّا''۔[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے (یعنی ریاکاری نہیں کرتا)۔ (ابن ماجہ)

---

1 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمود بن لبيد، الحديث: ٢٣٦٩٢، ج٩، ص١٦٠.

2 ......أسامع جمع اسمُع بضم الميم وهو جمع سَمْع بفتح السين وسكون الميم ١٢ منه۔

3 ......''شعب الإيمان'' للبيهقي، باب في اخلاص العمل لله، الحديث: ٦٨٢١، ج٥، ص٣٣١.

4 ......''سنن ابن ماجه''، كتاب الزهد، باب التوقي على العمل، الحديث: ٤٢٠٠، ج٤، ص٤٦٨، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٢٩، ج٢، ص٢٦٩.

④ ’’عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ‘‘۔[1]

(احمد، مشکوۃ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ (احمد، مشکوۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

’’ہر عملے کہ بریا کند شرك ست۔ غایت آنکه شرك دوقسم جلی ست وخفی، شرك آشکارا بت پرستی کردن ومرائی که برائے غیر خدا عمل سیکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنهانی چنانکه گفته اند كُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ‘‘۔[2]

یعنی جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے۔ (یہ شرک جلی ہے) اور ریا کار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

(اشعة اللمعات، ترجمه مشکوة، جلد چهارم، ص ٢٥٠)

❁……❁……❁……❁

---

1 ……’’المسند‘‘ للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن أوس، الحديث: ١٧١٤٠، ج٦، ص٨١، ’’مشكاة المصابيح‘‘، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر، الفصل الثالث، الحديث: ٥٣٣١، ج٢، ص٢٦٩.

2 ……’’اشعة اللمعات‘‘، كتاب الرقاق، باب الريا والسمعة، ج٤، ص٢٧٢.

تصویر سازی

①''عَنْ أَبِی طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیهِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیرُ''۔[1]

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری، مسلم)

②''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُونَ''۔[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

③''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیهِ الرُّوحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیهَا أَبَدًا''۔[3] (بخاری)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص (جاندار کی) تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی جان نہیں ڈال سکے گا (اس لیے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے)۔ (بخاری شریف)

④''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ

---

1 ...... "صحیح البخاری"، کتاب اللباس، باب التصاویر، الحدیث: ٥٩٤٩، ج٤، ص٨٧، "صحیح مسلم"، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان إلخ، الحدیث: ٨٧۔(٢١٠٦) ص١١٦٦.

2 ...... "صحیح البخاری"، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة، الحدیث: ٥٩٥٠، ج٤، ص٨٧، "صحیح مسلم"، کتاب اللباس والزینة، الحدیث: ٩٨۔(٢١٠٩) ص١١٦٩.

3 ...... "صحیح البخاری"، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر إلخ، الحدیث: ٢٢٢٥، ج٢، ص٥١.

عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللَّهِ"۔ (۱)

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ لوگ اس کی قبر پر عبادت خانہ بنا لیتے ہیں پھر اس میں ان (نیک لوگوں کی) تصویر بناتے ہیں یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔ (مشکوۃ)

ضروری اِنتباہ:

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگان دین سے جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والے، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوبِ الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، حضرت تاج الدین ناگ پوری، حضرت حاجی وارث علی شاہ اور دیگر اولیائے کرام و بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تصویریں اپنے گھروں اور دوکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز اور گناہ ہے اور بعض لوگ بزرگوں کی تصویر کے سامنے باادب بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں یہ بت پرستی کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا دروازہ کھولنا ہے تو سخت حرام اور ناجائز ہے۔

❁......❁......❁......❁

بھترین آدمی کی خُصُوصِیّات

صاحِبِ قرآنِ مُبین، محبوبِ ربُّ العٰلَمِین، جنابِ صادِق و امین عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ایک مرتبہ منبرِ اقدس پر جلوہ فرما تھے کہ ایک صَحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم! لوگوں میں سے سب سے اچّھا کون ہے؟ فرمایا: لوگوں میں سے وہ شخص سب سے اچّھا ہے جو کثرت سے قرانِ کریم کی تلاوت کرے، زیادہ مُتّقی ہو، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صِلَۂ رَحمی (یعنی رشتے داروں کے ساتھ اچّھا برتاؤ) کرنے والا ہو۔

(مُسندِ اِمام احمد ج۱۰ص۴۰۲ حدیث ۲۷۵۰۴)

---

1 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، باب التصاوير، الحديث: ٤٥٠٨، ج٢، ص ١٤١.

توقف وجلد بازی

① ''عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ''۔[1] (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کاموں میں توقف کرنا یعنی جلد بازی نہ کرنا خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہےاور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی)

② ''عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي فَقَالَ خُذِ الْأَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَإِنْ رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَأَمْضِهِ وَإِنْ خِفْتَ غَيًّا فَأَمْسِكْ''۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے، حضور نے فرمایا کہ اپنا کام خوب غور وفکر کے بعد کیا کرو اگر اس کا انجام اچھا نظر آئے تو کر ڈالو اور خرابی کا ڈر ہو تو مت کرو۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

③ ''عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ''۔[3]

حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ توقف کرنا ہر چیز میں بہتر ہے لیکن آخرت کے کام میں تاخیر بہتر نہیں۔ (ابوداود)

---

1 ......''سنن الترمذی''، کتاب البر والصلة عن رسول الله، الحديث: ٢٠١٩، ج٣، ص٤٠٧.

2 ......''شرح السنة''، كتاب البر والصلة، الحديث: ٣٤٩٤، ج ٦، ص٥٤٥، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثاني، الحديث: ٥٠٥٧، ج٢، ص٢٢٦.

3 ......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب الرفق، الحديث: ٤٨١٠، ج٤، ص٣٣٥.

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

① ’’عَنْ أَبِی سَعِیدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهِ فَإِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِکَ أَضْعَفُ الْإِیمَانِ‘‘۔[1] (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی بات خلافِ شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم)

② ’’عَنْ أَبِی بَکْرِنِ الصِّدِّیقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوهُ یُوشِکُ أَنْ یَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ‘‘۔[2]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ جب کوئی بات خلافِ شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

③ ’’عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِیرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیئَةُ فِی الْأَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَکَرِهَهَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِیَهَا کَانَ کَمَنْ شَهِدَهَا‘‘۔[3]

حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کیا جائے تو جو شخص وہاں حاضر ہو مگر اسے وہ ناپسند سمجھتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو لیکن

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان کون النهی عن المنکر إلخ، الحدیث: ٧٨-(٤٩) ص ٤٤.

2 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهی إلخ، الحدیث: ٤٠٠٥، ج ٤، ص٣٥٩.
"سنن الترمذی"، کتاب الفتن عن رسول الله، الحدیث ٢١٧٥، ج٤، ص٦٩.

3 ......"سنن أبی داود"، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهی، الحدیث: ٤٣٤٥، ج٤، ص١٦٦.

اس کو پسند کرتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود ہو۔ (ابوداود)

④ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِأَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو اس لیے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر میری خوشنودی کے لیے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا۔ (بیہقی، مشکوۃ)

⑤ ''عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ''۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

⑥ ''عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک

---

1 ......"شعب الإيمان" للبيهقي، باب أحاديث في وجوب الأمر إلخ، الحديث: ٧٥٩٥، ج٦، ص٩٧، "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب السلام ،الفصل الثالث، الحديث: ٥١٥٢، ج٢، ص٢٤١.

2 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب السلام ،الفصل الثاني، الحديث: ٥١٤٩، ج٢، ص٢٤٠.

الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ"۔[1]

شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آٹا پیستا ہے۔ تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں! تیرا کیا حال ہے یعنی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا تو ہم کو نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم نہیں دیتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیک کام کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"ازیں جا معلوم شود کہ دیگراں را امر ونہی کردن وخود را بدان عمل نمودن موجب عذاب ست وایں بجہت عمل نہ نمودن ست نہ بجہت امر ونہی کردن کہ اگر ایں راہم نہ کند مستحق ترمی گردد آنرا بہ ترک دو واجب"۔[2]

یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے۔ لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے اس لیے کہ اگر امر و نہی بھی نہیں کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ مستحق عذاب ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم ص ۱۷۵)

اور اسی باب الامر بالمعروف کے شروع میں فرماتے ہیں کہ:

"در وجوب امر بمعروف شرط نیست کہ آمر خود نیز فاعل باشد وبے آن نیز

یعنی امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود آمر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بغیر عمل بھی امر

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار إلخ، الحديث: ٣٢٦٧، ج٢، ص٣٩٦، "صحيح مسلم"، كتاب الزهد والرقائق، باب عقوبة من إلخ، الحديث: ٥١-(٢٩٨٩) ص١٥٩٥.

2 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، ج٤، ص١٩١.

درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود واجب ست وامر کردن غیر واجبے دیگر۔ اگر یك واجب فوت شود ترك واجب دیگر جائز نہ باشد، وآنکہ واقع شدہ کہ "**لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ**" بر تقدیر تسلیم کہ در ودآں در آمر معروف ونہی منکر باشد مراد زجر ومنع از نا کردن ست نہ از گفتن۔ اما شك نیست کہ اگر خود بکند بہتر ست چہ امر از کسیکہ خود متمثل نیست تاثیرے نہ کند"۔[1]

بالمعروف جائز ہے اس لیے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہوجائے تو دوسرے واجب کا چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۸ میں "**لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ**" آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کرلیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر وتوبیخ مراد ہے نہ کہ کہنے پر۔ ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر خود بھی عمل کرے تو بہتر ہے اس لیے کہ ایسے شخص کا امر بالمعروف کرنا اثر نہیں کرتا جو خود بے عمل ہے۔

انتباہ :

(۱)......امر بالمعروف کی چند صورتیں ہیں۔ اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کو قبول کرلیں گے اور برائی سے رُک جائیں گے تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں۔ اور اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ بُرا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے جس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی تو ان صورتوں میں خاموش رہنا افضل ہے۔ اور اگر مار پیٹ کو صبر کرلے گا تو مجاہد ہے ایسے شخص کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کوئی حرج نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت قبول نہ کریں گے اور مار پیٹ وگالی گلوچ کا اندیشہ بھی نہیں تو نصیحت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں نصیحت کرے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم ص:۳۰۹ میں ہے: "**ذَكَرَ الْفَقِيهُ فِي كِتَابِ الْبُسْتَانِ أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ عَلَى وُجُوهٍ إِنْ كَانَ يَعْلَمُ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ أَنَّهُ لَوْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ يَقْبَلُونَ ذَلِكَ مِنْهُ وَيَمْتَنِعُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَالْأَمْرُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ وَلَا يَسَعُهُ تَرْكُهُ وَلَوْ عَلِمَ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ أَنَّهُ لَوْ أَمَرَهُمْ**

---

[1]......"اشعة اللمعات"، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، ج٤، ص١٨٩.

بِذٰلِکَ قَذَفُوْهُ وَشَتَمُوْهُ فَتَرْکُهُ أَفْضَلُ، وَکَذٰلِکَ لَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ یَضْرِبُوْنَهُ وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی ذٰلِکَ وَیَقَعُ بَیْنَهُمْ عَدَاوَةٌ وَیَهِیْجُ مِنْهُ الْقِتَالُ فَتَرْکُهُ أَفْضَلُ، وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ لَوْ ضَرَبُوْهُ صَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَا یَشْکُوْ إِلٰی أَحَدٍ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ یَنْهٰی عَنْ ذٰلِکَ وَهُوَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ مِنْهُ وَلَا یَخَافُ مِنْهُ ضَرْبًا وَلَا شَتْمًا فَهُوَ بِالْخِیَارِ وَالْأَمْرُ أَفْضَلُ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ''۔[1]

(۲)...... برائی دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اس سے روکے اگرچہ وہ خود اس برائی میں مبتلا ہو اس لیے کہ شرع نے برائی سے بچنا اور دوسرے کو اس سے روکنا یہ دونوں باتیں لازم کی ہیں۔تو برائی سے نہ بچنے پر روکنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ،جلد پنجم ص:۳۰۹ میں ہے: ''رَجُلٌ رَأَی مُنْکَرًا وَهٰذَا الرَّائِیْ مِمَّنْ یَرْتَکِبُ هٰذَا الْمُنْکَرَ یَلْزَمُهُ أَنْ یَنْهٰی عَنْهُ لِأَنَّ الْوَاجِبَ عَلَیْهِ تَرْکُ الْمُنْکَرِ وَالنَّهْیُ عَنْهُ فَبِتَرْکِ أَحَدِهِمَا لَا یَسْقُطُ عَنْهُ الْآخَرُ کَذَا فِیْ خِزَانَةِ الْمُفْتِیْنَ وَهٰکَذَا فِی الْمُلْتَقَطِ وَالْمُحِیْطِ''۔[2]

❁......❁......❁......❁

علم کا باب سیکھنا ہزار نوافل سے افضل

حضرتِ سیِّدُنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مَدَنی سرکار، دوعالم کے مالک ومختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! تم صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھ لوتو یہ تمہارے لیے سونوافل پڑھنے سے **افضل** ہے اور اگر تم صبح کے وقت **علم کا ایک باب** سیکھ لو چاہے اس پر عمل کیا گیا یا (ابھی) عمل نہ کیا جائے یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نوافل) پڑھنے سے **افضل** ہے۔

(سُنَن ابنِ ماجہ ج۱ص۱۴۲حدیث ۲۱۹)

---

[1] ......''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء إلخ، ج۵، ص۳۵۲.

[2] ......''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء إلخ، ج۵، ص۳۵۳.

توکل

①"عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ"۔(1)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔ (ابن ماجہ)

②"عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا"۔(2)

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ خدائے تعالیٰ پر توکل کرلو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہوکر واپس لوٹتے ہیں۔ (ترمذی)

③"عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ"۔(3)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینے اور مال کو ضائع کردینے کا نام ترکِ دنیا نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ (مال و دولت) تیرے ہاتھوں میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدائے تعالیٰ کی دستِ قدرت میں ہے۔ (ترمذی)

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب التوكل واليقين، الحديث: ٤١٦٦، ج٤، ص٤٥٣.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الزهد عن رسول الله، باب في التوكل إلخ، الحديث: ٢٣٥١، ج٤، ص١٥٤.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الزهد عن رسول الله، الحديث: ٢٣٤٧، ج٤، ص١٥٢.

④ ’’عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ‘‘۔[۱]

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہوا اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس میں بھی اس کے لیے بہتری ہے۔ (مسلم)

⑤ ’’عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ‘‘۔[۲]

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کردیا ہے اس پر راضی رہے۔ اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے۔ اور آدمی کی بدبختی یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے (اس کے بارے میں) جو کچھ مقدر فرمادیا ہے وہ اس پر آزردہ ہو۔ (احمد، ترمذی)

❁......❁......❁......❁

بغیر علم کے فتویٰ دینا کیسا؟

تاجدارِ رسالت، محبوبِ ربُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ سراپا عبرت ہے: مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهُ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ یعنی جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ (سُنَنِ ابوداؤد ج۳ ص۴۴۹ حدیث ۳۶۵۷)

---

[1]...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره إلخ، الحديث: ٦٤-(٢٩٩٩) ص١٥٩٨.

[2]...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص، الحديث: ١٤٤٤، ج ١، ص٣٥٧، "سنن الترمذي"، كتاب القدر عن رسول الله، الحديث: ٢١٥٨، ج٤، ص ٦٠.

نرمی، حیا اور حُسنِ خُلق

① ''عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ''۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالی مہربان ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم)

② ''عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ''۔[2]

حضرت جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص نرمی سے محروم کیا جاتا ہے، وہ (دوسرے لفظوں میں) بھلائی سے محروم کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

③ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی و فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔ (احمد، ترمذی)

④ ''عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ''۔[4]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ حیا کی ساری قسمیں بہتر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

---

1 ......''صحیح مسلم''، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، الحدیث:٧٧ـ(٢٥٩٣) ص١٣٩٨.

2 ......''صحیح مسلم''، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، الحدیث:٧٥ـ(٢٥٩٢) ص١٣٩٨.

3 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی هريرة، الحديث: ١٠٥١٧، ج٣، ص٥٦٨، ''سنن الترمذی''، كتاب البر والصلة عن رسول الله، الحديث: ٢٠١٦، ج٣، ص٤٠٦.

4 ......''صحیح مسلم''، كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان الخ، الحديث: ٦١ـ(٣٧) ص٤٠.

⑤ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ''۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں تو جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

⑥ ''عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ''۔[2] (مؤطا، مشکوۃ)

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں حسنِ اخلاق کے (قدروں) کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

⑦ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا''۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ (ابوداود)

❁......❁......❁......❁

طالب علم دین کو کُنویں کا مینڈک کہنا

سُوال: دینی طالبِ علم یا عالمِ دین کو بنظرِ حقارت کُنویں کامینڈک کہنا کیسا ہے؟

جواب: کُفر ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۳۵۴)

''مولوی لوگ کیا جانتے ہیں'' کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص نے کسی بات پر حقارت کے ساتھ کہا: ''مولوی لوگ کیا جانتے ہیں!'' اُس کا اس طرح کہنا کیسا؟

جواب: کفر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ''مولوی لوگ کیا جانتے ہیں؟'' کہنا کُفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۴ ص۲۴۴) جبکہ عُلماء کی تحقیر مقصود ہو۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص۳۵۴)

---

1. ......''شعب الإيمان'' للبيهقي، باب الحياء بفصوله، الحديث: ۷۷۲۷، ج۶، ص۱۴۰.
2. ......''المؤطأ'' للإمام مالك، كتاب حسن الخلق، ج۲، ص۴۰۴، ''مشكاة المصابيح''، كتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثالث، الحديث: ۵۰۹۶، ج۲، ص۲۳۱.
3. ......''سنن أبي داود''، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة إلخ، الحديث: ۴۶۸۲، ج۴، ص۲۹۰.

ہنسنا اور مُسکرانا

①''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

②''عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا''۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ ان حقیقتوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔ (بخاری شریف)

③''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ''۔[3]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ایسا کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کا تالو نظر آ جائے آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

❁.....❁.....❁.....❁

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی هريرة، الحديث: ٨١٠١، ج ٣، ص ١٨٢، "سنن الترمذی"، كتاب الزهد عن رسول الله، الحديث: ٢٣١٢، ج ٤، ص ١٣٦.

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب الإيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبی صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٦٦٣٧، ج ٤، ص ٢٨٤.

3 ......"صحيح البخاری"، كتاب الأدب، باب التبسم والضحك، الحديث: ٦٠٩٢، ج ٤، ص ١٢٥.

فضائل سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام

① ''عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي''۔[1] (ابوداود، ترمذی، مشکوۃ ص ٤٦٥)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ''۔[2] (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص ٥١١)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا۔

③ ''عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ''۔[3]

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی ان کا پتلا اس وقت تک تیار نہیں ہوا تھا)۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ ص ۵۱۳)

④ ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اس درمیان

---

1 ......''سنن أبی داود''، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، الحدیث: ٤٢٥٢، ج٤، ص١٣٢، ''سنن الترمذی''، کتاب الفتن عن رسول اللہ، الحدیث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفتن، الفصل الثانی، الحدیث: ٥٤٠٦، ج٢، ص٢٨٣.

2 ......''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٧٤٥، ج٢، ص٣٥٣.

3 ......''شرح السنة''، الحدیث: ٣٥٢٠، ج٧، ص١٣، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الحدیث: ٥٧٥٩، ج٢، ص٣٥٦.

بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ "۔[1]

میں کہ سورہا تھا میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص۵۱۲)

⑤ "عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ "۔[2] (احمد، الأمن والعلی ص۵۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ عطا ہوا تھا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

⑥ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ"۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور میں سب سے پہلے قبر سے اُٹھوں گا اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

⑦ "عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ"۔[4]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں۔ (دارمی، مشکوۃ ص۵۱۴)

---

1 ......"صحيح البخاری"، كتاب التعبير، باب المفاتيح فی اليد، الحديث: ۷۰۱۳، ج۴، ص۴۱۳، "صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ۶-(۵۲۳) ص۲۶۶، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ۵۷۴۹، ج۲، ص۳۵۴.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۷۶۳، ج۱، ص۲۱۰، "الأمن والعلى"، ص۱۰۹.

3 ......"مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ۵۷۴۱، ج۲، ص۳۵۳.

4 ......"سنن الدارمی"، باب ما أعطى النبی صلى الله عليه وسلم من الفضل، الحديث: ۴۹، ج۱، ص۴۰، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ۵۷۶۴، ج۲، ص۳۵۷.

⑧ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ''۔(۱)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالٰی کے تئیں میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی والا ہوں۔ (ترمذی، دارمی، مشکوۃ ص۵۱۴)

⑨ ''عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ''۔(۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی میں حضور کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف، حضور اس وقت سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے تو (آخر میں نے فیصلہ کیا کہ) وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں۔ (ترمذی، دارمی، مشکوۃ ص۵۱۷)

⑩ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ وَمَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔(۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ روشن اور چمک دار تھا اور حضور کا پسینہ گویا موتی تھا۔ اور کسی دیباج وریشم کے کپڑے کو میں نے حضور کی مُبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا۔ اور میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔
(بخاری، مسلم، مشکوۃ ص۵۱۶)

---

❶......''سنن الترمذی''، کتاب المناقب عن رسول الله، الحدیث: ٣٦٣٦، ج٥، ص٣٥٤، ''سنن الدارمی''، باب ما أعطی النبی صلی الله علیه وسلم من الفضل، الحدیث: ٤٧، ج١، ص٣٩، ''مشکاة المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید إلخ، الحدیث: ٥٧٦٢، ج٢، ص٣٥٦.

❷......''سنن الترمذی''، کتاب الأدب عن رسول الله، باب ما جاء فی الرخصة إلخ، الحدیث: ٢٨٢٠، ج٤، ص٣٧٠، ''سنن الدارمی''، باب فی حسن النبی صلی الله علیه وسلم، الحدیث: ٥٧، ج١، ص٤٤، ''مشکاة المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٧٩٤، ج٢، ص٣٦٢.

❸......''صحیح مسلم''، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة إلخ، الحدیث: ٨٢۔ (٢٣٣٠) ص:١١٧٢، =

⑪ ''عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقاً فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيبِ عَرْقِهِ أَوْ قَالَ مِنْ رِيحِ عَرَقِهِ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام جب کسی راستہ سے گزرتے پھر حضور کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا تو حضور کے پسینہ کی خوشبو محسوس کر لیتا کہ حضور ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ (دارمی، مشکوۃ ص ۵۱۷)

انتباہ[۲]:

(۱)......حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس ایسا روشن وتابناک تھا کہ بقول راویانِ حدیث آپ کے چہرے میں چاند وسورج تیرتے تھے جس نے بحالتِ ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہو گیا جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

(۲)......سرِ مُبارک بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت وعظمت ٹپکتی تھی اور جو خشیت الٰہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔

(۳)......قد مُبارک نہ زیادہ لانبا تھا اور نہ زیادہ کوتاہ۔ مگر انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔

(٤)......جسم پاک نورانی تھا اس لیے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔ جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔

(٥)......موئے مبارک کچھ بل کھائے ہوئے تھے جو اکثر کندھے تک لٹکتے رہتے تھے اور جب کبھی چہرہ انور پر بکھر جاتے تو ''وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰی'' کی تفسیر بن جاتے۔

(٦)......داڑھی شریف گھنی تھی اور چہرۂ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبنوسی رحل پر قرآن مجید رکھا ہو۔ ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلہ نور معلوم ہوتی تھی۔

= ''مشکوۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٧٨٧، ج٢، ص٣٦١.

[1]......''سنن الدارمی''، باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ٦٦، ج١، ص٤٥، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٧٩٢، ج٢، ص٣٦٢.

[2]......از صحیفۂ جمال مرتبہ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی فاتح جمشید پور۔

(۷)......سینہ مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی تحریر تھی۔ شکم مبارک کی سطح سینہ کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم وحکمت کا نور بھرا تھا۔ اسی کی شان میں اَلَمْ نَشْرَحْ کی آیت اتری۔

(۸)......گردن شریف نہایت لطیف وشفاف تھی بقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔

(۹)......پیشانی کشادہ اور صبح ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاند کا ٹکڑا کہتے تھے جو راتوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز رہا کرتی تھی۔

(۱۰)......گوش مبارک نہایت موزوں اور سبک، دور ونزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش وطیور کی بول چال اور شجر وحجر کی زبانِ حال سے باخبر۔

(۱۱)......دندانِ مبارک موتیوں سے زیادہ چمک دار جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور در ودیوار چمک اُٹھتے تھے۔

(۱۲)......پشت مبارک ہموار اور سفید وشفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی جس پر شانوں (کندھوں) کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر اُبھری ہوئی مہرِ نبوت تھی۔

(۱۳-۱۴)......آنکھیں سیاہ وسرمگیں اور پلکیں بڑی تھیں۔ جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔ ساری کائنات میں صرف اِنہی آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا۔

(۱۵)......دستِ مبارک کشادہ اور پر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہوجاتا انہی ہاتھوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا تھا۔

(۱۶)......انگلیاں لمبی اور بخشش وعطا کے لیے پھیلی ہوئی رہتی تھیں۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ اُبلنے لگتا تھا۔ اور جن کے اشارہ سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

(۱۷)......پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف وشفاف تھیں۔

(۱۸)......کلائیاں قدرے لمبی اور گداز، رنگ نکھرا ہوا صاف وشفاف تھا۔

(۱۹)......ابرو محرابِ حرم کی طرح کماندار تھے جن سے مقام قاب قوسین کا راز آشکارا تھا۔

(۲۰)......لب مبارک گلِ قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم ونازک

جن کی جنبش پر کارکنانِ قضاوقدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

(۲۱)......آواز انتہائی دلکش وشیریں کہ دشمنوں کو بھی پیار آجائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔ رحمت وکرم کے موقع پر گل ولالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرتِ حق کو جلال آجائے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

(۲۲)......گریہ مبارک سسکتی ہوئی دبی دبی آواز خشیت الٰہی کے غلبہ سے سیہ کار اُمت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھ کر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے جھلکتے ہوئے موتی۔

(۲۳)......ہنسی انتہائی مسرت وشادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا سا تبسم پھیل جاتا نور کی ایک کرن پھوٹتی اور در ودیوار روشن ہوجاتے۔ اسی روشنی میں ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سوئی تلاش کر لی تھی۔

(۲٤)......پسینہ مبارک انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہوجاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دلہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر تھا۔

(۲۵)......لعابِ دہن زخمیوں اور بیماروں کے لیے مرہم شفا تھا۔ کھاری کنویں اس کی برکت سے شیریں ہوجاتے، شیر خوار بچے کے منہ میں پڑ جاتا تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتے۔[۱]

(ماخوذ از مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی، نسیم الریاض، خصائص کبری، جواھر البحار)

الغرض ان کے ہر مو پہ دائم درود
ان کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

---

❶......"مدارج النبوة" مترجم، باب در بیان حسن خلقت جمال إلخ، ج۱، ص۱۵، "نسیم الریاض"، القسم الأول فی تعظیم العلی الأعلی إلخ، ص۵۰۹ ، "الخصائص الکبری"، باب جامع فی صفة خلقه صلی الله علیه وسلم، ج۱، ص۱۲۲، "جواهر البحار" مترجم، باب فطری محاسن واخلاقی کمالات، ص۶۹.

حضور کے مثل کوئی نہیں

(1) ’’عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي‘‘۔(1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات دن پے درپے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو رات دن پے درپے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے مثل تم میں کون ہے بے شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری ج۱ص۲۶۳، مسلم ص۳۵۲، مشکوۃ ص۱۷۵)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

’’قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي مَعْنَاهُ يَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالَى فِيَّ قُوَّةَ الطَّاعِمِ وَالشَّارِبِ‘‘۔(2)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول ’’إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ مجھے وہ طاقت دیتا ہے جو اوروں کو کھا پی کر حاصل ہوتی ہے۔ (نووی مع مسلم ج۱ص۳۵۱)

(2) ’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ماہِ رمضان میں رات دن پے درپے روزہ رکھا تو لوگوں نے بھی رات دن

---

1 ......’’صحيح البخاری‘‘، كتاب الصوم، الحديث: ١٩٦٥، ج١، ص٦٤٦، ’’صحيح مسلم‘‘، كتاب الصيام، باب النهی عن الوصال فی الصوم، الحديث: ٥٧ـ(١١٠٣) ص٥٥٥، ’’مشكاة المصابيح‘‘، كتاب الصوم، باب فی مسائل متفرقة من كتاب الصوم، الحديث: ١٩٨٦، ج١، ص٣٧٦.

2 ......’’شرح صحيح مسلم‘‘ للنووی، كتاب الصيام، باب النهی عن الوصال فی الصوم، ج٤، ص٢١٢.

لَسۡتُ مِثۡلَکُمۡ إِنِّی أُطۡعَمُ وَأُسۡقَی''۔(۱) پے درپے روزہ رکھا تو حضور نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا عرض کیا گیا حضور تو رات دن پے درپے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔ (مسلم، ج۱ص۳۵۱)

③ ''عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّی لَسۡتُ مِثۡلَکُمۡ إِنِّی أَبِیتُ یُطۡعِمُنِی رَبِّی وَیَسۡقِینِی''۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم لوگ رات دن پے درپے روزہ مت رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا حضور تو رات دن پے درپے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل ہرگز نہیں ہوں۔ بے شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری، ج۲ص۱۰۸۴)

انتباہ:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر نہیں کہنا چاہیے اس لیے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم کو ان کے زمانے کے کفار اپنے مثل بشر کہا کرتے تھے جیسا کہ پارہ ۱۲، رکوع ۳ میں ہے۔ فَقَالَ الۡمَلَأُ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنۡ قَوۡمِهِ مَا نَرَاکَ إِلَّا بَشَرًا مِثۡلَنَا یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا کہ ہم تمہیں اپنے ہی مثل بشر سمجھتے ہیں اور پارہ ۱۳، رکوع ۱۴ میں ہے قَالُوا إِنۡ أَنۡتُمۡ إِلَّا بَشَرٌ مِثۡلُنَا یعنی کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے ہی مثل بشر ہو، اور پارہ ۱۹، رکوع ۱۲ میں ہے مَا أَنۡتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثۡلُنَا یعنی کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ اور پارہ ۱۹، رکوع ۱۴ میں ہے مَا أَنۡتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثۡلُنَا یعنی کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ازراہِ توہین اپنے مثل بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔
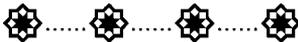
❶ ......''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، باب النهی عن الوصال إلخ، الحدیث: ٥٦۔(١١٠٢) ص٥٥٥.

❷ ......''صحیح البخاری''، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، الحدیث: ٧٢٩٩، ج٤، ص٥٠٥.

معراج

①"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ (وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ) قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک براق لایا گیا یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا جس کا قد گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اس کا قدم اس مقام پر پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے۔ حضور نے فرمایا تو میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا حضور نے فرمایا تو میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، حضور نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر باہر نکلا تو جبریل میرے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے، میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت (اسلام) کو اختیار کرلیا۔ پھر جبریل مجھ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ جبریل نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا سرکارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں، پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا

عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا

ہے فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں، پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے، حضور نے فرمایا پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دُعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا سرکارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا وہاں مجھ کو یوسف علیہ السلام نظر آئے جنہیں (سارے جہاں کا) آدھا حسن عطا فرمایا گیا ہے انہوں

بِمُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي

نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے چلے تو جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے کہا۔ پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا سرکار مصطفے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔ پھر جبریل مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے فرمایا تو پوچھا گیا یہ کون ہے۔؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں پھر کہا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک مجھ کو ہارون علیہ الصلاۃ والسلام نظر آئے انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی ۔ پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان کی طرف لے چلے انہوں نے آسمان کا دروزاہ کھولنے کے لیے کہا پوچھا

خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَکَ لا يُطِيقُونَ ذَلِکَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّکَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَکَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِکُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِکَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّکَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ''۔(۱)

گیا یہ کون ہے؟۔فرمایا میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا فرمایا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر جبریل ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں پھر پوچھا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے (یعنی روز نئے نئے فرشتے آتے ہیں) پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل ہیں اور اس کے پھل بڑے مٹکوں کے مانند ہیں تو جب سدرۃ المنتہیٰ کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز نے ڈھانپ لی تو اس کا رنگ بدل گیا خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا پھر خدائے تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پھر اس نے رات اور دن میں پچاس نمازیں میرے اوپر فرض فرمائیں۔ میں واپسی میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الاسراء برسول الله إلخ، الحديث: ۲۵۹-(۱۶۲) ص۹۷.

رات دن میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست پیش کریں اس لیے کہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں نے بنی اسرائیل کی آزمائش کی ہے اور اس کا امتحان لیا ہے۔ حضور نے فرمایا تو میں نے واپس جا کر عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو خدائے تعالیٰ نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کردی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف چاہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور نماز کی تخفیف کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ رات اور دن کی کل پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کے لیے دس نمازوں کا ثواب ہے تو وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو نہ کیا تو صرف ارادہ ہی سے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کرلیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برے کام کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور کرلیا تو اس کے لیے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جا کر اور تخفیف چاہیں تو رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس (نماز کی تخفیف کے لیے) اتنی بار حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھ کو وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مسلم)

② ''عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو میں (ان کے سوالات کا جواب دینے کے لیے) مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کردیا میں بیت

---

[1] ......''صحیح البخاری''، کتاب تفسیر القران، الحدیث: ۴۷۱۰، ج۳، ص۲۵۹، ''صحیح مسلم''، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم إلخ، الحدیث: ۲۷۵۔(۱۶۹) ص۱۰۵، ''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الحدیث: ۵۸۶۷، ج۲، ص۳۸۰.

المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے میں قریش کے سوالات کا جواب دے رہا تھا۔
(بخاری، مسلم، مشکوۃ)

اِنتباہ :

(۱)......حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاگتے میں معراج جسمانی ہوئی تھی اس لیے کہ اگر معراج منامی یا روحانی ہوتی تو کفار قریش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز نہ جھٹلاتے اور نہ بعض ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوتے۔

شرح عقائد نسفی ص:۱۰۵ میں ہے: **''أَنَّ الْمِعْرَاجَ فِي الْمَنَامِ أَوْبِالرُّوحِ لَيْسَ مِمَّا يُنْكَرُ كُلَّ الْإِنْكَارِ وَالْكَفَرَةُ أَنْكَرُوا أَمْرَ الْمِعْرَاجِ غَايَةَ الْإِنْكَارِ بَلْ كَثِيرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَدِ ارْتَدُّوا بِسَبَبِ ذٰلِكَ اهـ''**۔[1]

(۲)......حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاگتے میں جسمانی معراج ہونا برحق ہے۔ مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک کی سیر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آسمانوں کی سیر کا انکار کرنے والا گمراہ بددین ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص:۵۲۷ میں ہے:

''اسراء از مسجد حرام ست تا مسجد اقصیٰ ومعراج از مسجد اقصیٰ ست تا آسمان و اسراء ثابت ست به نص قرآن و منکر آں کافر است ومعراج باحادیث مشهوره که منکر آں ضال ومبتدع ست''۔[2]

یعنی مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اسراء ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک معراج ہے۔ اسراء نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بددین ہے۔

اور شرح عقائد نسفی ص:۱۰۰ میں ہے:

''اَلْمِعْرَاجُ لِرَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْيَقْظَةِ بِشَخْصِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ إِلَى مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنَ الْعُلٰى حَقٌّ أَيْ

یعنی حالتِ بیداری میں جسمِ اطہر کے ساتھ آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لے

---

[1]......''شرح العقائد النسفية''، ص ١٤٥.

[2]......''اشعة اللمعات''، كتاب الفتن، باب فی المعراج، ج٤، ص ٥٥٠.

ثَابِتٌ بِالْخَبَرِ الْمَشْهُوْرِ حَتّٰی أَنَّ مُنْكِرَهُ يَكُوْنُ مُبْتَدِعًا''۔(۱)

جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا بدد ین ہے۔

اور اسی کتاب کے ص ۱۰۱ پر ہے:

''الْإِسْرَاءُ وَهُوَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَطْعِيٌّ ثَبَتَ بِالْكِتَابِ وَالْمِعْرَاجُ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ مَشْهُوْرٌ''۔(۲)

یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات میں سیر فرمانا قطعی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے (اس کا منکر کافر ہے) اور زمین سے آسمان تک سیر فرمانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ (اس کا منکر گمراہ ہے)۔

اور سید الفقہاء حضرت ملاّ جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''أَنَّ الْمِعْرَاجَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى قَطْعِيٌّ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَإِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا ثَابِتٌ بِالْخَبَرِ الْمَشْهُوْرِ وَإِلَى مَا فَوْقَهُ مِنَ السَّمٰوَاتِ ثَابِتٌ بِالْآحَادِ فَمُنْكِرُ الْأَوَّلِ كَافِرٌ اَلْبَتَّةَ وَمُنْكِرُ الثَّانِي مُبْتَدِعٌ مُضِلٌّ وَمُنْكِرُ الثَّالِثِ فَاسِقٌ''۔(۳)

یعنی مسجد اقصیٰ تک معراج قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے۔ اور آسمانِ دنیا تک حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اور آسمانوں سے اوپر تک آحاد سے ثابت ہے تو پہلے کا منکر قطعی کافر ہے اور ثانی کا بددین گمراہ ہے اور تیسرے کا منکر فاسق ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، ص ۳۲۸)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری میں جسمِ اطہر کے ساتھ ایک بار اور خواب میں کئی بار معراج ہوئی۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص: ۵۲۷ میں ہے:

''مختلف آمده است واقوال علماء دریں باب که در خواب بود یا در بیداری ویك بار بود یا بار ہا۔ صحیح ومختار جمہور آن ست که بار ہا بود یك بار در بیداری بود وبار ہائے دیگر در خواب''۔

یعنی معراج خواب میں ہوئی تھی یا بیداری میں اور ایک بار ہوئی تھی یا بار بار؟ اس باب میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ صحیح اور جمہور علماء کا مختار یہ ہے کہ معراج کئی بار ہوئی تھی ایک بار بیداری میں اور کئی بار خواب میں۔

---

1 ......''شرح العقائد النسفية''، ص ١٤٤.

2 ......''شرح العقائد النسفية''، ص ١٤٥.

3 ......''التفسيرات الأحمدية''، سورة بني اسرائيل، ص ٥٠٣.

پھر دو سطر کے بعد فرمایا کہ:

”تحقیق آن ست کہ یکبار در یقظہ بود بجسد شریف از مسجد حرام تا مسجد اقصٰی واز آنجا تا آسمان واز آسمان تا آنجا کہ خدا خواست۔ اگر درمنام بودے باعث ایں ہمہ فتنہ وغوغا نمی شد وباعث اختلاف وارتداد نمی گشت“۔[1]

یعنی تحقیق یہ ہے کہ معراج ایک بار حالت بیداری میں جسمِ اطہر کے ساتھ ہوئی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے جہاں تک کہ خدائے تعالٰی نے چاہا۔ اگر واقعۂ معراج خواب میں ہوتا تو اس قدر فتنہ وفساد وشور و غوغا کا باعث نہ ہوتا۔ اور کافروں کے جھگڑنے اور بعض مسلمانوں کے مرتد ہونے کا سبب نہ بنتا۔

(اشعۃ اللمعات، ج۴ص ۵۲۷)

اور تفسیر خازن جلد رابع ص: ۱۳۴ میں ہے:

”اَلْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْهِ أَكْثَرُ النَّاسِ، وَمُعظَمُ السَّلَفِ وَعَامَّةُ الْخَلَفِ مِنَ الْمُتَأخِرِینَ مِن الْفُقَهاءِ وَالْمُحَدِّثِینَ وَالْمُتَكَلِّمِین اَنّه أَسْرَی بِرُوحِهِ وَجَسَدِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“۔[2]

یعنی حق وہی ہے کہ جس پر کثیر صحابہ اکابر تابعین اور عامہ متاخرین فقہا محدثین اور متکلمین ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

اور حضرت مُلّا جیون رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

”اَلْأَصَحُّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْيَقْظَةِ وَكَانَ بِجَسَدِهِ مَعَ رُوحِهِ وَعَلَيْهِ أَهْلُ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ أَنَّهُ بِالرُّوحِ فَقَطْ أَوْ فِي النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ“۔[3]

یعنی صحیح یہ ہے کہ معراج جاگتے میں جسم اطہر کے ساتھ مع روح کے ہوئی۔ اہلِ سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے تو جس نے کہا کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا صرف خواب میں ہوئی تو وہ بددین، گمراہ، گمراہ گو، اور فاسق ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، ص ۳۳۰)

❁ ❁ ❁ ❁

---

1 ......”اشعة اللمعات“، كتاب الفتن، باب فی المعراج، ج٤، ص ٥٥٠۔٥٥١.

2 ......”تفسير الخازن“، ج٣، ص ١٥٨.

3 ......”التفسيرات الأحمدية“، ص ٥٠٥.

معجزات

①''عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا''۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکارِ اقدس نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھادیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص۵۲۴)

②''عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ''۔(۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے زمانہ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے۔
(بخاری، مسلم، مشکوۃ ص۵۲۴)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

''انشقاق قمر به تحقیق واقع شده مرآں حضرت را صلی الله تعالی علیه وسلم وروایت کرده آند آں راجمعے کثیر از صحابه وتابعین وروایت کرده اند از

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے چاند کا ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جمِ غفیر نے روایت کیا

---

❶......''صحیح البخاری''، کتاب المناقب، باب انشقاق القمر، الحدیث: ٣٦٣٧، ج٢، ص ٥١١، ''صحیح مسلم''، کتاب صفة القیامة والجنة و النار، باب انشقاق القمر، الحدیث: ٤٦۔(٢٨٠٢) ص١٥٠٦، ''مشکاة المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٨٥٤، ج٢، ص٣٧٣.

❷......''صحیح البخاری''، کتاب تفسیر القران، باب وانشق القمر إلخ، الحدیث: ٤٨٦٤، ج٣، ص٣٣٩، ''صحیح مسلم''، کتاب صفة القیامة والجنة والنار، الحدیث: ٤٣۔(٢٨٠٠) ص١٥٠٥، ''مشکاة المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ٥٨٥٥، ج٢، ص٣٧٣.

ایشاں جم غفیر از آئمہ حدیث، و مفسران اجماع دارند کہ مراد درآیت کریمہ ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ ہمیں انشقاق ست کہ معجزۂ آں حضرت واقع شد نہ آنکہ در قیامت واقع شود و سیاق آیت کریمہ کہ فرمودہ ﴿ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ ﴾ دلالت دارد برآں"۔[1]

ہے اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ میں یہی چاند کا دوٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ واقع ہوا وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قرب قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ ﴿ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ ﴾[2] اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے چاند کو دوٹکڑے کیا ہے۔
(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم ص ۵۱۸)

③ "عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوحَى إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتَ يَاعَلِيّ قَالَ لَا فَقَالَ أَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ وَوَقَفَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْأَرْضِ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِي خَيْبَرَ"۔[3]

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی تھی کہ آپ کا مبارک سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ بعدہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں تھے (اس لیے ان کی نماز عصر قضا ہوگئی) لہٰذا تو ان کے لیے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر (دعائے نبوی کے بعد) میں نے

---

1 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الفتن، باب علامات النبوة، ج٤، ص ٥٤٢.

2 ...... اور اگر دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے (جو پہلے سے) چلا آرہا ہے۔ ۱۲منہ

3 ......"نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي"، فصل في انشقاق القمر إلخ، ج٣، ص ٤٨٤.

دیکھا کہ وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا جو خیبر سے قریب ہے۔ (شفا مع نسیم الریاض، جلد سوم ص۱۰)

④ ''عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِي فِي مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر کے لیے چلنے سے رک جائے وہ فوراً رک گیا۔

(طبرانی شرح الشفا للملا علی قاری، مع نسیم الریاض، جلد سوم ص۱۳)

⑤ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ ''۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب مسجد میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنہ پر جو ستون (کھمبا) کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کے لیے رونق افروز ہوئے تو وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے فراقِ نبی میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ وہ شدتِ اضطراب سے پھٹ جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر سے اترے یہاں تک کہ اس ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا جس کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس ستون کو قرار حاصل ہوا۔ (بخاری شریف، مشکوۃ ص۵۳۶)

⑥ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ

---

1 ......"المعجم الأوسط" للطبراني، باب العين، من اسمه علي، الحديث: ٤٠٣٩، ج٣، ص١١٦.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، الحديث: ٢٠٩٥، ج ٢، ص١٨، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الحديث: ٥٩٠٣، ج٢، ص٣٨٨.

فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُولُ؟ قَالَ هَذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي، فَأَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلاَثاً فَشَهِدَتْ ثَلاَثاً أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنْبَتِهَا ''۔(۱)

ایک دیہاتی آیا جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے سوا اور کون گواہی دے گا؟ حضور نے فرمایا یہ ببول کا درخت گواہی دے گا۔ یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا آپ وادی کے کنارے تھے وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا چلا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے تین بار گواہی طلب فرمائی اس درخت نے تینوں بار گواہی دی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (دارمی، مشکوۃ ص ۵۴۱)

⑦ '' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِذْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ ''۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیونکر میں یقین کروں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کھجور کے اس خوشہ کو اگر میں بلاؤں اور وہ میرے پاس آ کر اس بات کی گواہی دے کہ میں خدائے تعالیٰ کا رسول ہوں جب تجھے یقین آ جائے گا۔ چنانچہ حضور نے اس خوشہ کو بُلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک

---

❶ ......"سنن الدارمی"، باب ما أکرم الله به نبیه إلخ، الحدیث: ۱۶، ج ۱، ص ۲۲، "مشکاۃ المصابیح"، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الحدیث: ۵۹۲۵، ج ۲، ص ۳۹۴.

❷ ......"سنن الترمذی"، کتاب المناقب عن رسول الله، الحدیث: ۳۶۴۸، ج ۵، ص ۳۶۰، "مشکاۃ =

کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قریب زمین پر آ کر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ (ترمذی، مشکوۃ ص ۵۴۱)

⑧ ’’عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُ وا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‘‘۔(۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعثِ برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو تخفیف کا باعث سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہوگیا تو حضور نے فرمایا کہ تھوڑا سا بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی موجود تھا۔ حضور نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا برکت والے پانی کے پاس آؤ۔ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی اُبل رہا تھا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۵، مشکوۃ ص ۵۳۸)

⑨ ’’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِئَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے مگر صرف یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو

= المصابیح"، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد إلخ، الحديث: ٥٩٢٦، ج٢، ص٣٩٤.

(1) ......"صحيح البخاری"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة إلخ، الحديث: ٣٥٧٩، ج ٢، ص ٤٩٥، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ٥٩١٠، ج٢، ص ٣٩٠.

كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً''۔[1] آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ (اس وقت) تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، ج۱، ص۵۰۵، مشکوۃ ص۵۳۲)

⑩ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ''۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور اس وقت مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو پانی حضور کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب۔ (بخاری، ج۱، ص۵۰۴، مشکوۃ ص۵۳۷)

⑪ ''عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ''۔[3]

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ میں تھا پھر سرکارِ اقدس اور ہم مکہ شریف کے گردونواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تو وہ عرض کرتا ''السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ''۔

(ترمذی، دارمی، مشکوۃ ص۵۴۰)

---

1 ...... "صحيح البخاری"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، الحديث: ٣٥٧٦، ج٢، ص٤٩٣، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ٥٨٨٢، ج٢، ص٣٨٣.

2 ...... "صحيح البخاری"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة إلخ، الحديث: ٣٥٧٢، ج٢، ص٤٩٣، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، الحديث: ٥٩٠٩، ج٢، ص٣٩٠.

3 ...... "سنن الترمذی"، كتاب المناقب عن رسول الله، الحديث: ٣٦٤٦، ج٥، ص٣٥٩، "سنن =

⑫ ''عَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ وَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتّٰى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرٰى فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ''۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک بے آب وگیاہ وادی یعنی میدان میں اُترے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے لیکن پردہ کی کوئی جگہ آپ کو نہ ملی۔ اچانک آپ کی نظر اس وادی کے کنارے دو درختوں پر پڑی حضور ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر (درخت سے) فرمایا کہ بحکم خدا میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی رہتی ہے اور اپنے ساربان کی اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ حضور اس دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ اے (درخت) تو بھی بحکمِ الٰہی میرے ساتھ چل۔ تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح حضور کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ حضور جب ان درختوں کے درمیان کی جگہ میں پہنچے تو فرمایا کہ (اے درختو) تم دونوں بحکمِ الٰہی آپس میں مل کر میرے لیے پردہ بن جاؤ تو دونوں ایک دوسرے سے مل گئے (اور حضور نے ان درختوں کی

= "الدارمی"، کتاب المقدمة، باب ما أکرمه الله به نبیه إلخ، الحدیث: ۲۱، ج ۱، ص۲۵، "مشکاة المصابیح"، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید إلخ، الحدیث: ۵۹۱۹، ج۲، ص۳۹۳.

[1] ......"صحیح مسلم"، کتاب الزهد والرقائق، الحدیث: (۳۰۱۲) ص۱۶۰۵، "مشکاة المصابیح"، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الحدیث: ۵۸۸۵، ج۲، ص۳۸۳.

آڑ میں قضائے حاجت فرمائی)۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری نگاہ اٹھی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور دیکھا کہ دفعۃً وہ دونوں درخت جدا ہو کر چلے اور اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۳۳)

انتباہ :

(۱)......انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے دعوائے نبوت کی تائید میں جو بات خلافِ عادت ظاہر ہوا سے معجزہ کہتے ہیں۔ حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''**اَلْمُعْجِزَۃُ أَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَۃِ دَاعِیَۃٌ إِلَی الْخَیْرِ وَالسَّعَادَۃِ مَقْرُوْنَۃٌ بِدَعْوَی النُّبُوَّۃِ قُصِدَ بِہٖ إِظْهَارُ صِدْقِ مَنِ ادَّعٰی أَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ**''۔[1] (التعریفات ص ۱۹۵)

(۲)......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

(۳)......جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا۔ اس پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[2]

(اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۵۲۷)

(٤)......جو معجزہ احادیثِ مشہورہ سے ثابت ہو۔ جیسے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا۔ اس کا ماننا لازم وضروری ہے۔ اور اس کا منکر گمراہ بدمذہب ہے۔[3] (تفسیرات احمدیہ، ص ۳۲۸)

(٥)......جو معجزہ خبر واحد سے ثابت ہو خواہ علی وجہ القوۃ یا علی وجہ الضعف فضائل میں وہ بھی معتبر ہے۔

(٦)......انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے قبل نبوت جو بات خرقِ عادت کے طور پر صادر ہوا سے ارہاص کہتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''خوارق عادت کہ پیش از ظہور نبوت ظاہر شد آں را ارہاصات گویند''۔[4] (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم ص ۵۴۱)

1......''التعریفات'' للجرجانی، ص ۱۵۳.

2......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الفتن، باب فی المعراج، ج ٤، ص ٥٥٠.

3......''التفسیرات الأحمدیۃ''، ص ٥٠٣.

4......''اشعۃ اللمعات''، کتاب الفتن، باب المعجزات، ج ٤، ص ٥٦٢.

کرامت

①"عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوُّنَا فَهَزَمُوْنَا فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى"۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند[2] کی طرف) بھیجا اور اس لشکر پر ایک مرد کو سپہ سالار مقرر فرمایا جن کو ساریہ کہا جاتا تھا تو (ایک روز) جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مدینہ شریف میں) خطبہ پڑھ رہے تھے یکایک آپ بلند آواز فرمانے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو۔ (چند روز کے بعد) لشکر سے ایک قاصد آیا تو اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو ہم کو شکست دی پھر اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو۔ تو ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لی (اور دشمن سے لڑے) پھر خدائے تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ (بیہقی، مشکوۃ ص ۵۴۶)

②"عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّوْمِ أَوْ أُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے غلام تھے (ایک مرتبہ) سرزمین روم میں اسلامی لشکر (تک پہنچنے) کا راستہ بھول گئے۔ یا قید کر دیئے گئے تھے تو اسلامی لشکر کی تلاش میں نکل

---

[1] ......"دلائل النبوة" للبيهقي، باب جماع أبواب أخبار إلخ، ج٦، ص ٣٧٠، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الحديث: ٥٩٥٤، ج٢، ص ٤٠١.

[2] ......نہاوند در (ایران) صوبہ آذر بائیجان از بلاد جبال ست کہ از مدینہ بیک ماہ آنجا نتوان رسید۔ (حاشیہ "اشعة اللمعات"، ج٤، ص٦١٥)

وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِى كَيْتَ وَكَيْتَ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ''۔(۱)

بھاگے۔ اچانک ایک شیر سے ان کا سامنا ہوگیا تو آپ نے شیر سے فرمایا اے ابو حارث! میں سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو شیر (کتّے کی طرح) دُم ہلاتا ہوا قریب آ کر حضرت سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا (اور ساتھ ساتھ چلتا رہا) جب شیر کسی چیز کی آواز سنتا تو اس کی طرف دوڑ پڑتا پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں چلنے لگتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر واپس ہوگیا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۵)

③ ''عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَأَضَاءَ تْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشَيَا فِي ضَوْءِ هَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَ تْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ''۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے اپنے کسی معاملہ میں ایک پہر رات گزرنے تک گفتگو کرتے رہے وہ رات بہت تاریک تھی۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس ہونے کے لیے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکلے اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں تھیں پھر ان میں سے ایک صاحب کی لاٹھی دونوں کے لیے روشن ہوگئی بعدہ وہ دونوں حضرات لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی پھر ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا۔ (بخاری، مشکوٰۃ ص ۵۴۴)

انتباہ :

(۱)......ولی سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں اور عام مؤمنین سے ایسی بات

---

1 ......''مشكاة المصابيح''، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل إلخ، الحديث: ٥٩٤٩، ج٢، ص ٤٠٠.

2 ......''مشكاة المصابيح''، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل إلخ، الحديث: ٥٩٤٤، ج٢، ص ٣٩٩.

صادر ہوتو اسے معونت کہتے ہیں۔ اور بیباک فاسق وفاجر یا کافر سے جو اُن کے موافق ظاہر ہوتو اس کو استدراج کہتے ہیں اوران کے خلاف ظاہر ہوتو اہانت کہتے ہیں۔[1] (بہارشریعت،حصہ اول)

(۲)......کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے۔ شرح فقہ اکبر ص ۹۵ میں ہے: **اَلْکَرَامَاتُ لِلْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ أَيْ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ** اولیائے کرام سے کراموں کا صادر ہونا حق ہے۔ یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔[2]

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" اہلِ حق اتفاق دارند برجواز وقوع کرامت از اولیاء ودلیل بر وقوع کرامت کتاب وسنت وتواتر اخبار ست از صحابه ومن بعد ہم تواتر معنی "۔[3]

یعنی اہلِ حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامت کا ظہور ہوسکتا ہے۔ اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور صحابہ وتابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم ص ۵۹۵)

(۳)......ولی وہ مسلمان ہے جو بقدرِ طاقت بشری ذات وصفات باری تعالیٰ کا عارف ہو، احکام شرع کا پابند ہواور لذات وشہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے: **" اَلْوَلِيُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهِ حَسْبَ مَا يُمْكِنُ الْمُوَاظِب عَلَى الطَّاعَاتِ، الْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِي، الْمُعْرِضُ عَنِ الْاِنْهِمَاكِ فِي اللَّذَاتِ وَالشَّهَوَاتِ۔"**[4]

اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص: ۵۹۵ میں ہے: " ولی کسے ست که عارف باشد بذات وصفات حق بر قدر طاقت بشری ومواظب باشد بر اتیان طاعت وترک منہیات در لذات وشہوات وکامل باشد در تقویٰ واتباع بر حسب تفاوت ومراتب آن "۔[5]

---

1 ...... "بہارشریعت"، ج۱،ص ۵۸.

2 ......"شرح الفقه الأكبر"، ص ٧٩.

3 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الفتن، باب الكرامات، ج ٤، ص ٦٠٩.

4 ......"شرح العقائد النسفية"، ص ١٤٥.

5 ......"اشعة اللمعات"، كتاب الفتن، باب الكرامات، ج ٤، ص ٦٠٩.

(٤)......ولی وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہلِ سنت و جماعت کے مطابق ہو کوئی مرتد یا بدمذہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

(٥)......اولیائے کرام وصالحین عظام کا فیض بعد وصال جاری رہتا ہے۔ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ٥٠ میں ہے: "از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مؤمنین انتفاع واستفادہ جاری ست و آنہارا افادہ و اعانت نیز متصور"۔

اولیــاء راہســت قــدرت ازالــــہ

تیــر جستـــہ بــاز گــرد انـنـدز راہ

۞......۞......۞......۞

کیا نبی کا بدن مٹّی کھا سکتی ھے؟

اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیمُ الشّان ہے: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاء فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ. "بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے بدن کھائے۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اوران کوروزی دی جاتی ہے۔" (سُنَنِ ابنِ ماجہ ج۲ ص۲۹۱ حدیث ۱۶۳۶ دارالمعرفۃ بیروت)

صدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علاّمہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام وعُلَمائے دین وشُہداء وحافِظانِ قرآن کہ قرآنِ مجید پر عمل کرتے ہوں، اور وہ جو مَنصبِ مَحَبَّت پر فائز ہیں، اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی مَعصیَّت نہ کی، اور وہ کہ اپنے اوقات دُرُود شریف میں مُستَغرِق (یعنی نہایت مصروف) رکھتے ہیں اُن کے بدن کو مٹّی نہیں کھا سکتی۔

(بہارِ شریعت حصّہ اوّل ص ٥٧)

① ”عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ“۔[1]

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی۔ (حضور سے سننے والوں میں) جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری، ج۱ص۴۵۳، مشکوۃ ص۵۱۶)

معلوم ہوا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کا علم ہے۔

② ”عَنْ أَبِي زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا

حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لا کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پھر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر

---

[1] ......”صحيح البخاري“، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى إلخ، الحديث: ٣١٩٢، ج٢، ص٣٧٥، ”مشكاة المصابيح“، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب صفة النار وأهلها، الفصل الأول، الحديث: ٥٦٩٩، ج٢، ص٣٤٥.

كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا ''۔(۱) منبر سے اُتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی حضور نے ہمیں خبر دے دی تو ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ یاد ہیں۔ (مسلم، جلد دوم ص ۳۹۰)

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''مَا کَان وَمَا یَکُونُ'' کا علم ہے یعنی آپ گزشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

③ '' عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ''۔(۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔ (مسلم، مشکوۃ ص ۵۱۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ پورب سے پچھّم تک زمین کا ہر حصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ کے سامنے ہے۔

④ '' عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ ''۔(۳)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں (آج سے) دنیا کے ختم ہونے تک جتنے فتنے انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی خدائے تعالیٰ کی قسم حضور نے ہمیں ان کا نام ان کے

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن و أشراط الساعة، الحديث: ٢٥-(٢٨٩٢) ص١٥٤٦.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن و أشراط الساعة، الحديث: ١٩-(٢٨٨٩) ص١٥٤٤، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل و الشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الحديث: ٥٧٥٠، ج٢، ص٣٥٤.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفتن و الملاحم، باب ذكر الفتن إلخ، الحديث: ٤٢٤٣، ج٤، ص١٢٩، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفتن، الفصل الثاني، الحديث: ٥٣٩٣، ج٢، ص٢٨١.

باپ کا نام اوران کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتا دیا۔ (ابوداود، مشکوۃ ص۴۶۳)

معلوم ہوا کہ حضور کا علم تمام کلیّات اور جزئیات کو گھیرے ہوئے ہے۔ کہ آپ نے آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ انگیزوں کے نام، ان کے باپ کا نام اوران کے قبیلہ کا نام لوگوں سے بیان فرمایا۔

⑤ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ''۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہوجانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کیے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو اس شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید (نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی لڑتے رہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ (بخاری، مشکوۃ ص۵۳۳)

معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے حالات حضور کی نگاہ کے سامنے ہیں کہ جنگ موتہ جو ملک شام میں ہو رہی تھی حضور اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

⑥ ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا

---

(۱)......"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة موتة إلخ، الحديث: ٤٢٦٢، ج٣، ص٩٦، "مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد إلخ، الحديث: ٥٨٨٧، ج٢، ص٣٨٤.

مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا ''۔[1]

آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہورہا ہے۔مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) اِن میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوجائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔ (بخاری، ج۱ص۳۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱)......حضور کی نگاہ کے لیے کوئی چیز آڑ نہیں بن سکتی یہاں تک کہ زمین کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اسے آپ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔

(۲)......حضور مخلوقات کے ہر کھلے اور چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کون کیا کر رہا ہے اور پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ آپ نے فرمادیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

(۳)......حضور ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں کہ قبر پر شاخیں رکھ دیں تاکہ عذاب ہلکا ہو۔

(٤)......قبروں پر سبزہ اور پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردہ کو راحت ہوتی ہے۔

(۵)......قبر پر قرآن پاک کی تلاوت کے لیے حافظ بٹھانا بہتر ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔

(٦)......اگرچہ ہر خشک وتر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردہ کو راحت نصیب ہوتی ہے ایسے ہی بے دین کی تلاوتِ قرآن پاک کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے اور مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔

(۷)......سبزہ گنہگاروں کی قبر پر عذاب ہلکا کرے گا اور بزرگوں کی قبروں پر ثواب ودرجہ بڑھائے گا۔

---

[1]......"صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لايستتر إلخ، الحديث: ٢١٦، ج١، ص٩٥.

⑦ ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِی ھَاھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفَی عَلَیَّ خُشُوعُکُمْ وَلَا رُکُوعُکُمْ إِنِّی لَأَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِیْ''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری، ج۱ص۱۰۲)

معلوم ہوا کہ حضور کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہ تھیں۔ بلکہ حضور آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

⑧ ''عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ إِلَی رَاعِی غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَہُ الرَّاعِی حَتَّی انْتَزَعَھَا مِنْہُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلَی تَلٍّ فَأَقْعَی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ عَمَدْتُ إِلَی رِزْقٍ رَزَقَنِیہِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ أَخَذْتُہُ ثُمَّ انْتَزَعْتَہُ مِنِّی فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰہِ إِنْ رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ أَعْجَبُ مِنْ ھَذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضَی وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَھُودِیًّا فَجَاءَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَہُ وَأَسْلَمَ''۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا پھر اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھین لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھا اور بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا جو مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دیا میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن اے چرواہے! تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم (ایسی عجیب بات) میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ عجیب ان صاحب (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے

1 ......''صحیح البخاری''، کتاب الأذان، باب الخشوع فی الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۱، ج۱، ص۲۶۲.

2 ......''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل والشمائل، الحدیث: ۵۹۲۷، ج۲، ص۳۹۴ .

درمیانی نخلستان (مدینہ) میں تشریف فرما ہو کر تم لوگوں سے ان تمام (غیبی) واقعات کو بیان کر رہے ہیں جو گزر چکے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں ان کو بھی بتاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا بھیڑیئے سے یہ بات سُن کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ (مشکوۃ ص ۵۴۱)

معلوم ہوا کہ جانور کا بھی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ'' کا علم ہے۔

⑨ ''عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَهَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ عُمَرُ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَئُوا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوا فِي بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ''۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جنگ بدر سے ایک روز پہلے ہم لوگوں کو وہ تمام مقامات دکھا دیئے تھے جہاں بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے مشرکین قتل ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا دیکھو کل ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں فلاں مشرک گر کر مرے گا اور کل ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں فلاں شخص قتل ہو کر گرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو مقامات حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔ یعنی وہ کافر اسی جگہ مارے گئے جو جگہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بتا دی تھی۔ پھر ان کافروں کو کنوئیں کے اندر تلے اوپر ڈال دیا گیا۔ (مشکوۃ ص ۵۴۳)

معلوم ہوا کہ حضور کو ''بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ'' کا بھی علم ہے چنانچہ میدانِ بدر میں آپ نے فرما دیا کہ ان شاء اللہ کل یہاں فلاں شخص قتل ہوگا۔ اور یہاں فلاں شخص مرے گا۔ پھر دوسرے روز حضور کے فرمانے کے مطابق ہوا یعنی جو مقامات آپ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔

انتباہ:

(۱)......علمِ غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے

---

1 ......''مشکاۃ المصابیح''، کتاب الفضائل و الشمائل، الحدیث: ٥٩٣٨، ج٢، ص٣٩٧.

معلوم نہ کرسکیں۔ تفسیر کبیر جلد اول ص:۱۷۴ میں ہے: ''اَلْغَیْبُ ھُوَ الَّذِی یَکُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّۃِ ''.اھ [1]

(۲)......قرآن مجید پارہ ۲۹، رکوع بارہ میں ہے ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ یعنی غیب کا جاننے والا (اللہ تعالیٰ) تو وہ صرف اپنے پسندیدہ رسولوں کو ہی غیب پر قابو دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر قابو دیتا ہے۔ اور جسے غیب پر قابو ہوتا ہے وہ غیب ضرور جانتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول غیب ضرور جانتے ہیں۔ اس لیے کہ آیت کریمہ کا خلاصہ (صغریٰ) ''اَلرَّسُوْلُ مُظْھِرٌ عَلَی الْغَیْبِ '' ہے اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ''کُلُّ مُظْھِرٍ (کبریٰ) عَلَی الْغَیْب یَعْلَمُ الْغَیْبَ'' تو ثابت ہوا کہ ''اَلرَّسُوْلُ یَعْلَمُ الْغَیْبَ''.

(۳)......امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اِنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ '' یعنی نبی کے لیے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔ [2] (زرقانی، جلد اول ص ۲۰)

بارگاہِ رب العالمین جل جلالہ میں دعا ہے کہ اے مولائے کریم! احادیث و مسائل کے اس مجموعہ کو پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی رضا کے لیے قبول فرما۔ ہمیں اور ہمارے تمام برادرانِ اہل سنت کو اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرما۔ اور اس مجموعہ سے بدمذہبوں اور بےعملوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر ایمان و عمل کی نعمت نصیب فرما۔ '' اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِاِجَابَۃِ دُعَائِنَا جَدِیْرٌ ''۔ ''اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ خَالِقَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلٰی اَوَّلِ خَلْقِ اللّٰہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاُصُوْلِہٖ وَفُرُوْعِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ اَجْمَعِیْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ''۔

جَلَالُ الدِّین اَحمد الامجدی

خادم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی

۲۱ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۱ء روز دوشنبہ مبارک

❁......❁......❁......❁

1 ......''التفسیر الکبیر''، سورۃ البقرۃ، آیۃ ۳، ج۱، ص۲۷۳.

2 ......''الزرقانی''، ج۱، ص۲۰.

الماٰخذ و المراجع

انوار الحدیث درجِ ذیل کتابوں کی عبارتوں سے مزیّن ہے

نمبر شمار	کتب کا نام	مؤلف/مصنف	سن ولادت ووفات	مطبوعہ
۱	قرآن مجید	کلام الٰہی	-	-
		کتب تفسیر		
۲	تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی قدس سرہ	(۵۴۴_۶۰۶ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۳	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی الشافعی قدس سرہ	(۰۰۰_۶۸۵ھ)	دار الفکر بیروت
٤	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی قدس سرہ	(۶۶۸_۷۴۱ھ)	اکوڑہ خٹک (سرحد)
۵	تفسیر جلالین	جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی قدس سرہ وجلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی الشافعی قدس سرہ	(۷۹۰_۸۶۳ھ) (۸۴۹_۹۱۱ھ)	باب المدینہ کراچی
٦	تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی قدس سرہ	(۱۱۷۵_۱۲۴۱ھ)	دار الفکر بیروت
۷	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون قدس سرہ	(۱۰۴۸_۱۱۳۰ھ)	مکتبہ پشاور
۸	تفسیر عزیزی	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ	(۱۱۵۹_۱۲۳۹ھ)	-
۹	تفسیر خزائن العرفان	استاذ العلماء سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ	(۱۳۰۰_۱۳۶۷ھ)	مکتبہ ضیاء القرآن
		کُتبِ احادیث		
۱۰	بخاری شریف	ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری قدس سرہ	(۱۹۴_۲۵۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱	مسلم شریف	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہ	(۲۰۴_۲۶۱ھ)	دار ابن حزم بیروت
۱۲	ابو داوٗد شریف	ابو داوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی قدس سرہ	(۲۰۲_۲۷۵ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۳	ترمذی شریف	ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی قدس سرہ	(۲۰۹_۲۷۹ھ)	دار الفکر بیروت
١٤	نسائی شریف	ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی قدس سرہ	(۲۱۵_۳۰۳)	دار الکتب العلمیہ بیروت
١٥	ابنِ ماجہ شریف	ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی قدس سرہ	(۲۰۹_۲۷۳ھ)	دار المعرفۃ بیروت
١٦	مؤطا امام مالک	ابو عبد اللہ مالک بن انس اَصبحی قدس سرہ	(۹۳_۱۷۹ھ)	دار المعرفۃ بیروت
۱۷	دارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی قدس سرہ	(۱۸۱_۲۵۵ھ)	دار الکتاب العربی بیروت
۱۸	دار قطنی	ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی قدس سرہ	(۳۰۵_۳۸۵ھ)	مدینۃ الاولیاء ملتان
۱۹	مشکوۃ شریف	شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی قدس سرہ	(۷۴۰ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۰	بیہقی شریف	ابو بکر احمد بن حسین بیہقی قدس سرہ	۳۸۴_۴۵۸ھ	بیروت
۲۱	مسند احمد	ابو عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی قدس سرہ	۱۶۴_۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
۲۲	شرح السنہ	ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی قدس سرہ	۰۰_۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۳	مؤ طاامام محمد	محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ	۱۳۲۔۱۸۹ھ	باب المدینہ کراچی
۲۴	(شرح معانی الآثار)	ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی قدس سرہ	(۲۲۹۔۳۲۱ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۵	طبرانی شریف	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہ	۲۶۰۔۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۶	عینی شرح بخاری	بدرالدین علامہ محمود عینی قدس سرہ	۷۶۲۔۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت
۲۷	نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بہ امام نووی قدس سرہ	(۶۳۱۔۶۷۶ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۸	مرقاۃ شرح مشکوۃ	مُلا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(۔۔۔۱۰۱۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۹	اشعۃ اللمعات	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(۹۵۸۔۱۰۵۲ھ)	کوئٹہ
		کُتبِ علمِ کلام		
۳۰	فقہ اکبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی قدس سرہ	۸۰۔۱۵۰ھ	باب المدینہ کراچی
۳۱	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	۰۰۔۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی
۳۲	عقائد نسفی	ابوحفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہ	۴۶۱۔۵۳۷ھ	باب المدینہ کراچی
۳۳	شرح عقائد نسفی	علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہ	۷۲۲۔۷۹۲ھ	باب المدینہ کراچی
		کُتبِ فقہ		
۳۴	ردالمحتار	سید محمد امین الشہیر با بن عابدین شامی قدس سرہ	(۱۱۹۸۔۱۲۵۲ھ)	دار المعرفہ بیروت
۳۵	درمختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہ	(۱۰۲۵۔۱۰۸۸ھ)	دار المعرفہ بیروت
۳۶	تنویرالابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(۹۳۹۔۱۰۰۴ھ)	دار المعرفہ بیروت
۳۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ	(۔۔۔۵۸۷ھ)	دار الفکر بیروت
۳۸	بحرالرائق	شیخ زین الدین الشہیر با بن نجیم مصری قدس سرہ	(۹۲۶۔۹۷۰ھ)	کوئٹہ
۳۹	کنزالدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی قدس سرہ	(۔۔۔۷۱۰ھ)	باب المدینہ کراچی
۴۰	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر با بن الہمام قدس سرہ	(۷۸۸۔۸۶۱ھ)	مرکز اہلسنت برکات رضا
۴۱	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی قدس سرہ	(۵۱۱۔۵۹۳ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۴۲	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی قدس سرہ	(۷۱۰۔۷۸۶ھ)	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
۴۳	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی قدس سرہ	(۰۰۔۸۰۰ھ)	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
۴۴	شرح نقایہ	مُلا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(۰۰۔۱۰۱۴ھ)	شرکۃ دار الارقم بیروت
۴۵	شرح وقایہ	صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود قدس سرہ	(۰۰۔۷۴۷ھ)	مدینۃ الاولیاء ملتان
۴۶	سعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(۱۲۶۲۔۱۳۰۴ھ)	-
۴۷	عمدۃ الرعایۃ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(۱۲۶۲۔۱۳۰۴ھ)	مدینۃ الاولیاء ملتان
۴۸	حدیقہ ندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ	(۱۰۵۰۔۱۱۴۴ھ)	پشاور
۴۹	حاشیۃ الطحطاوی	سید احمد طحطاوی قدس سرہ	(۰۰۔۱۲۳۱ھ)	کوئٹہ

۵۰	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(۹۹۴_۱۰۶۹)	بیروت
۵۱	نورالایضاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(۹۹۴_۱۰۶۹)	بیروت
۵۲	حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ	(۱۱۱۴_۱۱۷۶ھ)	باب المدینہ کراچی
۵۳	فتاویٰ قاضیخان	امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی قدس سرہ	(۰۰_۵۹۲ھ)	پشاور
۵۴	فتاویٰ عالمگیری	العلامہ الھمام مولانا الشیخ نظام المتوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء ھند (مرتب کنایندہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ)	(___۱۱۶۱ھ)	دار الفکر بیروت
۵۵	فتاویٰ غزی	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(۹۳۹_۱۰۰۴ھ)	مکتبہ بریلی ہند
۵۶	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ	(۱۱۵۹_۱۲۳۹ھ)	-
۵۷	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	مکتبہ رضویہ لاہور
۵۸	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	نوری کتب خانہ لاہور
۵۹	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ	(۱۳۰۰_۱۳۶۷ھ)	مکتبۃ المدینہ/ مکتبہ رضویہ
۶۰	احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	جہلم
۶۱	الامن والعلیٰ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	ضیاء القرآن
۶۲	لمعۃ الضحیٰ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	مکتبہ رضویہ لاہور
۶۳	صفائح اللجین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	مکتبہ رضویہ لاہور
۶۴	مشعلۃ الارشاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	مکتبہ رضویہ لاہور
۶۵	اعجب الامداد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(۱۲۷۲_۱۳۴۰ھ)	مکتبۃ المدینہ
۶۶	منظر الفتاویٰ	علامہ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری مدظلہ العالی	(۱۳۳۷_۰۰)	-
۶۷	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری قدس سرہ	(۹۲۶_۹۷۰ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
		کُتب سِیَر		
۶۸	شفاء شریف	علامہ قاضی عیاض قدس سرہ	(۴۷۶_۵۴۴ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۶۹	نسیم الریاض	شہاب العلوم احمد شہاب الدین خفاجی قدس سرہ	(۹۷۹_۱۰۶۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۷۰	شرح الشفاء	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(۰۰_۱۰۱۴ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
۷۱	زرقانی	علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی قدس سرہ	(۱۰۲۰_۱۰۹۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت
		کُتب تصوف وغیرہ		
۷۲	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی قدس سرہ	(۴۵۰_۵۰۵ھ)	دار صادر بیروت
۷۳	سلوک اقرب السبل	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(۹۵۸_۱۰۵۲ھ)	-
۷۴	التعریفات	سید شریف جرجانی علی بن محمد قدس سرہ	(۷۴۰_۸۱۶ھ)	دار المنار بیروت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیّت کے لیے سفر اور روزانہ **''فکرِ مدینہ''** کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کرکے اپنے یہاں کے ذمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔''** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے **''مَدَنی اِنعامات''** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی قافِلوں''** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں میر پور۔ فون: 058274-37212
- حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) ضیا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net